

مطالعة افکار مغرب — یازدہم

اَشْأَاءُ الْحَيَاةِ فِي تَحْذِيرِ الْإِسْلَامِيْنَ مِنْ مَكَاسِرِ النَّصَارَى

مشنری سکولز میں مسلم طلبہ کا انجام

(اُردو ترجمہ مع عربی متن)

تصنیف
شیخ یوسف بن اسماعیل نبھانی
ولادت : ۱۲۶۵ھ — وفات : ۱۳۵۰ھ

ترجمہ و ترتیب

محمد فیض اللہ بک کاتی مضہبی

www.KitaboSunnat.com

297 ء 04

کتاب محلّ

ی 71 م



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ
وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

محدث لائبریری
مکتب وسنت کی روشنی میں نئی کتابیں اور اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ KitaboSunnat@gmail.com

🌐 www.KitaboSunnat.com

مطالعہ افکارِ مغرب — یازدہم

اَشَادُ الْحَيَاةِ فِي تَحْذِيرِ الْمُسْلِمِينَ مِنْ مَكَايِدِ انْصَارِ

مشنری سکولز میں مسلم طلبہ کا انجام

(اُردو ترجمہ مع عربی متن)

تصنیف
شیخ یوسف بن اسماعیل بن ہانی رحمۃ اللہ علیہ
ولادت : ۱۳۶۵ھ — وفات : ۱۳۸۰ھ

ترجمہ و ترتیب

محمد بن عبداللہ کاکتی مضہبی

www.KitaboSunnat.com

کتاب محل

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

اس کتاب کا کوئی بھی حصہ ادارہ کتاب محل سے باقاعدہ تحریری اجازت کے بغیر کہیں بھی شائع نہیں کیا جاسکتا، اگر اس قسم کی کوئی بھی صورت حال سمجھ پڑے ہوئی ہے تو قانونی کارروائی کا حق محفوظ ہے۔

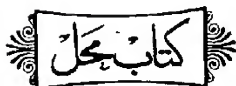
مشنری سکولز میں مسلم طلبہ کا انجام

نام کتاب

شیخ یوسف بن اسماعیل رحمہ اللہ

مصنف

قیمت



در بار مارکیٹ لاہور

محمد فہد 0321-8836932

نئی، پرانی، عربی، فارسی، اردو، انگریزی کتب کا مرکز
ادارے کے پاس 100 سالہ پرانے نسخہ جات دستیاب ہیں

اپنی کتابیں پرنٹ کروانے کیلئے رابطہ فرمائیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فہرست کتب

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱	تہدیب	۵
۲	انتساب	۶
۳	تقریب	۷
۴	عرض مترجم	۸
۵	مختصر سوانح مصنف علیہ الرحمۃ والرضوان	۱۳
۶	تقریظ بلیل	۱۳
۷	نقوش فکر	۱۶
۸	تقدیم	۱۸
۹	مقدمہ: بحث اول	۲۴
۱۰	بحث ثانی	۳۰
۱۱	(پہلی فصل) بچوں کی ادب آموزی کے طریقے	۳۵
۱۲	(دوسری فصل) عیسائی اسکولوں میں داخلے کے شرائط	۳۸
۱۳	(تیسری فصل) مشنری اسکول اور عیسائیوں کے عزائم	۴۰
۱۴	(چوتھی فصل) بیروت کا ایک واقعہ	۴۴
۱۵	(پانچویں فصل) چھوٹے بچوں پر ایسے اسکولوں کے اثرات	۴۵
۱۶	(چھٹی فصل) نوجوانوں پر ایسے اسکولوں کے اثرات	۴۶
۱۷	(ساتویں فصل) مشنری اسکول لادینیت کا سرچشمہ	۴۸
۱۸	(آٹھویں فصل) لحد مغربی قلم کاروں کی کتابیں پڑھنے کا انجام	۴۹
۱۹	(نویں فصل) نجات اخروی کا مدار	۵۰
۲۰	(دسویں فصل) بدمذہب والدین اولاد کو بدمذہب بناتے ہیں	۵۱
۲۱	(گیارہویں فصل) عیسائی مذہب سے بے نزاری	۵۱
۲۲	(بارہویں فصل) والدین سے خطاب	۵۲
۲۳	(تیرہویں فصل) بچوں کے فساد عقیدہ کے ذمہ دار والدین ہیں	۵۳
۲۴	(چودھویں فصل) مشنری اسکولوں کے فائدے کم اور نقصانات زیادہ ہیں	۵۴

مشنری اسکولوں میں مسلم طلبہ کا انجام

۵۵	(پندرہویں فصل) مشنری اسکولوں کے فارغین کا حال.....	۲۵
۵۷	(سولہویں فصل) رازق اللہ تعالیٰ ہے نہ کہ ان اسکولوں کی تعلیم.....	۲۶
۵۹	(سترہویں فصل) ایمان کے مقابلے ساری دنیا کی دولت فتح ہے.....	۲۷
۶۰	(اٹھارہویں فصل) مشنری اسکول ایک مصیبت ہیں.....	۲۸
۶۰	(انیسویں فصل) اسکولوں کی تعلیم میں فرائض و واجبات چھوٹ جاتے ہیں.....	۲۹
۶۱	(بیسویں فصل) مسلمان لڑکیاں بے پردگی اور بد عقیدگی کا شکار ہو جاتی ہیں.....	۳۰
۶۲	(اکیسویں فصل) شیطان ایسی تعلیمات کو خوب صورت بنا کر پیش کرتا ہے.....	۳۱
۶۳	(بائیسویں فصل) مشنری اسکول عیسائیت کی تبلیغ کے لیے ہیں.....	۳۲
۶۴	(تیسویں فصل) بچوں کا دل حقیقت شدہ آئینے کی طرح ہوتا ہے.....	۳۳
۶۵	(چوبیسویں فصل) طالب علم کے لیے ایسے اسکولوں کے ضرر سے بچنا مشکل ہوتا ہے.....	۳۴
۶۶	(پچیسویں فصل) عیسائی اپنے بچوں کو مدارس کیوں نہیں بھیجتے؟.....	۳۵
۶۷	(چھبیسویں فصل) مسلمان عبرت.....	۳۶
۶۹	(ستائیسویں فصل) کافروں کی تعداد نہ بڑھاؤ.....	۳۷
۷۰	(اٹھائیسویں فصل) مسلمان بچوں سے خطاب.....	۳۸
۷۱	(انیسویں فصل) مدارس میں ایک مسلمان بھائی سے ملاقات کا موقع ملتا ہے.....	۳۹
۷۳	(تیسویں فصل) جہاں اسلامی تعلیمات میسر نہ آئیں وہاں نہیں رہنا چاہیے.....	۴۰
۷۵	(اکیسویں فصل) عصری علوم و روایات سے دور اور مذہب کا شیدائے ہیں.....	۴۱
۷۶	(تیسویں فصل) کافروں کی دوستی ہلاکت کا سبب ہے.....	۴۲
۷۷	(تینتیسویں فصل) مشنری اسکولوں سے طلبہ کو نجات دلانے کی صورتیں.....	۴۳
۷۸	(چونتیسویں فصل) اہل نظر اپنی ذمہ داریاں نبھائیں.....	۴۴
۷۹	(پینتیسویں فصل) دوسروں کو کچھ کر غلط روئی اختیار کرنا نقصان دہ ہے.....	۴۵
۸۲	(چھتیسویں فصل) مسلمان اشاعت دین کے لیے کمر بستہ ہو جائیں.....	۴۶
۸۳	(سینتیسویں فصل) عیسائی پادریوں کا فریب.....	۴۷
۸۴	(اڑتیسویں فصل) مدارس اسلامیہ کی ذمہ داریاں.....	۴۸
۸۶	(انہائیسویں فصل) علمائے کرام سے خطاب.....	۴۹
۸۸	(چالیسویں فصل) علمائے اسلام کی خدمات.....	۵۰
۹۸	(خاتمہ کتاب، سنت اور سولہ اعلیٰ بیرونی اور دگر دین کی کتابوں سے اعتنا کیا جائے.....	۵۱
۱۰۳	توریت و انجیل پڑھنے کا حکم.....	۵۲

تہدیہ

سلسلہ قادریہ

محبوب سبحانی ابو محمد حضرت شیخ محی الدین سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ
(وفات: ۵۱۱ھ)

سلسلہ چشتیہ

ملک المشائخ شیخ ابواسحاق شامی چشتی رحمۃ اللہ علیہ
(وفات: ۳۲۹ھ)

سلسلہ نقشبندیہ

قطب الاولیاء شیخ بہاء الدین محمد بن محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ
(وفات: ۷۹۱ھ)

سلسلہ سہروردیہ

شیخ الشیوخ ضیاء الدین ابونجیب عبدالقادر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ
(وفات: ۵۳۳ھ)

بانیانِ سلاسل اربعہ کے نام منسوب
جن کی مساعی جمیلہ سے اسلام کی ترویج و اشاعت ہوئی
تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عینِ نور تیرا سب گھرا نا نور کا
(اعلیٰ حضرت)

احقر العباد: محمد فیض اللہ برکاتی، مصباحی
مقام برکات نگر، چوہے، ضلع ہزاری باغ (جھارکھنڈ)
موبائل نمبر: 09651913675

مثنوی اسکولوں میں مسلم طلبہ کا انجام

شرفِ انتساب

حافظ ملت حضرت علامہ شاہ عبدالعزیز محدث مراد آبادی

علیہ الرحمۃ والرضوان

بانی الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور اعظم گڑھ

(ولادت: ۱۳۱۲ھ/۱۸۹۴ء - وفات: ۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶ء)

،

جملہ اکابر اہل سنت کے نام

جنہوں نے خالصاً وجہ اللہ

دین متین کی حفاظت و صیانت کے لیے اپنا خون جگر بہایا

،

برائے ایصالِ ثواب

جد امجد محمد سفر علی - طہیدن خاتون، رسولہ خاتون

طیبۃ النساء و جملہ اہل خاندان

گر قبول افتد زہے عز و شرف

گداے حافظ ملت:

محمد فیض اللہ برکاتی، مصباحی

مقام برکات نگر، چوہے، ضلع ہزاری باغ (جھارکھنڈ)

موبائل نمبر: 09651913675

تقریب

عہدہ لائحہ عمل حضرت علامہ محمد احمد مصباحی صدر المدینہ جامعہ اشرفیہ مبارک پور

بسم الله الرحمن الرحيم -- حامداً ومصلين

عزیزی و عزیزِ اعلام محمد فیض اللہ مصباحی کی پہلی قلمی کاوش دیکھ کر مجھے بڑی خوشی ہو رہی ہے۔ موضوع آج بھی اسی طرح اہم ہے جیسے سو سال پہلے اہم تھا بلکہ آج اس کی اہمیت زیادہ ہو چکی ہے۔ ہم فنی اسکولوں میں اپنی نسل کو داخل نہ کر کے بھی فکر مند ہیں کہ مغربی افکار اور غیروں کی تہذیب سے تحفظ کا سامان کیسے ہو؟ پھر اولاد کو خود ان کے اسکولوں میں داخل کرنے کا انجام کیا ہوگا؟

حقیقت کی نگاہوں سے دیکھیے تو آج کا دردناک منظر یہ ہے کہ جدید ذرائع ابلاغ کے باعث مغربی کلچر اور باطل افکار خود مسلمانوں کے گھروں میں داخل ہو چکی ہیں اور ہو رہی ہیں وہ اپنے بچوں کو ان کے اسکولوں میں داخل کریں یا نہ کریں جو یہاں کے گھر کی چہرہ دیواری میں بڑے خوش نما، بہت دل فریب اور عجب پرکشش آنے لگے ہیں اور آئی ہے اس سے خود اپنے دل و دماغ اور اپنی اولاد کی فکر و نگاہ کو بچانے کی تدبیر کیا کریں؟

علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی پر رب جلیل کی بے پایاں رحمتیں ہوں کہ انھوں نے اس فتنے کی ابتدائی کے وقت اپنی حکیمانہ توجہ اس طرف مبذول فرمائی اور امت کی نجات اور بھلائی کے لیے ایک دلِ درد مند و ہرزہ دروں رکھنے والے عالم ربانی کی حیثیت سے اس فتنے سے بچنے کے لیے اہل اسلام کو ہر طرح سے لاکھا، سمجھا، حق کا راستہ دکھایا اور انھیں ان کی دینی و ایمانی غیرت کا احساس دلایا۔ فجزاہ اللہ عن الاسلام والمسلمین خیر ما یجزي بہ العلماء العاملين المخلصین

آج یہ فتنہ چوں کہ پہلے سے زیادہ خطرناک صورہ اختیار کر چکا ہے اس لیے بڑی درد مندی کے ساتھ اس پر متعدد جہتوں سے غور کرنے اور مؤثر تدابیر بروئے کار لانے کی ضرورت ہے۔ وَفَقْنَا اللَّهَ وَوَسَّعَ الْمُسْلِمِينَ لَسَدِ أَبْوَابِ الْفِتَنِ بَعَثَهُ وَكَرَّمَهُ۔

عزیز موصوف نے علامہ نبہانی کی عربی تحریر کو اردو کا جامہ پہنا کر اردو اہل حلقوں تک ایک اہم دعوت اور درد مندانہ فکر پہنچانے کی سعادت حاصل کی ہے۔ رب کریم شرف قبول سے نوازے اور مزید دینی و علمی خدمتوں کی توفیق مرحمت فرمائے ساتھ ہی داریں کی نعمتوں، برکتوں اور رحمتوں سے شاد کام فرمائے۔ وَمَا ذَلِكْ عَلَيْهِ بَعُوزٌ۔

محمد احمد مصباحی - ۱۶/۵/۱۴۳۵ھ / ۱۸/۳/۲۰۱۴ء

عرضِ مترجم

اللہ تعالیٰ کا بے پناہ کرم و احسان ہے کہ اس نے ہمیں علم دین کی دولت سے سرفراز فرمایا۔ ازبک ہند ”الجامعۃ الاشرفیہ“ مبارک پور میں علم دین حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائی جہاں ابوالفیض حافظ ملت علامہ شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ محدث مراد آبادی کی روحانی عنایتوں کے سارے میں رہ کر باصلاحیت اور مہربان اساتذہ کی بارگاہ سے ہمیں اکتساب فیض کا سنہرا موقع ملا اور میں نے ان کے چشمہ علم و فضل سے خوب سیرابی حاصل کی۔ بحمدہ تعالیٰ اس سال عرس عزیزی کے موقع پر مجھے دستہ فضیلت سے نوازا جائے گا۔

طلبہ اشرفیہ میں یہ روایت پچھلے کئی سالوں سے چلی آرہی ہے کہ وہ دستار بندی کے موقع پر کتاب یار سالہ ترتیب دے کر ایسی کتاب کا ترجمہ کر کے زیور طبع سے آراستہ کرتے اور شائع کرتے ہیں۔ میری بھی خواہش تھی کہ فراغت کے سال اس کار خیر میں شریک ہو جاؤں۔ اسی پاکیزہ جذبے کے تحت میں نے انجینئر سید فضل اللہ جشتی صابری مدظلہ العالی سے رابطہ کیا، آپ نے علامہ یوسف بن اسماعیل نہہانی علیہ الرحمۃ کی کتاب ”ارشاد الحیاری فی تحذیر المسلمین من مدارس النصرانی“ کا ترجمہ کرنے کا مشورہ دیا۔ اور فرمایا: اب تک اس کتاب کا اردو ترجمہ نہیں ہوا ہے جب کہ اس کی سخت ضرورت ہے۔

کتاب موصول ہونے کے بعد میں نے اس کا بغور مطالعہ کیا۔ دوران مطالعہ مجھے بھی احساس ہوا کہ واقعی اس کا اردو ترجمہ ہونا چاہیے تاکہ عربی زبان نہ جاننے والے بھی اس سے استفادہ کر سکیں اور انھیں یہ معلوم ہو جائے کہ عیسائی، اسلام کو نیست و نابود کرنے اور مسلمان بچوں کو اسلام سے دور کرنے کے لیے کیا کیا ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں۔

یہ ایک زمینی سچائی ہے کہ عیسائی اپنے مذہب کی ترویج و اشاعت اور دین اسلام کی بیخ کنی میں ہر ممکن حربے استعمال کرتے ہیں۔ وہ مسلمان کے کٹر دشمن ہیں۔ لیکن افسوس! آج بہت سے مسلمان، ان اسلام دشمن عیسائیوں کے ٹاپاک ارادوں سے بے خبر ہیں اور دنیا طلبی میں اپنے ایمان و

اسلام کی پروا کیے بغیر بڑی تیزی سے مشنری اسکولوں، عیسائی کالجوں اور کانوینٹوں میں اپنے بچوں کا داخلہ کر رہے ہیں۔ اور انھیں اس کی کوئی فکر نہیں ہے کہ ان اسکولوں میں پڑھنے کے بعد بچہ اپنا دین و ایمان کھو بیٹھتا ہے اور فانی دنیا کے چکر میں آخرت کی ابدی سعادتوں سے محروم ہو جاتا ہے۔

میرے ایک قریبی دوست نے بتایا کہ عیسائی اپنے اسکولوں میں پڑھنے والے مسلم بچوں کا ایمان و ایقان متزلزل کرنے کے لیے مختلف طریقے اپناتے ہیں۔ ان کے دلوں سے اسلام کی محبت نکالنے اور اسلامی عقائد میں شکوک و شبہات پیدا کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہیں کرتے۔ وہ مسلم بچوں سے کہتے ہیں: تم مسلمان ہو، چلو اپنے اللہ اور اپنے پیغمبر محمد (ﷺ) سے چاکلیٹ مانگو۔ ان کے کہنے کے مطابق بچے چاکلیٹ مانگتے ہیں، مگر نہیں ملتا۔ اب عیسائی کہتے ہیں: عیسیٰ مسیح سے مانگو، جوں ہی بچے چاکلیٹ مانگتے ہیں، اسلام دشمن عیسائی بٹن دباتے ہیں اور پہلے ہی سے ریموٹ (Remot) کے ذریعہ سیٹ کیا ہوا چاکلیٹ اوپر سے گرنے لگتا ہے۔ اس طرح عیسائی، مسلمان بچوں کے سامنے اسلام کو کمزور بنا کر ان کے دلوں میں اسلام کے صحیح ہونے میں شک پیدا کر دیتے ہیں اور بچے اسی کے مطابق پروان چڑھتے ہیں اور ایمانی دولت سے محروم ہو کر دائمی عذاب کے مستحق ہو جاتے ہیں۔

اس کتاب میں اس سے ملتے جلتے کئی واقعات بیان کیے گئے ہیں اور عیسائیوں کے ان منصوبوں پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے جن کے پیش نظر وہ مشنری اسکول کھولتے ہیں اور مسلمان بچوں اور بچیوں کا داخلہ لے کر اسلام کے خلاف ان کی ذہن سازی کر کے ان کے دلوں میں غفر کی ختم ریزی کرتے ہیں۔

ترجمہ کرنے سے پہلے میں نے یہ کتاب استاذ گرامی صدر العلماء حضرت علامہ محمد احمد مصباحی طاب فضلہ صدر المدرسین جامعہ اشرفیہ، مبارک پور کو دکھائی، کتاب پڑھنے کے بعد آپ نے اس کتاب کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: ”اس کا ترجمہ کر ڈالو“ پھر کیا تھا استاذ گرامی کا حکم پاتے ہی میں اس میں ہمہ تن مصروف ہو گیا۔ دوران ترجمہ بعض عبارتوں میں دشواری محسوس ہوئی تو حضرت کو سنا کر حل کیا۔ میں بے حد ممنون و مشکور ہوں حضرت کا، کہ انھوں نے اس کتاب کو اردو جامعہ پہنانے میں میری رہنمائی فرمائی اور اس کا اردو نام ”مشنری اسکولوں میں مسلم طلبہ کا انجام“ رکھ

مشتري اسکولوں میں مسلم طلبہ کا انجام

کر میری حوصلہ افزائی فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ان کا سایہ دراز فرمائے اور ہمیں ان کے علم و فضل کا دافر حصہ عطا فرمائے۔

حضرت علامہ عارف الدیفی مصباحی، استاذ و شیخ الادب مدرسہ فیض العلوم محمد آباد، نے کرم فرمایا اور اپنے پیش قیمت اوقات سے کچھ حصہ نکال کر اس کی تصحیح فرمائی اور اسے قابل اشاعت بنایا نیز ایک وقیع تقریظ لکھ کر میری حوصلہ افزائی فرمائی۔

حضرت علامہ مفتی محمد انور نظامی مصباحی، نائب قاضی ادارہ شرعیہ، جھارکھنڈ نے بھی اس کتاب پر تقریظ لکھ کر میری کوشش کو سراہا۔

استاذ گرامی حضرت مولانا محمد عرفان عالم مصباحی، استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور نے اس کتاب کو پڑھا، مفید مشوروں سے نوازا، ذیلی عنوانات قائم کیے اور گراں قدر مقدمہ تحریر فرما کر اس پیش کش کو سند اعتبار فراہم کی۔

انجینئر سید فضل اللہ چشتی مدظلہ العالی نے مجھے عربی کتاب عنایت فرمائی اور اردو ترجمہ کی رغبت دلائی جو اس سارے کام کی خشت اول ہے۔

میں ان بزرگوں اور کرم فرماؤں کی ذرہ نوازی اور کرم فرمائی پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکر گزار اور احسان مند ہوں اور ان کی بارگاہوں میں گلہائے تشکر و امتنان پیش کرتا ہوں، جن کی خاص عنایتوں نے میری اس کوشش کو قابل اشاعت بنایا۔

مذکورہ بالا علما اور اساتذہ کی اصلاحات اور نظر ثانی کی بنا پر امید ہے کہ لوگوں میں اس کتاب و پذیرائی حاصل ہوگی، دوران مطالعہ اگر کوئی خامی نظر آئے تو مطلع فرما کر شکر یہ کا موقع عنایت فرمائیں اور اسے میری علمی کم مائی اور قصور نظر پر محمول فرمائیں اور خوبیوں کو ان بزرگوں کی اصلاحات کا نتیجہ سمجھیں۔

بڑی نا انصافی ہوگی اگر ہم جامعہ اشرفیہ میں زیر تعلیم ان رفقاء و احباب کو بھول جائیں جنہوں نے اس کتاب کے اشاعتی مراحل، تنبیض اور پروف کی تصحیح وغیرہ میں احقر کا ساتھ دیا، ان کے اسما درج ذیل ہیں: (۱) مفتی محمد امام الدین مصباحی (گریڈیہ) (۲) مولانا چاند رضا مصباحی (ہزاری باغ) (۳) مولانا محمد گلریز رضا مصباحی (ویشالی) (۴) مولانا دلشاد احمد مصباحی (دیو گھر) (۵) مولانا نوشاد عالم مصباحی (گڈا) (۶) مولانا صغیر احمد مصباحی (ہزاری باغ) (۷) مولانا محمد جاوید رضا

مصباحی (بوکارو) (۸) مولانا محمد احمد جامی مصباحی (ہزاری باغ) (۹) مولانا محمد اظہر الدین مصباحی (گریڈیہ) (۱۰) مولانا غلام ربانی مصباحی (ہزاری باغ) (۱۱) مولانا فصیح الرحمن مصباحی (ویشالی) (۱۲) مولانا سرور عالم مصباحی (ویشالی) (۱۳) مولانا غلام نبی مصباحی (ویشالی) (۱۴) مولانا محمد فرقان مصباحی (دیوگھر)

اخیر میں ہم ”لمتبع العلمی“ کے ارکان اور ان تمام حضرات کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت میں ہماری مدد فرمائی بالخصوص اپنے والدین کریمین کا جنہوں نے ہماری تعلیم میں خاص توجہ فرمائی اور جن کی دعاؤں کے صدقے مجھے یہ مقام ملا۔ اپنے کرم فرما مولانا چاند رضا کے والد گرامی جناب محمد اکبر حسین صاحب کے لیے دعا گو اور مصمم قلب کے ساتھ شک و گمان ہوں جن کے مالی تعاون سے یہ کتاب منظر عام پر آئی۔

رب کریم کی بارگاہ میں دعا ہے کہ جناب محمد اکبر حسین صاحب کے مالی تعاون کا بہت صلہ دے، میری اس حقیر خدمت کو شرف قبول سے نوازے اور مجھے خدمت دین متین کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین۔

بجاء النبی الکریم علیہ و علی الہ و صحبہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم۔

خاکبائے اولیا:

محمد فیض اللہ پور کاتی، مصباحی

درجہ فضیلت جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم ٹرڈ

موبائل نمبر: 09651913675

مختصر سوانح مصنف علیہ الرحمۃ والرضوان

از: محمد فیض اللہ برکاتی، مصباحی

علامہ شیخ محمد یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی ان نابھہ روزگار شخصیتوں میں سے ایک ہے جنہوں نے اپنے علم و فضل اور دینی غیرت و حمیت کے ساتھ اسلام و سنت کی حفاظت و نصرت میں بے بہا کارنامہ انجام دیا، اور اہل اسلام کے ایمان و یقین کے تحفظ و بقا میں کلیدی کردار ادا کیا۔ اسلام دشمن عناصر کے داخلی اور خارجی فتنوں کی سرکوبی کے لیے نوک قلم سے تلوار کا کام لیا اور ہر محاذ پر امت مسلمہ کی سیجائی فرمائی۔ آپ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر تھے، علم غیب مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے موضوع پر اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی ایمان افروز کتاب ”الدولة الملكية بالمادة الغيبية“ (۱۳۲۳ھ) پر آپ نے تقریظ بھی لکھی ہے۔ مذہب اہل سنت و جماعت کی ترویج و اشاعت اور مذاہب باطلہ کے رد و ابطال میں آپ نے نمایاں خدمات انجام دیں اور بے شمار بھولے بھالے مسلمانوں کے ایمان و عمل کی حفاظت و صیانت فرما کر انھیں گمراہی کے دلدل میں پھنسنے سے بچایا۔

پیدائش: ۱۳۶۵ھ/۱۸۴۹ء ارض فلسطین کے شمال میں واقع ”اجزم“ نامی گاؤں میں پیدا ہوئے۔

نبہانی: نبہانی میں یا نے نسبتی ہے۔ نو نبہان ایک قبیلہ ہے۔ آپ اسی قبیلے سے ہیں، اس لیے آپ کو نبھانی کہا جاتا ہے۔

تعلیم و تربیت: آپ کے والد گرامی شیخ اسماعیل بن یوسف نبہانی ایک جید عالم دین اور خدا رسیدہ بزرگ تھے۔ آپ نے قرآن پاک اپنے والد ماجد سے پڑھا اور ان ہی کی آغوش تربیت میں پروان چڑھے۔

جب آپ کی عمر سترہ سال ہوئی تو والد محترم نے اعلیٰ تعلیم کے لیے مصر بھیجا جہاں آپ یکم محرم الحرام ۱۲۸۳ھ میں مشہور یونیورسٹی ”الازہر“ میں داخل ہوئے۔ اور تقریباً ساڑھے چھ سال تک جلیل القدر اساتذہ سے اکتساب فیض کرتے رہے۔^(۱)

جن اساتذہ کے چشمہ صافی سے آپ نے سیرابی حاصل کی، ان میں سے چند کے اسماء یہ ہیں: (۱) علامہ سید محمد دمنہوری (۲) شیخ ابراہیم (۳) شیخ احمد شافعی (۴) شیخ حسن مالکی (۵) علامہ شمس الدین محمد انبانی (۶) علامہ عبدالقادر رافعی، حنفی (۷) علامہ شیخ یوسف حنبلی۔

(۱) حجة الله على العالمين (مترجم) ص: ۲۱، مطبع: برکات رضا، پور بندر گجرات.

مشتری اسکولوں میں مسلم طلبہ کا انجام

زیور علم و فن سے آراستہ ہونے کے بعد آپ آستانہ چلے گئے جہاں آپ جریدہ ”الجواب“ سے وابستہ ہو گئے۔ پھر ایک عرصہ تک شعبہ قضا سے منسلک رہے، یہاں تک کہ بیروت میں وزارت قانون و انصاف کے سربراہ بن گئے اور بیس سال سے زیادہ مدت تک اس عظیم منصب پر فائز رہے۔ عمر کے آخر حصے میں مدینہ منورہ پہنچے اور وہاں عبادت و ریاضت اور تصنیف و تالیف میں مشغول رہے۔

تصنیفی خدمات: اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے پناہ علم و فضل سے نوازا تھا، جو آپ کی تصانیف سے میاں ہے، آپ کی تحریری کاوشوں کا میدان بہت وسیع ہے۔ آپ کے قلم حق رقم سے تقریباً پچاس کتب و رسائل وجود میں آئے۔

آپ کی چند مشہور تصنیفات یہ ہیں: (۱) الفتح الکبیر فی ضم الزیادات الی الجمع الصغیر۔ (۲) قرۃ العینین علی منتخب الصحیحین۔ (۳) افضل الصلوات علی سید السادات ﷺ۔ (۴) حجة الله علی العالمین فی معجزات سید المرسلین۔ (۵) ارشاد الحیاری فی تحذیر المسلمین من مدارس النصارى۔ (جس کا اردو ترجمہ آپ کے ہاتھوں میں ہے) (۶) سعادة الدارين فی الصلوة علی سید الکونین۔ (۷) سبیل النجاة۔ (۸) ہدای المرید الی طرق الاسانید۔ (۹) وسائل الاصول الی شمائل الرسول۔ (۱۰) شوہد الحق فی الاستغاثة بسید الخلق

آپ قادر الکلام شاعر بھی تھے، شعر گوئی میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ آپ نے اپنی شاعری کے ذریعہ عقائد حقہ کو واضح فرمایا اور دین سے سرتابی کرنے والوں کا ردِ مبلغ فرمایا۔

آپ کے زمانے میں دشمنانِ اسلام، نبی ﷺ کی شان گھٹانے اور آپ کے فضائل و کمالات مٹانے کی ناپاک کوشش کر رہے تھے، اور بہت سی اسلام مخالف تحریکوں نے سر اُبھار رکھا تھا، آپ اپنی زبان و قلم کو، تھیاریں کارکن سے نبرد آزما ہوئے اور نظم و نثر کے ذریعہ ان کے ناپاک عزائم اور فتنوں کو جڑ سے اٹھاڑ پھینکا نیز تجدد پسند اور باطل پرست تحریکوں کو موت کی نیند سلا دیا۔

فن شاعری میں آپ کے قادر الکلامی کی منہ بولتی تصویر مندرجہ ذیل کتابیں ہیں:

(۱) النظم البدیع فی مولد الشفیع۔ (۲) الهمزیۃ الالفیہ (طیبة الغراء) فی مدح سید الانبیاء۔ (۳) قصیدۃ سعادة المعاد فی موازنة بانث سعاد۔ (۴) القصیدۃ الیائئۃ الکبریٰ۔ (۵) الرائیۃ الکبریٰ فی ذم البدعة و مدح السنة الغراء۔

وفات: ۱۳۵۰ھ / ۱۹۳۲ء میں علامہ نبہانی علیہ الرحمۃ نے سفر آخرت اختیار کیا اور بیروت میں آلودہ

خاک ہوئے۔

مشنری اسکولوں میں مسلم طلبہ کا انجام

تقریظ جلیل

حضرت مولانا عارف اللہ فیضی مصباحی
شیخ الادب، مدرسہ عربیہ فیض العلوم، محمد آباد گوہنہ، ضلع منو

پیش نظر کتاب ”مشنری اسکولوں میں مسلم طلبہ کا انجام“، لبنان کے ایک مشہور و مقجر عالم دین حضرت علامہ شیخ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک گراں قدر تصنیف ”ارشاد الحیاری فی تحذیر المسلمین من مدارس النصارى“ کا اردو ترجمہ ہے۔

حضرت نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں ان مفاسد و مضرات اور برے نتائج و ثمرات کا جائزہ لیا ہے جو ایسے عیسائی اسکولوں اور تعلیمی اداروں میں مسلمان بچوں کو بڑھانے سے مرتب ہوتے ہیں جہاں عصری علوم و فنون کی تعلیم کے ساتھ عیسائی مذہب کی تعلیم دی جاتی اور مسلمان بچوں کو عیسائی بچوں کے ساتھ گرجا گھروں میں جا کر ان کے طرز پر عبادت کرنی پڑتی ہے۔

ظاہر ہے کہ بچوں کے دل صاف و شفاف کورے کاغذ کی طرح ہوتے ہیں جس پر اچھا برا کوئی بھی نقش ثبت کیا جاسکتا ہے اس لیے جب وہ بچپن ہی سے اپنے مذہب و عقیدہ کے لیے تباہ کن ماحول میں پرورش پائیں گے تو اس کے رنگ میں رنگ جائیں گے اور جب اپنی قیمتی زندگی کا اچھا خاصا حصہ گزار کر وہاں سے باہر آئیں گے تو یقینی طور پر وہ نہ صرف اپنی تہذیب و تمدن اور اپنے سماج سے بے زار اور اس سے الگ تھلگ ہو چکے ہوں گے بلکہ اپنے دین و مذہب کا قلابہ بھی اپنی گردنوں سے اتار چکے ہوں گے۔

بس یوں سمجھ لیجیے کہ مسلم خاندانوں میں ان کا وجود تن مشرق میں روح مغرب کے نمائندے کی حیثیت سے ہو گا جو صرف دین مسیح، مغربی تہذیب و تمدن اور شربے مہار کی طرح آزاد سماج ہی کو پسند کرے گا۔

نظر برآں ایک مسلمان کا اپنے بچوں کو ایسے اسکولوں میں داخل کرنا حرام و گناہ اور کفر انجام ہو گا۔ اور مسلمانوں کی اجتماعی ذمہ داری ہوگی کہ داخلہ کرانے والے مسلمانوں کو اس طرح

مشنری اسکولوں میں مسلم طلبہ کا انجام

کے اقدام سے روکنے کی کارگر تدابیر اختیار کریں تاکہ دین اسلام اور تمدن اسلام سے بچوں کی وابستگی قائم رہے۔

عزیز گرامی قدر مولانا محمد فیض اللہ صاحب ازہر ہند ”الجامعۃ الاشرفیہ“ مبارک پور کے درجہ فضیلت کے طالب علم ہیں جو مدرسہ تعلیم کا آخری سال ہے۔ انھوں نے سوچا کہ ایسے مبارک اور پر مسرت موقع پر اپنے اعزہ و اقربا اور اپنے رُفقا و احباب کو کوئی ایسا دیرپا اور قیمتی تحفہ بھی دیں جس سے ان کو لذتِ کام و دہن نہ سہی مگر ضیافتِ قلب و نظر ضرور حاصل ہو اور کسی کے اندر اگر کوئی گنجِ فکری یا بے راہ رومی ہو تو وہ اسے متنبہ کرنے کے ساتھ اس پر قدغن بھی لگا سکیں اور دشمنانِ اسلام کی ریشہ دوانیوں سے آگاہ کر کے ایک مفید اور نتیجہ خیز راہ عمل متعین کرنے میں مدد دیں۔ چنانچہ انھوں نے اس کتاب کا سلیس اردو میں ترجمہ کیا۔

ترجمہ کا کام کبھی تصنیف سے زیادہ اہم اور دشوار ہو جاتا ہے۔ کیوں کہ اس میں دو مختلف زبانوں پر عبور کے ساتھ اس موضوع سے بھی واقفیت کی ضرورت ہوتی ہے جس پر مصنف کا راہوارِ قلم حرکت میں آیا ہے۔

مجھے بڑی مسرت ہے کہ مولانا نے اس خارزارِ وادی سے سلامتی کے ساتھ نکلنے میں بڑی حد تک کامیابی حاصل کی ہے۔

میں نے اپنی بساط بھر اس میں در آنے والے اغلاط اور خامیوں کی اصلاح کر دی ہے۔ دعا گو ہوں کہ مولائے کریم اپنے حبیبِ پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے میں موصوف کو اسی طرح کے مفید کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے، انھیں عمر دراز سے نوازے اور دینِ اسلام و مذہبِ اہل سنت کا سچا خادم و نمائندہ بنائے۔ آمین۔

محمد عارف اللہ المصباحی

مدرسہ عربیہ فیض العلوم

محمد آباد گوہنہ، ضلع، منو

۱۵ مارچ ۲۰۱۳ء

نقوش فکر

حضرت علامہ مفتی محمد انور نظامی مصباحی، نائب قاضی ادارہ شرعیہ (بھارکھنڈ)

علم انسانوں کی وہ خوبی ہے جس کی بنیاد پر وہ دیگر مخلوقات سے ممتاز ہیں۔ علم ہی کی وجہ سے حضرت آدم علی نبینا وعلیہ السلام کو فرشتوں پر فضیلت حاصل ہوئی۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ عزوجل نے علم و جہل کے مابین واضح فرق کی جانب یوں رہنمائی فرمائی۔

هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ (۱)

”کیا وہ لوگ جو علم والے ہیں اور جو لوگ علم والے نہیں ہیں برابر ہو سکتے ہیں؟“ یعنی برابر نہیں ہو سکتے۔

ہادی عالم ﷺ نے علم کی اہمیت یوں بتائی۔

طلب العلم فريضة على كل مسلم (۲) ہر مسلمان پر علم دین حاصل کرنا فرض ہے۔

اطلبوا العلم ولو بالصين (۳) علم حاصل کرو اگرچہ چین جانا پڑے۔

علم کے مراکز ہر زمانے میں بدلتے رہے ہیں۔ حالات زمانہ اور انسانی حوائج نے علم کے جدید طریقے اور نئے سرچشموں کی ایجاد میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی ہے۔

موجودہ دور میں سائنس، ٹکنالوجی نے ترقی کی ہے۔ اور انگریزی تعلیم ہر شعبہ زندگی میں حادی ہوتی

جا رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دور حاضر میں انگلش کی تعلیم دین و مذہب کی تبلیغ و اشاعت کے لیے بھی ناگزیر ہوتی

جا رہی ہے۔ دنیاوی ضروریات کے لیے انگریزی تعلیم کی حیثیت لازمی صورت اختیار کر گئی ہے۔ یہی وجہ ہے

کہ انگلش میڈیم اسکولوں کی پذیرائی ہر معاشرے میں ہو رہی ہے۔ اور بلا تفریق مذہب و ملت لوگ اپنے بچوں

کو انگلش اسکولوں میں داخل کر رہے ہیں۔ اور اس خصوص میں عیسائی مشنری اسکول سب سے آگے

ہیں، ان کے بعد ڈی۔ اے۔ وی۔ (D A V) اسکول اور آر ایس ایس کے سرسوتی ششومندر ہیں، جن

(۱) الزمر، آیت: ۹۔

(۲) مشکوٰۃ المصابیح، کتاب العلم، ص: ۳۴، مجلس برکات، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

(۳) شعب الایمان، ج: ۲، ص: ۲۵۳

کے بارے میں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ان کا معیارِ تعلیم بلند ہے۔ جس کی وجہ سے ہر مذہب کے لوگ اپنے بچوں کو ان میں داخل کرتے ہیں۔

تاہم بہت کم افراد یہ جانتے ہیں کہ وہاں تعلیم کے ساتھ بدنہایت، کج فکری اور بے عملی کا موسم زہر ان کے دل و دماغ میں گھولا جاتا ہے۔

ایسے حالات میں جب کہ انگلش کی تعلیم زندگی کے لیے لازمی تصور کی جا رہی ہے، اور جو اس نام پر مقبول ہیں وہاں سے گمراہی جنم لے رہی ہے، مسلم طلبہ کی صحیح تعلیم و تربیت کا انتظام کیسے ہو؟ ہم ان مروجہ اسکولوں کی اصلاح نہیں کر سکتے۔ وہاں دین اسلام کی تعلیم کا اہتمام نہیں ہو سکتا۔ ہی ہم یک لخت تمام مسلمانوں کے بچوں کو روکنے پر قادر ہیں۔ اگر ان کو روکا جاسکتا ہے تو فقط ان اسکولوں کا نفع البدل دے کر ہی۔ لہذا مشنری اسکولوں یا دیگر گمراہ اداروں سے بچوں کو بچانے کا ایک راستہ یہی ہے کہ ہمارے لوگ بھی بہتر معیارِ تعلیم کے ساتھ ایسے انگلش اسکولوں کا انتظام کریں جہاں اسلامیات کی تعلیم معتد بہ مقدار میں دی جائے اور اسکول کا معیارِ خوب سے خوب تر ہو تاکہ مسلمان اپنے بچوں کا داخلہ بہ رغبت ان میں کریں۔ اور مشنری اسکولوں کے بچوں سے کسی طرح بھی ہمارے بچے پیچھے نہ رہیں۔ مدارس میں پرائمری سطح تک اسکولی مضامین بھی داخل ہوں۔

زیر نظر رسالہ ”مشنری اسکولوں میں مسلم طلبہ کا انجام“ ایک عربی رسالے کا اردو ترجمہ ہے۔ عزیز گرامی حضرت مولانا حافظ محمد فیض اللہ برکاتی مصباحی قابل مبارک باد ہیں کہ انھوں نے اس رسالے کو اردو کا جامہ پہنانے کے لیے کافی محنت کی ہے۔ اور کوشش کی ہے کہ لفظی کے بجائے جامعہ ترجمہ ہو۔ اور اس میں وہ کافی حد تک کامیاب بھی ہیں۔ مولانا موصوف ہزاری باغِ ضلع کے ایک گاہک (چوبے) کے رہنے والے ہیں محنتی ہیں اللہ تعالیٰ نے ذہانت و فطانت سے نوازا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ازہر بند جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں اپنی جماعت میں ممتاز رہے ہیں۔ اس سال (۲۰۱۳ء) میں ان کی دستارِ فضیلت ہے مولیٰ تعالیٰ موصوف کی اس قلبی خدمت کو قبول فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

محمد انور نظامی مصباحی

نائب قاضی ادارہ شرعیہ جھارکھنڈ

کنگھرا، سودن، ضلع ہزاری باغ (جھارکھنڈ)

جمعرات ۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۵ھ / ۶ مارچ ۲۰۱۳ء

تقدیم

استاذ گرامی حضرت مولانا محمد عرفان عالم مصباحی مدظلہ العالی
استاذ: جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ

اسکول انگریزی زبان کا لفظ ہے جس کا لہو ترجمہ تعلیم گاہ اور عربی تعبیر مدرسہ ہے۔ یہ لفظ ہر اس عمارت یا جگہ کے لیے ہے جہاں علم کی شمعیں روشن کی جاتی ہیں، خواہ وہ علم دین سے متعلق ہو یا دنیا سے۔

ترجمے کی حد تک تو یہ لفظ ٹھیک ہے مگر زبان کی رنگت نے اسے اپنے رنگ میں رنگ لیا اور اب یہ لفظ صرف عصری اور دنیوی تعلیم کا ہوں کے ساتھ خاص ہو کر رہ گیا۔ یعنی لغوی معنی کا عموماً اصطلاحی مفہوم میں باقی نہ رہا۔ اگرچہ اب بھی یہ لفظ تعلیم گاہ ہی کے لیے خاص ہے۔ علم دینی ہو یا دنیوی دونوں اچھے ہیں۔ علم میں فی نفسہ کوئی خرابی نہیں اور ہو بھی کیسے کہ یہ وہ جو ہے جسے خود علام الغیوب نے سراہا ہے۔

در اصل تعلیم کے بعد جو نظریات پیدا ہوتے، جو قلبی رجحانات جنم لیتے ہیں، اچھائی یا برائی ان میں ہوتی ہے اور ان ہی افکار و خیالات کے ذریعہ عمل میں بھی در آتی ہے۔ پھر عملی میدان میں پائی جانے والی اس کی خرابی علم و تعلیم کی طرف منسوب ہو جاتی ہے۔

ایک ہی لفظ زبان کے اختلاف کی وجہ سے معنی و مفہوم کے اختلاف کا شکار ہو گیا۔ مدرسہ: جہاں دینی تعلیم کا اہتمام ہوتا ہے اور بقدر ضرورت عصری تعلیم کا بھی انتظام ہوتا ہے۔ اسکول: جہاں عصری اور مادی تعلیم کا ہی انتظام ہوتا اور کبھی کبھی محض نام کے لیے دینی تعلیم کو مختصر ترین جگہ دی جاتی ہے۔ یہ ایک ایسا فرق ہے جس پر بہت سے شرعی احکام کا مدار ہے۔ اس کے علاوہ ایک فرق اور ہے جس کے بطن سے کئی خرابیاں ظہور پذیر ہوتی ہیں۔

مدرسے کی تعلیم کا مدار دین فطرت یعنی اسلامی شریعت پر ہے اور اسلامی شریعت کی اصل قرآن و سنت ہے۔ اسی لیے مدارس اسلامیہ میں فرائض و واجبات اور سنن کے علاوہ آداب پر بھی

مشنری اسکولوں میں مسلم طلبہ کا انجام

خاص توجہ ہوتی ہے۔ تاکہ ان درس گاہوں کا فیض یافتہ شرعی اور اخلاقی دونوں اعتبار سے کامل انسان بنے۔ اور اسی کا اثر ہے کہ طلباء مدارس کے لاشعور میں یہ چیزیں رچ بس جاتی ہیں اور وہ شرعی و اخلاقی اقدار کے خوگر ہو جاتے ہیں۔ اور عصری اسکولوں میں فرائض و واجبات اور سنن و آداب میں سے کسی پر توجہ نہیں ہوتی، اور ہوتی بھی ہے تو عشرِ عشر۔ ان کا اصل مقصد دنیاوی اعتبار سے اپنے طلبہ کو کامیاب بنانا ہوتا ہے۔ وہ انسان کامل اور آدمیت کا نمونہ ہیں یا نہیں۔ اس سے سروکار نہ کے برابر ہوتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے ان کے لاشعور میں مذہب سے بے گانگی اور ادب و تعظیم کے مقابلے میں خود سری و بے باکی گھر کر لیتی ہے۔

اسکول اور مدرسے کی مثال یوں بنتی ہے جیسے ایک ہی باپ کے دو بیٹے ہوں۔ ان میں سے ایک کو اعلیٰ تعلیم کے لیے یورپ (جہاں تعلیم کا مدرِ عصری تقاضوں پر ہوتا ہے اور پوری توجہ مادیت پر صرف کی جاتی ہے۔ جس کے سبب طلبہ جذبات سے عاری مشینی انسان بن کر رہ جاتے ہیں۔) بھیج دے اور دوسرے کو اپنے پاس ہی رکھے۔ چند سال گزرنے کے بعد دونوں بیٹے یکجا ہوں تو دونوں کے اخلاق و کردار میں زمین آسمان کا فرق نظر آئے گا۔ ایک تعلیمی لحاظ سے کامل اور عصری تقاضوں کو پورا کرنے والا مگر اخلاقی اقدار سے عاری ہوتا ہے، تو دوسرا دیگر پہلوؤں میں کمزور ہوتے ہوئے بھی اخلاق و کردار کا پیکر نظر آتا ہے۔

والدین کے سامنے سر جھکائے رہنا، ان کی باتوں پر عمل کرنا، ان کی تعظیم میں کھڑا ہونا، ان کے لیے دل و جان قربان کر دینا، ایک کی فطرت بن جاتی ہے تو دوسرا اپنے بھائی کی ان حالتوں کو پاگل پن تصور کرتا ہے اور تعجب سے کہتا ہے کہ تم ان کی ہر بات کیوں مان لیتے ہو؟ ان کے سامنے باادب کھڑے کیوں رہتے ہو؟

ایک ہی خون دونوں کی رگوں میں دوڑ رہا ہے۔ مگر تربیت کے فرق اور تعلیم کے اختلاف نے دونوں کو یکسر بدل کر رکھ دیا۔

یہ حال تو ان عصری درس گاہوں کا ہے جن میں تعصب پرستی اور ترجیحی سلوک نہیں ہوتا اور جن تعلیمی اداروں کی بنیاد ہی عصیت پر ہے ان کا حال کیا ہو سکتا ہے یہ تصور سے بالاتر ہے۔ اس زمانے میں عصری علوم کی ضرورت بھی بڑی شدید ہے تاکہ ہر شعبہ حیات میں ہمارے

افراد موجود ہوں اور ہمارے وہ دنیوی امور جو ضروری ہوں بلا حرج و مشقت حل ہوتے رہیں۔

لہذا ایسی درس گاہوں کا قیام جن میں اسلامی شریعت کے سارے میں عصری علوم کا انتظام ہو بہت ضروری ہے۔ ایک متبادل صورت مدرسے ہیں کہ ان ہی میں سے بعض میں عصری علوم کا ضروری اور معتد بہ حصہ رکھا جائے یا اس کا مستقل شعبہ قائم کیا جائے۔ لَعَلَّ اللہ یُحْدِثْ بَعْدَ ذَالِكَ امْرًا۔

زیر نظر رسالہ مولانا محمد فیض اللہ برکاتی مصباحی کی کاوش ہے اور ایک عربی رسالے کو اردو کے قالب میں پیش کرنے کی اچھی کوشش ہے۔ ترجمہ نگاری بہت مشکل فن ہے کہ اس میں دونوں زبانوں کی اصطلاحات و تعبیرات اور ان کے نشیب و فراز سے آگہی ضروری ہے۔ یہاں اپنے دل کی بات نہیں کہی جاتی بلکہ مصنف کے دل میں سرایت کر کے اس کی مراد معلوم کرنے کے بعد اسی کی مرضی کے مطابق دوسری زبان میں اس کی تعبیر لائی جاتی ہے۔

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مولانا نے کتنا دشوار مرحلہ طے کیا ہے۔ موصوف سے مستقبل میں بہت ساری امیدیں ہیں۔ ترجمہ نگاری ہی کے باب میں ابھی بہت سارے کام ہیں۔ جمع و تالیف اور اخذ و تلخیص کے شعبے الگ منتظر ہیں کہ کوئی مرد میدان آئے اور ان کی طرف توجہ دے۔ لگاتار کوشش ہوتی رہی تو مولانا قوم کے لیے بڑے مفید ثابت ہوں گے۔

فرصت اور وقت کی کمی نے بغور پورے رسالے کے مطالعہ کا وقت نہیں دیا، جہاں تک دیکھا عہہ پایا۔ اللہ رب العزت مولانا کو بے لوث خدمت دین کی مزید توفیق بخشے اور اپنے حبیب پاک ﷺ کی رضا عطا فرمائے۔ (آمین)

دعا جو دو عالم

محمد عرفان عالم مصباحی

استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ

۱۴ ربیع الآخر ۱۴۳۵ھ / ۱۷ مارچ ۲۰۱۴ء

بروز دو شنبہ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله على جميع نعمه ولا سيما نعمة الايمان والاسلام، والصلوة والسلام على سيدنا محمد سيد الرسل الكرام، وافضل من هدى الله به الانام، وعلى آله واصحابه الائمة الاعلام. اما بعد:

بلاشبہ ملت اسلامیہ اور امت محمدیہ ﷺ کے لیے سب سے بڑی مصیبت جو ان دنوں بیشتر اسلامی ملکوں میں پائی جا رہی ہے، وہ یہ ہے کہ کچھ نا سمجھ مسلمان دنیاوی تعلیم حاصل کرنے اور انگریزی زبان سیکھنے کی غرض سے اپنے بچوں کو عیسائی اسکولوں میں داخل کراتے ہیں اور اس ضمن میں بچے عیسائی مذہب بھی سیکھتے ہیں اور عیسائی بچوں کے ساتھ ان کی مذہبی مبادتوں میں بھی شریک ہوتے ہیں جو کہ صریح کفر ہے جس سے اللہ تعالیٰ، ہمارے نبی محمد ﷺ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی راضی نہیں ہیں۔

وہ کثیر اسلامی مدارس، جن کی تعداد سیکڑوں اور ہزاروں سے بھی متجاوز ہے، جنہیں خلیفہ عصر، سلطان اعظم امیر المومنین حضرت سلطان غازی عبدالحمید خاں ثانی (اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ سے اسلام اور مسلمانوں کو سر بلند فرمائے اور ان کو ہمیشہ غالب نصرت اور روشن فتح سے نوازے) نے اپنے تمام ممالک محروسہ میں کھول رکھے ہیں، ان کے ہوتے ہوئے ان اسکولوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے جنہیں عیسائیوں اور فرنگیوں نے اسلامی ملکوں میں مسلمانوں کے بچوں کو گمراہ کرنے کے لیے کھول رکھا ہے۔

یقیناً سلطان غازی عبدالحمید خاں ثانی علیہ الرحمۃ نے اللہ تعالیٰ کی مدد، اس کے حسن توفیق اور نبی اعظم ﷺ کی روحانی مدد سے اپنے دار الخلافہ قسطنطنیہ میں، اور اپنی سلطنت عاتنیہ کے تمام ملکوں میں (اللہ تعالیٰ انہیں ہر طرح کی مصیبت سے محفوظ رکھے) جو تعلیم گاہیں کھولی ہیں، وہ مسلمانوں کو اس سے بے نیاز کر دیتی ہیں کہ وہ دینی یا دنیوی علم حاصل کرنے یا مشرقی اور مغربی کئی بھی زبان سیکھنے کے لیے عیسائی اسکولوں کا رخ کریں۔ سلطان کی یہ ساری کوشش اس جذبے کے تحت ہے کہ مسلمانوں کا دین بھی محفوظ رہے اور دنیا بھی۔ وہ (اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرماتے ہوئے انہیں اپنے حفظ و امان میں رکھے) تمام مسلمانوں کے لیے نہ صرف ایک نہایت مہربان باپ کے درجے میں ہیں، بلکہ ان سے کہیں زیادہ اس بات کے خواہش مند ہیں کہ ان کی اولاد کی اچھی

تریت اس شرعی طریقے پر ہو جو دین و دنیا کی سعادت اور اسلامی عقائد کی سلامتی کا جامع ہو۔
احمد لله على ذلك۔

جب میں نے یہ صورت حال دیکھی اور مجھے یقین ہو گیا کہ جس مسلمان نے بھی ان فرنگی اسکولوں میں اپنے بچے کا داخلہ کروایا، یقیناً اس نے اپنے آپ کو اور اپنے بچے کو ہلاکت کے عظیم ترین غار میں ڈال دیا، اور جب میں نے یہ جان لیا کہ میرے لیے بلکہ کسی بھی مسلمان کے لیے یہ روا نہیں کہ ان منکرات پر خاموشی اختیار کرے جو مذہب اسلام اور امت مسلمہ کے لیے سب سے بڑی مصیبت ہیں، تو میں نے یہ کتاب ترتیب دی۔ یہ کتاب میرے ان تمام مسلمان بھائیوں کے لیے نفع بخش ہے جو اسے قبول کریں اور اس کی باتوں پر توجہ دیں، اس کتاب کے ذریعہ میں بقیہ ممالک کے ان تمام لوگوں کو (اللہ تعالیٰ کے عذاب سے) ڈراتا ہوں جن تک یہ کتاب پہنچے، اس میں میر نے جنت اور دوزخ دونوں کے راستے واضح طور پر بیان کر دیے ہیں، تاکہ اللہ واحد و قہار کی بارگاہ میں اس شخص کے لیے کوئی عذر نہ رہے جو اس ناپسندیدہ کام کا مرتکب ہو، یا کسی بھی طرح اس سے منع و انکار پر قدرت رکھنے کے باوجود خاموشی اختیار کرے۔ میں نے اس کا نام ”ارشاد الحیاری فی تحذیر المسلمین من مدارس النصاری“ (نصرانی اسکولوں سے مسلمانوں کو بچانے میں اہل حیرت کی رہنمائی) رکھا اور اسے ایک مقدمہ، چالیس فصل اور ایک خاتمہ پر مرتب کیا۔

لہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اسے خالص اپنی رضا کا سامان کر دے اور اپنے نبی سیدنا محمد ﷺ کے صدقے اس کے نفع کو عام فرمائے۔

تنبیہ: میں نے یہ کتاب چالیس فصلوں پر انھیں افکار و خیالات کے مطابق ترتیب دی ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان کی تحریر کے وقت میرے دل میں ڈالے۔ لکھتے وقت ان فصلوں میں کچھ باتوں کی تکرار بھی ہو گئی ہے لیکن میں نے ان فصلوں کو ان کی تکمیل کے بعد اسی حالت پر برقرار رکھا ہے جو تالیف کے وقت تھی، ان میں نہ کچھ تقدیم و تاخیر کی اور نہ مکررات میں سے کچھ حذف ہی کیا، کیوں کہ یہ تکرار بھی نفع بخش ہے اور تقدیم و تاخیر میں کچھ ضرر بھی نہیں۔

مقدمہ شروع کرنے سے پہلے یہ جان لینا چاہیے کہ کچھ منکرات وہ ہیں جن کے منکر اور

فتیح شرعی ہونے کے لیے کوئی دلیل قائم کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ ان کی شدت فتح اور ظہور شاعت کے پیش نظر ان کے منکر ہونے میں محض ان کی حالت کا بیان ہی کافی ہے۔

مثلاً جب کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ دن میں لوگوں کے سامنے زنا کرے تو اس کے اس فعل کی برائی بتانے کے لیے دلیل پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ صرف اس بدکار مرد اور عورت کی حالت کا ذکر کر دینا ہی منع و انکار اور زنا کی قباحیت ظاہر کرنے کے لیے کافی ہے۔ اور بخدا! اس سے عظیم تر وہ برائی ہے جس کے مرتکب کچھ نادان نافرمان مسلمان ہوئے، وہ یہ کہ انہوں نے اپنے بچوں کا عیسائی اسکولوں میں داخلہ کرایا، بالخصوص ان شرطوں کے ساتھ جن کا ذکر آئے آ رہا ہے۔

تو جب میں یہ کہوں کہ فلاں مسلمان نے ایک عیسائی اسکول میں اپنے بچے کا داخلہ لے لیا اس شرط کے ساتھ کہ وہ عیسائی مذہب کی تعلیم حاصل کرے گا، عیسائی بچوں کے ساتھ گرجا گھر جائے گا، ان کے ہمراہ عیسائیوں کی سی عبادت کرے گا، تو یہ کام چوں کہ قباحیت اور برائی کی آخری حد کو، اور ایسا کرنے والا گمراہی اور بے حیائی کی انتہا کو پہنچا ہوا ہے؛ اس لیے اس کی قباحیت ثابت کرنے کے لیے نہ کوئی دلیل پیش کرنے کی حاجت اور نہ یہ بتانے کی ضرورت کہ یہ بدترین منکرات میں سے ہے۔ بلکہ محض اسے بیان کر دینا اس کی قباحیت ظاہر کرنے اور اس کا ارتکاب کرنے والے جاہلوں، فاسقوں اور گمراہوں کی مذمت کے لیے کافی ہے۔

اے کاش! مجھے علم ہوتا کہ یہ جاہل فاسق یا دین سے سرتابی کرنے والا منافق اللہ تعالیٰ سے تو نہیں ڈرتا، اس سے حیا نہیں کرتا، عذاب و حساب سے خوف نہیں کھاتا تو کم از کم اپنی جماعت اور اپنے ہم مذہبوں سے بھی حیا کیوں نہیں کرتا جن کے ساتھ وہ اور اس کی اولاد ننگ و مار کی حالت میں زندگی بسر کر رہی ہے۔ بلکہ بخدا! وہ ان کافروں کی نگاہوں سے بھی گرجاتا ہے؛ کیوں کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ اس شخص کا کوئی مذہب نہیں ہے اسی لیے وہ اسے ایک خیانت پسند اور بے وفا شخص کی حیثیت سے دیکھتے ہیں۔ کیوں کہ انھیں معلوم ہے کہ ان کے شرائط کے مطابق ان کے اسکولوں میں اپنے بچوں کو داخل کرانے سے اس کا مقصد بچوں کو حقیقتاً عیسائی بنانا نہیں ہے، بلکہ محض اپنے دین سے اس کی لاپرواہی اس عمل کا باعث بنی ہے۔ اور اس کے لیے اس نے ان

ہلاکت کی بھی کوئی پرواہ نہ کی جو اسے اور اس کے بچوں کو ان کے دین میں لاحق ہوں گی۔
ایسے شخص کے لیے سب سے بڑا عذر سرکارِ ثلاثہ کا یہ فرمان ہے: جب تمہیں حیا نہیں تو
جوچ ہو کر دو۔ اور اس نے حیا کا قلابہ اپنی گردن سے اتار پھینکا اور اس کے نزدیک کفر و ایمان اور مدح
و ذم سب برابر ہو گئے۔

اب میں اس کتاب کا مقدمہ شروع کرتا ہوں۔ اور تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے
ہے جو رستی کی رہ نمائی فرمانے والا ہے۔

مقدمہ دو مباحثوں پر مشتمل ہے

مبحث اول:

خیر خواہی اور نصیحت کے بارے میں بعض آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ

یہ بحث دوم کی طرح امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی شرح مسلم، ریاض الصالحین اور
ابن علان کی شرح ریاض الصالحین کا اختصار ہے۔ بجز شیخ اکبر کی عبارت کے جو
میں نے ان کی کتاب سے نقل کی ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے جو بات کہی اس کے بارے میں ان کی طرف سے خبر
دینے ہوئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **انصح لکم**، میں تمہارا بھلا چاہتا ہوں۔

حضرت سلمیٰ نے حقائق میں لکھا ہے کہ بعض مفسرین نے ”انصح لکم“ کی تفسیر یہ کی ہے، میں
ہدایت کی طرف تمہاری رہ نمائی کرتا ہوں۔ شاہ کرمانی نے فرمایا: نصیحت کی علامتیں تین ہیں:

(۱) مسلمانوں کو مصائب میں مبتلا دیکھ کر دل کا غمگین و رنجیدہ ہونا۔ (۲) ان کی خیر خواہی
کرنا۔ (۳) ان کی ایسے کاموں کی جانب رہ نمائی کرنا جو ان کے لیے مفید اور کار آمد ہوں اگرچہ وہ
اپنی جہالت و نادانی سے اس ہدایت و رہ نمائی کو ناگوار سمجھیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ہود صلی اللہ علی نبینا وعلیہ وسلم کے بارے میں خبر دیتے ہوئے فرمایا
کہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا: ”انالکم ناصح امین“ میں خدا کی عبادت کرنے اور اس کے
ماس خداؤں سے رشتہ ناطہ توڑ لینے کا جو حکم تمہیں دے رہا ہوں اس میں میں تمہارا بہی خواہ ہوں
اور اللہ کے پیغام کو پہنچانے اور خیر خواہی کرنے میں امانت دار ہوں۔

اس بارے میں حدیثیں بھی بکثرت وارد ہیں۔ امام مسلم ابوریقہ تمیم بن اوس داری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دین خیر خواہی کا نام ہے، یعنی یہ دین کا ستون اور اس کا قوام ہے۔ جیسے کہ فرمایا: حج عرفہ ہے، یعنی حج کا ستون اور اس کا قوام مدار وقوف عرفہ ہے۔

اس حدیث میں دین کو نصیحت قرار دے کر سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نصیحت کی اتنی زیادہ تعریف فرمائی کہ اسے اپورا دین ٹھہرایا اگرچہ وہ اس کے علاوہ اور بہت سے اوصاف و خصائص پر بھی مشتمل ہے۔

صحابہ کرام کہتے ہیں: ہم نے عرض کی یہ خیر خواہی کس کے لیے ہے آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے لیے۔ خطابی نے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے خیر خواہی کا مطلب ہے: ایمان لانا، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا، اس کے اسما و صفات میں جدال و نزاع نہ کرنا، اس کو صفات جمال و کمال سے متصف کرنا، ہر طرح کے عیوب و نقائص سے اس کو پاک جاننا، اس کی فرماں برداری کرنا، اس کی نافرمانی سے بچنا، اسی کے لیے محبت کرنا اور اسی کے لیے بغض رکھنا۔ اس کے فرماں برداروں سے دوستی رکھنا، نافرمانوں سے دشمنی رکھنا، اس کے ساتھ کفر کرنے والوں سے جہاد کرنا، اس کی نعمتوں کا معترف ہونا، ان نعمتوں پر اس کا شکر گزار ہونا، تمام معاملات میں انہماک برتنا، مذکورہ تمام اوصاف کی جانب دعوت دینا اور ان پر لوگوں کو ابھارنا، لوگوں کے ساتھ نرم سلوک کرنا اور ان باتوں کی ان کو تعلیم دینا جنہیں وہ سمجھ سکتے ہوں۔

خطابی نے مزید کہا: ان اوصاف میں درحقیقت بندے کی خود اپنی خیر خواہی ہے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ نصیحت کرنے والوں کی نصیحت اور سارے عالم سے بے نیاز ہے۔

(پھر سرکار نے ارشاد فرمایا: یہ خیر خواہی اللہ کی کتاب کے لیے ہے۔ علمائے بیان یہ ہے کہ کتاب اللہ کی خیر خواہی کا مطلب ہے: اس پر ایمان رکھنا کہ یہ اللہ کا کلام اور اس کا نازل کردہ ہے، مخلوق کا کوئی بھی کلام اس کے مشابہ نہیں ہو سکتا اور کوئی بھی انسان اس جیسا کلام پیش کرنے پر قادر نہیں، کما حقہ اور اچھے انداز میں اس کی تلاوت کرنا، تلاوت کے وقت فروتنی اختیار کرنا، حروف کی صحیح ادائیگی کرنا، تحریف کرنے والوں کی بے جاتاویلوں سے اس کی حفاظت کرنا، اس کی

مشرقی اسکولوں میں مسلم طلبہ کا انجام

تمام۔ توں کی تصدیق کرنا، اس کے احکام سے آگاہ ہونا، اس کے علوم کو سمجھنا، اس کے حکم کی بجا آوی کرنا، اس کی نصیحتوں پر دھیان دینا، اس کے عجائب میں غور و فکر کرنا، اس کی محکم آیتوں پر عمل پیرا ہونا، مشابہات کو حق ماننا، اس کے عام و خاص، ناسخ و منسوخ اور اس کی تمام وجوہ و انواع کی تلاش و جستجو کرنا، اس کے علوم کی نشر و اشاعت کرنا، لوگوں کو اس کی جانب اور اس کی ان نصیحتوں کی جانب بلانا جنہیں ہم بیان کر چکے۔

(پھر سرکارِ عالیؐ نے فرمایا: یہ خیر خواہی اللہ تعالیٰ کے رسول کے لیے ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے لیے خیر خواہی کا مطلب ہے: آپ کی رسالت کی تصدیق کرنا، آپ کی لائی ہوئی تمام باتوں پر ایمان رکھنا، اور جن باتوں کے کرنے کا آپ نے حکم دیا انہیں بجالانا اور جن باتوں سے روکا ان سے باز رہنا، زندگی میں اور وفات کے بعد آپ کی نصرت و حمایت کرنا، آپ کے دشمنوں سے دشمنی کرنا، اور دوستوں سے دوستی رکھنا، آپ کے حق کو عظیم جاننا، آپ کی تعظیم و توقیر کرنا، آپ کے طریقہ سنت کا احیا کرنا، آپ کا پیغام عام کرنا، آپ کی احادیث کی نشر و اشاعت کرنا، ان کے علوم سے نائدہ اٹھنا، ان کے معانی کی سمجھ پیدا کرنا، لوگوں کو ان کی جانب بلانا، ان کی تعلیم دینے میں نرمی و ہرمانی سے کام لینا، ان کو عظیم و جلیل جاننا، انہیں پڑھنے کے وقت باادب رہنا، علم نہ ہونے پر ان میں کام کرنے سے باز رہنا، ان سے نسبت و تعلق رکھنے کی وجہ سے محدثین کی تعظیم کرنا، آپ کے اخلاق و عادات کو اختیار کرنا، آپ کے آداب کو اپنانا، آپ کی آل اور آپ کے اصحاب سے محبت کرنا، باب سنت میں بدعتیوں سے اور کسی بھی صحابی رضی اللہ عنہ پر طعن کرنے والے سے بغض رکھنا۔

(پھر سرکارِ عالیؐ نے ارشاد فرمایا: اور یہ خیر خواہی ائمہ مسلمین کے لیے ہے۔ ان کی خیر خواہی یہ ہے: حق پر ان کی مدد کرنا، اس میں ان کی فرماں برداری کرنا، انہیں اس کا حکم دینا، نرمی و لطف کے ساتھ انہیں متنبہ کرنا اور پند و موعظت کرنا، انہیں مسلمانوں کے ان حقوق سے آگاہ و باخبر کرنا، جن سے وہ غافل ہیں اور جو ان تک رسائی حاصل نہ کر سکے ہیں۔ ان کے خلاف بغاوت نہ کرنا، ان کی اطاعت و فرماں برداری کے لیے مسلمانوں کے دلوں کا مانوس ہونا، جھوٹی تعریف کے انہیں دھوکے میں نہ ڈالنا، ان کے لیے صلاح و فلاح کی دعا کرنا۔

یہ سب اس بنا پر ہے کہ ائمہ سے مراد خلفاء اور وہ لوگ ہیں جن پر مسلمانوں کے معاملات

کی انجام دہی کی ذمہ داری ہے۔ یہی مشہور ہے اور خطاب نے اس کو بیان کیا ہے۔ پھر انھوں نے کہا کہ لفظ ائمہ کو ائمہ علمائے دین کی تاویل میں بھی لیا جاتا ہے تو ان کی خیر خواہی کا مطلب ہوگا: ان کی روایات کو قبول کرنا، احکام میں ان کی تقلید کرنا، ان کے ساتھ حسن ظن رکھنا۔

(اس کے بعد سرکارِ عالیہ نے فرمایا: یہ خیر خواہی عام مسلمانوں کے لیے ہے۔ ان کی خیر خواہی یہ ہے: دنیوی و اخروی مصلحتوں کی جانب ان کی رہ نمائی کرنا، ان مصلحتوں پر اپنے قول و عمل سے ان کی مدد کرنا، ان کی پردہ پوشی کرنا، ان کی ضروریات پوری کرنا، ان سے ضرر رساں چیزوں کو دور کرنا، ان کے لیے نفع بخش چیزوں کے حصول کا سبب بننا، نرمی کے ساتھ انھیں نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا، جو خود کو پسند ہو وہی ان کے لیے بھی پسند کرنا اور جو خود کو ناپسند ہو وہ ان کے لیے بھی ناپسند کرنا، اپنے قول و فعل سے ان کی جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کرنا، انھیں نصیحت کی ان تمام قسموں کو اختیار کرنے پر راہنہ کرنا جن کا بیان ہم نے ابھی کیا ہے۔

اسلاف کرام میں کچھ ایسے بھی تھے جو نصیحت و خیر خواہی میں اس حد تک پہنچے ہوئے تھے کہ انھوں نے اپنی دنیا کو نقصان میں ڈال دیا اور اس کی کوئی پروا نہ کی۔ ابن بطلال نے کہا: یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ نصیحت و خیر خواہی کا نام دین اور اسلام ہے اور اس پر بھی دیس ہے کہ دین قول پر واقع ہوتا ہے۔ نصیحت فرض کفایہ ہے جسے اگر ایک شخص بھی ادا کر دے تو وہ باقی لوگوں سے ساقط ہو جائے گا۔ یہ بقدر طاقت و ضرورت اس وقت واجب ہے جب نصیحت کرنے والے کو یہ معلوم ہو کہ اس کی نصیحت قبول کی جائے گی، اس کی بات مانی جائے گی اور اسے اپنے اوپر کوئی خطرہ بھی نہ ہو۔ لیکن جب اسے لوگوں کی طرف سے کسی اذیت اور تکلیف کا اندیشہ ہو تو اس کے لیے نصیحت صرف جائز ہے لازم نہیں۔

صحیح و متفق علیہ^(۱) حدیث میں حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ سے بیعت کی یعنی ان سے یہ عہد و پیمان کیا کہ نماز قائم کروں گا، زکوٰۃ ادا کروں گا، اور تمام مسلمانوں کے لیے خیر خواہی کروں گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک دوسری حدیث صحیح میں ہے کہ رسول اللہ

(۱) حدیث متفق علیہ: وہ حدیث ہے جو بخاری و مسلم دونوں میں ہو۔

مشغری اسکولوں میں مسلم طلبہ کا انجام

ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہ ہوگا جب تک وہ اپنے بھائی کے لیے وہی بھلائی پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ ابن الصلاح نے کہا: اس حدیث کو دشوار اور مشکل سمجھا جاتا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے؛ کیوں کہ اس کا معنی یہ ہے کہ تم میں کسی کا ایمان اس وقت تک کامل نہ ہوگا جب تک کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے وہ پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

صحیح حدیث میں آیا ہے کہ اہل ایمان ایک جسم کی طرح ہیں کہ جب جسم کا کوئی ایک حصہ بیمار ہوتا ہے تو اس کی وجہ سے پورا جسم بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

سیدی شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ”الامر المحکم المربوط بما یزعم الشیخ والمرید من الشر وط“ کے شروع میں لکھا ہے ”جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے ارشاد فرمایا:

وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ﴿۱﴾

”اور اے محبوب! اپنے قریب ترین رشتہ داروں کو ڈراؤ“

تو محمد ﷺ نے اپنے قرابت داروں کو بلایا اور کوہ صفا پر کھڑے ہو کر انھیں ڈرسانے لگے اور جس بات کے کہنے کا آپ کو حکم دیا گیا تھا وہ ارشاد فرمانے لگے۔ (صحیح مسلم)

امام مسلم نے ہی اپنی صحیح میں نبی کریم ﷺ سے یہ حدیث تخریج فرمائی کہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: دین نصیحت کا نام ہے، صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! کس کے لیے؟ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ، اس کے رسول، ائمہ مسلمین اور عامہ مسلمین کے لیے۔ شریعت کے حکم کے مطابق قریبی رشتہ دار بھلائی کے زیادہ حق دار ہیں۔

ان کی دو قسمیں ہیں: ایک قرابت خاکی (نسبی قرابت) دوسری قرابت دینی۔ شریعت میں استہار قرابت دینی ہی کا ہے؛ کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دو مذہب والے ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوں گے۔ لہذا اگر دین نہ ہو تو نسبی قرابت کسی چیز کی وارث نہ ہو۔

ہمارے شیخ ابوالعباس نے اس کی طرف ایک لطیف اشارہ کیا ہے، وہ یہ کہ ایک دن میں

نے ان کی بارگاہ میں حاضر ہو کر پوچھا: قریبی رشتہ دار بھلائی کے زیادہ مستحق ہیں، تو انھوں نے جواب دیا: ہاں! وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھلائی کے زیادہ مستحق ہیں۔ مگر اللہ نے ارشاد فرمادیا ہے: **إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ** (۱) ”ایمان والے ہی آپس میں بھائی بھائی ہیں“

اس لیے جب ایمان ثابت ہوگا تو رشتہ اخوت ثابت ہوگا۔ اور جب رشتہ اخوت ثابت ہوگا تو شفقت و رحمت ثابت ہوگی اور شفقت و رحمت کے معنی اس کے سوا اور کیا ہے کہ تم اپنے بھائی کو دوزخ سے بچا کر جنت میں لے جاؤ، اسے جہالت سے علم کی طرف، مذمت سے مدح کی طرف اور نقص سے کمال کی طرف منتقل کرو؛ کیوں کہ امام مسلم نے اپنی مسند میں ذکر کیا ہے کہ بندے کا ایمان اس وقت تک کامل نہ ہوگا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لیے وہ پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ اہل ایمان غیروں کے خلاف باہم متحد و متفق ہیں۔ ایک مومن دوسرے مومن کے حق میں عداوت کی طرح ہے، جس کا بعض حصہ بعض کو قوت پہنچاتا ہے۔

اس حکم کے مطابق مومنین کی خیر خواہی کرنا، انھیں غفلت سے ہوش میں لانا، جہالت کی نیند سے انھیں بیدار کرنا اور انھیں جہنم کے اس گڑھے میں گرنے سے بچانا ضروری ہے جس کے قریب وہ جا رہے ہیں۔

اس کتاب کے مولف فقیر یوسف نبہانی عفا اللہ عنہ نے کہا: یہ بات پورے طور پر واضح ہو گئی کہ نصیحت نہایت تاکید کے ساتھ شرعاً مطلوب ہے؛ کیوں کہ سرکارِ علیہ السلام کے فرمان ”الدین النصیحة“ میں اسے دین قرار دیا گیا ہے۔

نصیحت کے کثیر مراتب ہیں، ان میں سب سے اعلیٰ وہ ہے جس کا تعلق دینی معاملات سے ہو، خاص طور سے جو دین کی اساس اور اس کی بنیاد سے اس طرح متعلق ہو کہ آپ کے اوپر جس شخص کی خیر خواہی اور نصیحت لازم ہے، اس کے (معاذ اللہ!) دین اسلام سے نکل جانے کا اندیشہ ہو ان اسباب و ذرائع کو بروئے کار لانے کی وجہ سے، جن کے مہلک نتائج سے وہ نا آشنا ہے۔ تو اس صورت میں اس کی خیر خواہی کرنا اور اسے ان اسباب کے مضر اثرات و نتائج سے آگاہ کرنا واجب ہے، اور یہ ایسے اسباب سے واقف تمام لوگوں کے لیے نہایت تاکید کی حکم ہے۔

مشنری اسکولوں میں مسلم طلبہ کا انجام

انھیں میں سے ایک آج کل بعض ممالک میں جاہل مسلمانوں کا اپنے بچوں کو عیسائیوں کے اسکولوں میں داخل کرنا ہے۔ یہ بچے ان میں چند سال رہ کر اس حال میں نکلتے ہیں کہ زیادہ تر ان کا عقیدہ بگڑ چکا ہوتا ہے۔ راسخون ولا قوۃ الا بالہ اللہ العلی العظیم۔

اے اللہ! ہم تیری بارگاہ میں تیرے نبی سیدنا محمد ﷺ کی جاہ و منزلت کے وسیلے سے دعا کرتے ہیں کہ ہم کو اور تمام مسلمانوں کو اپنے دین مبین کی نعمت اور صراط مستقیم کی ہدایت پر ہمیشہ قائم رکھ جو ان لوگوں کا راستہ ہے جن پر تو نے انعام فرمایا اور ان لوگوں کے راستے سے دور رکھ جن پر تیرا غضب ہوا اور جو گمراہ ہیں۔ آمین۔

بحث ثانی:

امریا المعروف ونہی عن المنکر کے بیان میں

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ. (۱)

اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے جو بھلائی کی طرف بلائے۔

خیر: سے مراد تمام اچھے اور قابل رغبت افعال ہیں۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ اسلام سے

کہنا یہ ہے۔

وَيَا مَرْوُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (۲)

”اور اچھی بات کا حکم دیں اور بری بات سے روکیں اور وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں“

اور فرمایا:

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ. (۳)

تم بہتر ہوان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں، لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو۔ لہذا جس کے اندر یہ وصف پایا جائے گا وہی امت کے افضل ترین گروہ میں سے ہوگا۔

(۲) آل عمران، آیت: ۱۰۴

(۱) آل عمران، آیت: ۱۰۴

(۲) آل عمران، آیت: ۱۱۰

اور فرمایا:

خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ ﴿٥١﴾

اے محبوب! عفو و درگزر سے کام لو اور بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے منہ پھیر لو۔

اور فرمایا:

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ. (۲)

اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، ایک دوسرے کے مددگار ہیں

سلمی نے حقائق میں فرمایا: ”اولیا“ سے مراد ایسے انصار و اعوان ہیں جو عبادت میں ایک دوسرے کی مدد کرتے، عبادت کی جانب سبقت کرتے، ان کا ہر فرد اپنے ساتھی کی پشت پناہی کرتا اور نجات کی راہ پر چلنے میں اس کی مدد کرتا ہے۔ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک مومن دوسرے مومن کے حق میں اس عمارت کی طرح ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو قوت پہنچاتا ہے۔ نیز رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسلمان ایک جسم کی طرح ہیں۔ ابوبکر و راق نے فرمایا: ایک مومن دوسرے مومن سے فطری اور طبعی محبت کرتا ہے۔ اور منافقوں کے برخلاف فرمان خداوندی:

”وَيَا مَعْرُوفُ بِاَلْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ“ (۳) کے مطابق لوگوں کو بھلائی کا علم

دیتا اور انھیں برائی سے روکتا ہے۔

اور فرمایا:

لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَءِيلَ عَلَى لِسَانِ دَاوُدَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذُنُوبًا عَصَوُوا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ ﴿٥٢﴾ كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُنْكَرٍ فَعَلُوهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿٥٣﴾ تَرَى كَثِيرًا مِنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ أَنْفُسُهُمْ أَنْ سَخِطَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خَالِدُونَ ﴿٥٤﴾ وَكَوْكَانُوا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِآتِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوا مِنْهُمْ أَوْلِيَاءَ وَلَكِنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ فَسِقُونَ ﴿٥٥﴾ (۴)

(۲) التوبہ، آیت: ۷۱

(۱) الاعراف، آیت: ۱۹۹

(۳) المائدہ، آیت: ۷۸-۸۱

(۴) آل عمران، آیت: ۱۰۴

مشری اسکولوں میں مسلم طلبہ کا انجام

بنی اسرائیل کے کافروں پر داؤد اور عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی زبانی لعنت کی گئی اور یہ ان کی نافرمانی اور ان کے حد سے گزر جانے کے سبب ہوئی۔ وہ کسی ایسے برے کام سے ایک دوسرے کو نہ روکتے جس کا وہ ارتکاب کرتے۔ ضرور وہ بہت ہی برا کام کرتے تھے۔ ان میں تم بہتوں کو دیکھو گے کہ وہ کافروں سے دوستی کرتے ہیں۔ کیا ہی بری چیز ہے وہ جو انھوں نے اپنے لیے آگے بھیجی۔ یعنی یہ کہ اللہ کا ان پر غضب ہوا، اور وہ عذاب ہی میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور اگر وہ ایمان لاتے اللہ اور نبی پر اور اس پر جو ان کی طرف اترا تو کافروں سے دوستی نہ کرتے، مگر ان میں تو بہتیرے فاسق ہیں۔

اور فرمایا: وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ^(۱)۔

”اور فرمادو کہ حق تمہارے رب کی طرف سے ہے۔“

یعنی حق وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہونہ کہ وہ جس کا ہوا ہے نفس تقاضا کرے۔

اور فرمایا: فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُكْفُرْ^(۲)۔

تو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے۔

یعنی اللہ تعالیٰ کو مومنوں کے ایمان اور کافروں کے کفر کی کوئی پروا نہیں ہے۔ سلیبی کی ”تتاق“ میں ہے کہ ابن عطاء اللہ نے کہا: حق تعالیٰ نے مخلوق کے لیے حق اور حقیقت کا راستہ ظاہر کر دیا ہے اس لیے کچھ لوگ توفیق الہی سے اس راستے پر چلتے ہیں اور کچھ توفیق سے محرومی کے سبب اس سے روگردانی کرتے ہیں۔ یوں حق تعالیٰ جس کے لیے ہدایت کا ارادہ فرماتا ہے اسے راہ ایمان کی طرف ہدایت دے دیتا ہے۔ اور جس کے لیے وہ ضلالت و گمراہی کا ارادہ کرتا ہے اسے کفر اور دور کی گمراہی کی راہ پر ڈال دیتا ہے۔

اور فرمایا: فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ^(۳)۔

تم اس کا اعلان کر دو جس کا تمہیں حکم دیا جا رہا ہے۔

مزید فرمایا:

فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ أَنْجَبْنَا الَّذِينَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوءِ وَأَخَذْنَا الَّذِينَ ظَلَمُوا

(۲) الکہف، آیت: ۲۹

(۱) الکہف، آیت: ۲۹

(۳) الحجر، آیت: ۹۴

(۱) بَعْدَ اِيْمَانٍ بِئِيْسٍ.

پھر جب وہ بھلا بیٹھے جو نصیحت انھیں ہوئی تھی تو ہم نے برائی سے منع کرنے والوں و بچا لیا اور عالموں کو ان کی نافرمانی کے سبب سخت عذاب میں گرفتار کیا۔

اس بارے میں کثیر آیات کریمہ وارد ہیں اور احادیث بھی۔ چنانچہ امام مسلم نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی، انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: اے میرے تمام امتیو! جو اس وقت موجود ہو یا موجود نہیں ہو تم میں جو مکلف اور قدرت رکھنے والا کسی برائی کو دیکھے تو اسے ہاتھ سے بدل دے۔ اور اگر اس کی قدرت نہ رکھے تو اپنی زبان سے، اور اگر اس کی بھی قدرت نہ رکھے تو دل سے (براجانے) اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔ یہ فرض عین ہے جو کسی حالت میں ساقط نہیں ہو سکتا۔ اور ناپسندیدہ چیز پر راضی ہونا فتنہ ترین منکرات میں سے ہے۔

امام بخاری نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی حدود کو قائم کرنے والا یعنی اس کی ممنوعات و منہیات کا انکار کرنے والا، ان کے ازالہ و دفع کی کوشش کرنے والا اور ان میں واقع ہونے والا یعنی ان کا ارتکاب کرنے والا ایسے لوگوں کی طرف ہے جو کسی کشتی پر بیٹھنے کی جگہوں کے لیے قرعہ اندازی کریں، تو ان میں بعض کو بالائی حصہ ملے اور بعض کو زیریں حصہ، نیچے والوں کو جب پانی لینے کی حاجت ہو تو وہ اوپر والوں کے پاس سے ہو کر گزریں جس سے اوپر والوں کو تکلیف ہو۔ اس لیے زیریں سطح والوں نے سوچا کہ اگر ہم کشتی کے اپنے حصے میں سو رخ کر لیں اور اوپر والوں کو تکلیف نہ دیں (تو برا بھلا ہو) تو اگر بالائی نشست والے ان کو اپنے اس ارادے کی عملی جامہ پہنانے کے لیے چھوڑ دیں تو سب کے سب ہلاک ہو جائیں۔ اور اگر ان کا ہاتھ پکڑ کر انھیں اس سے باز رکھیں تو وہ خود بھی ہلاکت سے بچ جائیں گے اور نیچے والے بھی۔

اس طرح حدود اللہ کو قائم کرنے سے قائم کرنے والے کی بھی نجات ہے اور جس پر وہ قائم کی گئیں اس کی بھی۔ ورنہ عصیاں کار اپنی معصیت کی وجہ سے ہلاک ہوگا اور خاموش رہنے والا اس پر راضی ہونے کی وجہ سے ہلاک ہوگا؛ کیوں کہ حدیث پاک میں عذاب کا مستحق ہونا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر دونوں کے ترک کو شامل ہے۔ (یعنی دونوں میں سے جسے بھی

(۱) الاعراف، آیت: ۱۶۵.

مشتری اسکولوں میں مسلم طلبہ کا انجام

پھوڑے کا عذاب کا مستحق ہوگا)

ترمذی نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث حسن روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، تم ضرور نیک کا حکم دیتے رہو اور برائی سے روکتے رہو۔ ورنہ قریب ہوگا کہ اللہ تعالیٰ حکمرانوں کے ظلم و نا انصافی یا دشمنوں کے غلبہ و تسلط یا کوئی اور بلا و مصیبت کا عذاب تمہارے اوپر بھیج دے۔ پھر تم دعائیں کرو، تو قبول نہیں کی جائیں گی۔

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ برائی جب روکی نہ جائے تو اس کی نحوست اور بلا میں برائی رنے والے اور نہ کرنے والے سب گرفتار ہوتے ہیں۔

بخاری و مسلم نے ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت کی، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: ”کیا ہم اپنے درمیان صائین اور نیکو کار بندوں کی موجودگی کے باوجود ہلاک کر دیے جائیں گے؟“ تو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: ہاں! جب گندگی کی کثرت ہوگی، یعنی جمہور کی تفسیر کے مطابق فسق و فجور کی زیادتی اور ان کا دور دورا ہوگا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب فسق و فجور عام ہوگا تو ہلاکت بھی عام ہوگی، اگرچہ نیک لوگ بھی بکثرت موجود ہوں۔

اس حدیث میں معصیت کی نحوست کو بیان کیا گیا اور اسے روکنے پر راہیختہ کیا گیا ہے۔ موکف کتاب کہتا ہے: جب معصیت اور لوگوں کو اس سے منع نہ کرنے کی نحوست کا نتیجہ عام ہلاکت و تباہی کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے تو پھر کفر اور لوگوں کو اس سے نہ روکنے کی نحوست کے بارے میں سمجھا کر کیا خیال ہے؟ مثلاً مسلمان بچوں کو عیسائی اسکولوں میں ان معلوم اور منحوس و ناپسندیدہ شرطوں کے ساتھ داخل کرنا جن کا نتیجہ ان کے اور اس داخلے پر راضی ان کے والدین اور سرپرستوں کے کفر کی صورت میں برآمد ہوتا ہے۔

واضح رہے کہ ہلاکت سے صرف یہ مراد نہیں ہے کہ جو مصیبت گناہ کرنے والے اور گناہ پر راضی ہونے والے پر نازل ہوتی ہے اس سے وہ فقط موت کے گھاٹ اتر جاتے ہیں یا طرح طرح کی دنیاوی مصیبتوں میں گرفتار ہوتے ہیں بلکہ وہ دینی مصیبتوں کو بھی عام ہوتی ہے، بلکہ یہی سب سے بڑی ہلاکت ہے۔ خاص کر اس وقت جب یہ (معاذ اللہ) حد کفر و شرک کو پہنچ جائیں۔

اس مقام پر مقدمہ اپنے اختتام کو پہنچا۔ اب ہم فصلوں کا بیان شروع کرتے ہیں۔

پہلی فصل

بچوں کی ادب آموزی کے طریقے

یہ فصل نشوونما کے ابتدائی مرحلے میں مسلمان بچوں کے طریقہ تادیب کے بیان میں ہے۔
میں نے یہ فصل امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور تصنیف ”احیاء علوم الدین“ کی کتاب
”ریاضۃ النفس و تہذیب الخلق“ سے اخذ کی ہے۔ انھوں نے بچے کو شائستگی اور پاکیزہ
اخلاق و عادات سے آراستہ کرنے کے بارے میں کئی اچھی باتیں ذکر کی ہیں، جو ان سے سہی کی
خواہش رکھتا ہو وہ اس کی جانب رجوع کرے۔ میں نے یہاں صرف انھیں باتوں پر اکتفا کیا ہے
جن کا ذکر اس مقام پر ضروری ہے۔ امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”بچوں کی تربیت بہت اہم
ہے اور اس کی بڑی تاکید آئی ہے۔ بچہ اپنے والدین کے پاس ایک امانت ہے۔ اور اس کا ساف
ستھرا دل ایک ایسی نفیس اور سادہ مٹختی ہوتی ہے جو ہر طرح کے نقش اور تصویر سے خالی ہوتی ہے۔
وہ ہر نقش کو قبول کرتا ہے اور جس طرف اسے مائل کیا جائے مائل ہو جاتا ہے، اگر اسے اچھائی کا
عادی بنایا جائے اور بھلائی کی تعلیم دی جائے تو وہ اسی کے مطابق پروان چڑھے گا اور دنیا و آخرت کی
سعادت سے بہرہ ور ہوگا۔ اس کے ثواب میں اس کے والدین، اس کے تمام معلمین اور ادب
دہندگان شریک ہوں گے۔ اور اگر اسے برائی کا عادی بنایا گیا اور جانوروں کی طرح اسے چھڑا دیا گیا
تو وہ بد نصیبی کا شکار ہو کر ہلاک ہو جائے گا، اور گنہگار اس کے سر پرست اور ذمہ دار ہوں گے۔ اللہ
تعالیٰ نے فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا. (۱)

اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو (جہنم کی) آگ سے بچاؤ۔
جب باپ، بچے کو دنیا کی آگ سے بچاتا ہے تو آخرت کی آگ سے بہ درجہ اہلی بچانا
چاہیے۔ اسے آگ سے بچانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو ادب سکھائے، مہذب و شائستہ بنائے،
عمدہ اخلاق کی تعلیم دے، قرآن کریم کی کچھ سورتیں زبانی یاد کرائے، عیش کو شای کا عادی نہ بنے اور
زیب و زینت، آسودگی و خوشحالی کے اسباب کا دلدادہ نہ بنائے کہ وہ بڑا ہو کر اپنی عمر انھیں کی تلاش

(۱) التحریم، آیت ۶:

مشتری اسکولوں میں مسلم طلبہ کا انجام

میں ضائع کر دے اور ہمیشہ کے لیے ہلاک ہو جائے، بلکہ مناسب یہ ہے کہ شروع ہی سے اس کی نگہداشت کرے، اس کی پرورش و پرداخت اور دودھ پلانے کے لیے حلال غذا کھانے والی، نیک اور دین دار عورت کی خدمات حاصل کرے۔ کیوں کہ حرام غذا سے پیدا ہونے والے دودھ میں برکت نہیں ہوتی ہے۔ پھر جب اس دودھ سے بچے کی نشوونما ہوگی تو اس کی طبیعت میں گندگی و ناپاکی رچ بس جائے گی اور اس کا میلان طبع انھیں گندی باتوں کی طرف ہوگا جو اسے راس آئیں گی۔

جب باپ کو اپنے بچے کے اندر اچھے برے میں فرق کرنے کے آثار و علامات نظر آئیں تو اس کی انہی طرح نگرانی کرے۔ سب سے پہلی علامت یہ ہے کہ بچہ حیا کرنے لگے؛ کیوں کہ جب وہ شرمیلا اور باحیا ہو جائے اور کچھ افعال چھوڑ دے تو یہ اس پر نور عقل کی ضیا پاشی کے سوا کچھ نہیں۔ گویا وہ بعض چیزوں کو قبیح اور بعض چیزوں کو اچھی سمجھتا ہے؛ اس لیے وہ ایک چیز سے حیا کرتا ہے تو دوسری سے نہیں کرتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کے لیے ایک سوغات اور مژدہ ہے جو اخلاقی میانہ روی اور صفائی قلب کی دلیل ہے اور وقت بلوغت اس کے کمال عقل و خرد سے بہرہ مند ہونے کی بشارت ہے۔

اس لیے یہ مناسب نہیں کہ حیا دار بچے کو یوں ہی چھوڑ دیا جائے، بلکہ اس کی تعلیم و ادب آموزی کے لیے اس کی حیا اور اچھی بری چیزوں کے درمیان تمیز کرنے کی اس کی صلاحیت سے مدد لی جائے۔ پھر مکتب میں اسے مصروف کر دیا جائے تاکہ وہ قرآن اور اچھوں کی باتیں سیکھے، نیکوں کی حکایات اور ان کے حالات سے آگاہی حاصل کرے جس سے اس کے دل میں صالحین کی محبت پیدا ہو جائے۔

انھیں ایسے اشعار سے محفوظ رکھے اور بچائے جن میں عشق و محبت کے تذکرے ہوں، ایسے ادب کے میل جول سے دور رکھے جن کا زعم باطل یہ ہے کہ ان اشعار کا تعلق ایک قسم کی ظرافت و خوش طبعی سے ہے۔ کیوں کہ وہ بچوں کے دلوں میں فساد کی تخم ریزی کرتے ہیں، لغو بیانی، فحش گوئی، لعن طعن اور گالی گلوچ سے باز رکھے اور ان لوگوں کے میل جول سے بھی بچائے جو ایسی کن بری عادت میں مبتلا ہوں؛ کیوں کہ یہ سب چیزیں یقیناً برے ہم نشینوں سے ذہن و دماغ میں سرایت کرتی ہیں اور بچوں کی اصل ادب آموزی انھیں برے ہم نشینوں سے بچانا ہے۔

جب بچہ سن تمیز کو پہنچ جائے تو ضروری ہے کہ اسے طہارت اور نماز ترک کرنے کا موقع

نہ دیا جائے اور رمضان شریف کے کچھ روزے رکھنے کا اسے حکم دیا جائے، ریشم دوپا اور سونا پہننے سے بچایا جائے اور اسے ان تمام حدود و احکام شرع کی تعلیم دی جائے جن کی اسے ضرورت پڑے گی، چوری، حرام خوری، خیانت، جھوٹ، فحش اور ان تمام برائیوں سے اسے ڈرایا جائے جو عام طور سے بچوں میں پائی جاتی ہیں۔ جب اس کی نشوونما بچپن میں اس انداز سے ہوگی تو جب وہ قریب البلوغ ہوگا، ان امور کے اسرار و موزے سے اسے آشنا کرنا ممکن ہوگا۔ لہذا اسے یہ بتایا جائے کہ کھانا دو کی طرح ہے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ انسان اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی طاعت پر قدرت حاصل کرے۔ نیز یہ بتایا جائے کہ پوری کائنات کی کوئی حقیقت نہیں ہے؛ کیوں کہ اس کی بقا نہیں ہے اور موت اس کی نعمت کو ختم کر دیتی ہے، دنیا ایک گزر گاہ ہے، دار قرار نہیں اور آخرت دار قرار ہے، گزر گاہ نہیں۔ موت ہر وقت متوقع ہے۔ عقل مند اور دانا وہ ہے جس نے دنیا سے آخرت کے لیے زاد راہ لے لیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کا مرتبہ عظیم ہو جاتا ہے اور جنت میں اس کی آسائش بڑھ جاتی ہے۔

جب پرورش اچھی ہوگی تو یہ بچے کے بالغ ہونے کے وقت موثر اور مفید ہونے کے ساتھ دل میں اس طرح ثبت ہو جائے گی جیسے نقش پتھر میں۔ اور اگر اس کی نشوونما اس کے برعکس ہو کہ وہ لہو و لعب، فحش گوئی اور بے حیائی کا عادی ہو جائے اور کھانا، لباس، زیب و زینت اور باہمی فخر و مباہات کا دلدادہ ہو جائے تو اس کا دل حق قبول نہ کرے گا۔ جیسے دیوار خشک مٹی کو قبول نہیں کرتی۔ یہی وہ ابتدائی امور ہیں جن کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ اس لیے کہ بچہ اپنے جوہر کی بنیاد پر خیر و شر دونوں کو قبول کرنے کی صلاحیت کے ساتھ پیدا کیا گیا ہے، یہ اس کے والدین ہیں جو کسی ایک جانب اسے مائل کر دیتے ہیں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے مگر اس کے والدین اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنادیتے ہیں۔“

اے عقل مند، اپنے اور اپنے بچوں کے لیے مہربان مسلمان! (اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے) غور کرو، امام غزالی نے مسلمان کے بچوں کو بچپن میں ادب دیتے وقت کس طرح ان اشعار کو سکھانے سے منع فرمایا جن میں عشق و محبت کا ذکر ہو۔ نیز ان شعر کی ہم نشینی سے منع فرمایا اس اندیشے سے کہ کہیں ان کے دلوں میں لگاؤ کی خیمہ ریزی نہ ہو جائے۔ تصور کرو کہ وہ اس شخص کے بارے میں کیا کہیں گے جو اپنے بچوں کو عیسائیوں کے اسکولوں میں داخل کرتے ہیں جن میں وہ ان کا دین

مثنوی اسکولوں میں مسلم طلبہ کا انجام

دیکھتے ہیں، ان کے گرجا گھروں میں جاتے ہیں، ان میں عیسائی بچوں کے ساتھ عبادت کرتے ہیں، ان سے میل جول رکھتے ہیں، ان سے دیکھتے ہیں اور ان کے ساتھ کئی سالوں تک رات و دن گزارتے ہیں۔

کسی کے دل میں یہ خیال بھی نہیں گزرتا تھا کہ مسلمانوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں بعض مسلمانوں کی جانب سے ایسا برا اور سنگین کام انجام پائے گا۔ اور اب جب کہ بہت سے ملکوں میں ایسا ہو رہا ہے تو ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم اس سے اظہار بیزاری کریں اور جنت و دوزخ کے راستوں میں خط امتیاز کھینچ دیں۔

دوسری فصل

عیسائی اسکولوں میں داخلے کے شرائط

واضح رہے کہ میں شہر بیروت میں پندرہ سال سے بھی زیادہ طویل مدت تک قیام پذیر رہا، اس درمیان ان عیسائی اسکولوں کے کچھ حالات سے آگاہ ہوا جن میں اپنے یا اپنے زیر اثر بچے کو داخل کرنا کسی مسلمان کے لیے کسی طور پر بھی جائز نہیں۔

بیروت، شامی سمندر کے ساحلی شہروں میں ایک عظیم ترین شہر ہے۔ جو حالیہ زمانوں میں دور و نزدیک کے علاقوں سے آنے والے مسلمانوں اور غیر مسلموں کا سنگم ہو گیا ہے۔ اسی لیے فرنگیوں نے اس پر خاص توجہ دیتے ہوئے یہاں بڑے بڑے اسکول کھولے، اور ان پر زر کثیر صرف کیا، ان میں تعلیم اور تمام مذاہب کے طلبہ کے لیے داخلے کی عام اجازت رکھی، لیکن انھوں نے سب سے اہم شرط یہ رکھی کہ ہر طالب علم کو نصرانی دین سیکھنا ہوگا اور اسکول کے گرجا گھر میں عیسائی مذہب کے مطابق عبادت کرنی ہوگی۔ انھوں نے اس بارے میں عیسائی اور مسلمان بچوں کے مابین کوئی فرق و امتیاز نہ رکھا، لہذا مسلمان بچے جب تک ان اسکولوں میں رہتے ہیں وہ بغیر کسی فرق کے عیسائی بچوں ہی کی طرح عیسائی بن کر رہتے ہیں۔

اب میں آپ کے ملاحظہ کے لیے وہ عبارت ذکر کر رہا ہوں جو میں نے چند سالوں پہلے اپنی کتاب ”افضل الصلوات علی سید السادات (ﷺ)“ کی پشت پر لکھی تھی پھر وہ باتیں ذکر کروں گا جو اللہ نے مجھ پر منکشف فرمائیں۔ ”اہل یورپ (فرنگیوں) کے جو اسکول اسلامی

ملکوں میں کھولے گئے ہیں، ان میں داخلہ کے لیے سب سے اہم شرط یہ ہے کہ طالب علم کو نہ وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہو، عیسائی دین حاصل کرنا پڑے گا۔ ہر روز عبادت کے لیے عیسائی طلبہ کے ساتھ گرجا گھر جانا ہوگا اور ان کے ساتھ مذہبی افعال بجالانا ہوگا۔ اور جسے یہ شرائط منظور نہیں ہوتی، اس کا داخلہ بھی نہیں ہوتا۔ بیروت میں ایسے اسکولوں کی ایک بڑی تعداد موجود ہے جن میں کچھ مسلمان بھی برسرکار ہیں۔ انھیں اسکولوں میں سے ایک کا نام ”اليسوعيه“ اور دوسرے کا نام ”مدرسة المطران المارونيہ“ ہے۔

اس پر انھیں ملامت نہیں کی جاسکتی؛ کیوں کہ وہ اپنے اسکولوں میں اپنے موافق کام کرتے ہیں، اپنی شرطیں بیان کر دیتے ہیں، اور کسی کو داخلہ لینے پر مجبور بھی نہیں کرتے۔ بڑی ملامت کا مستحق تو وہ مسلمان ہے جو ان اسکولوں میں اپنے بچے کے داخلے پر راضی ہوتا ہے، جن میں وہ جاتا اور معلوم شرطوں کے مطابق گرجا گھر جاتا ہے۔

میں تو کہتا ہوں کہ کوئی سچا مسلمان ایسی پرخطر جگہ میں اپنے بچے کو اسی صورت میں داخل کر سکتا ہے جب وہ ان کی مذکورہ شرطوں سے ناواقف ہو یا اس بارے میں شرعی حکم اسے معلوم نہ ہو۔

جہاں تک ان کی شرطوں کی بات ہے تو لیجیے میں انھیں بیان کیے دیتا ہوں تاکہ ہر وہی انھیں جان لے۔ رہا اس بارے میں حکم شرعی، تو وہ اس روشن و تابناک شریعت کی کتابوں میں یوں واضح طور پر بیان کر دیا گیا ہے کہ کسی بھی عالم پر پوشیدہ نہیں۔ میں اس مقام پر قاضی عیاض کی کتب ”شفا شریف“ سے ان کی ایک عبارت نقل کرنے پر اکتفا کرتا ہوں تاکہ ہر کوئی اس کا حکم جان لے اور اس کے بعد کسی بھی مسلمان کے لیے کوئی عذر رہتی نہ رہے۔

موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب مذکور کے آخر میں بہت سی کفر کا سبب بننے والی چیزوں کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا: ”اسی طرح ہم ان تمام کاموں کی وجہ سے تکفیر کرتے ہیں جن کے بارے میں مسلمانوں کا اجماع ہے کہ ان کا صدور کسی کافر ہی سے ہو سکتا ہے، اگرچہ ان کا کرنے والا ان کا ارتکاب کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے مسلمان ہونے کو بھی صراحتاً بیان کرے۔ جیسے بت، سرج، یا چاند یا صلیب یا آگ کو سجدہ کرنا، اہل کلیسا کے ساتھ ان کے کلیسا اور ان کے عبادت خانے میں جانا، ان کا لباس پہننا، مثلاً زنا رہنا، چوٹی رکھنا۔ کیوں کہ مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ کام

مشری اسکولوں میں مسلم طلبہ کا انجام

کسی کافر ہی سے ہو سکتے ہیں اور یہ افعال کفر کی علامت ہیں۔ اگرچہ انھیں کرنے والا اپنے مسلمان ہو نے کو صراحتاً بیان کرے۔“

قاضی عیاض کی عبارت پیش کر دینے، مذہب اسلام میں موجود حکم شرعی جان لینے اور ان اسکولوں میں داخلے کی شرط بیان کر دینے کے بعد کسی بھی مسلمان کے لیے یہ عذر باقی نہیں رہ جاتا کہ وہ یہ دعویٰ کرے کہ مجھے اس کے بارے میں علم نہیں تھا۔ پھر یہ سب جان لینے کے بعد بھی اگر کوئی مسلمان اپنے بچے کو ان اسکولوں میں لے جاسے اسکولوں میں رہنے دے تو بلاشبہ وہ دین پر اپنے یقین کو کھو بیٹھا ہے اور اسے دین کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ ہم اللہ کے غضب سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں کہ یہ لاپرواہی نگاہوں کو اندھا نہیں کر رہی ہے، بلکہ ان کے دلوں کو اندھا کر رہی ہے جو سینوں میں ہیں۔

اس صورت حال میں حکومت پر لازم ہے کہ وہ ان بے چاروں کو ان کے ذمہ داروں کی ناپسندیدگی کے باوجود، جو ان کی مصیبت کی جڑ ہیں (ان اسکولوں سے) باہر نکالے اور اپنے ان مدرسوں میں انھیں رکھے جو ہر ممنوع شرعی سے پاک ہونے کے ساتھ ان کی تعلیم، تہذیب، تربیت اور انھیں باادب بنانے کے ضامن ہیں، تاکہ اس سے دین و حکومت اور اس کے محافظ سیدنا امیر المؤمنین نصرہ اللہ کی خدمت انجام پائے۔

تیسری فصل

مشری اسکول اور عیسائیوں کے عزائم

اے عقل مند مسلمانوں! (اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے اور ایسے کاموں کی طرف تمھاری رو نہائی فرمائے جن میں اس کی رضا و خوشنودی ہو) تم مغربی حکومتوں کی ان کوششوں پر غور کرو جو وہ اسلامی ملکوں میں اسکول کھولنے کے لیے کر رہے ہیں، ان پر سالہا سال سے کثیر سرمایہ صرف کر رہے ہیں اور ان کے امور و معاملات میں پوری توجہ دے رہے ہیں۔ اے میرے بھائی! کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ یہ اسلام دشمن ممالک یہ سب کچھ اس لیے کر رہے ہیں کہ انھیں تمھارے مسلمان بچے سے شفقت و محبت ہے اور وہ اس کی کامیابی کے خواہاں ہیں۔ اگرچہ اس کا نہ ان کے

مذہب سے کوئی تعلق ہے، نہ ان کی حکومت سے۔ بخدا ایسا ہرگز نہیں، بلکہ ایسا کرنے میں ان کے اہم مقاصد اور بے شمار فائدے ہیں جو ان کے اثراجات اور ان کی کوششوں کے مقابل کئی گنا زیادہ ہیں۔ یہ سب تمھارے، تمھارے بیٹوں، تمھارے دین و مذہب اور تمھارے ہم مذہبوں کے خلاف عظیم ترین آفتیں اور سب سے بڑی مصیبتیں ہیں جن سے ہر عقل مند واقف ہے۔

ان (عیسائیوں) کا ایک فائدہ یہ ہے کہ وہ اپنے اسکولوں میں تعلیم حاصل کرنے والے بچوں کے دلوں سے حقیقی دین اسلام کی روح نکال دیتے ہیں۔ اگرچہ وہ ظاہری اعتبار سے مسلمان ہوں، ان کے گوشت پوست اور خون میں ان عیسائیوں کی محبت رچ بس جاتی ہے، اسی محبت میں وہ پروان چڑھتے، اسی کے مطابق زندگی گزارتے ہیں۔ اور یہ سب نتیجہ ہے ان کی زبان، عادات و اخلاق، کتابوں، ان کی مشہور شخصیات کے حالات اور سوانح حیات پڑھنے کا۔ ان چیزوں کو اساتذہ بڑے ہی اچھے انداز میں ان کے سامنے بیان کرتے ہیں، اور اسی کے ضمن میں ان کے سامنے اسلامی عقائد، مسلمانوں کی نمایاں شخصیتوں اور ائمہ دین کی برائیاں بیان کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ کبھی کبھار وہ سرور پیغمبر اہل حبیب رب عالم و عالمیاء محمد ﷺ کی ذات گرامی تک تجاوز کر جاتے ہیں۔ یہ باتیں کئی سالوں تک مسلم بچے کے کان سے بار بار نکراتی ہیں جس کے نتیجے میں وہ اسکول سے اس طرح نکلتا ہے کہ وہ دین اسلام اور اس کی حمیت سے بالکل ہی عاری ہو چکا ہوتا ہے۔ جس اسکول میں اس نے تعلیم حاصل کی ہے اسے مدد فراہم کرنے والی حکومت اس کے نزدیک اس کی اپنی (اسلامی) حکومت سے زیادہ محبوب ہو جاتی ہے، اور اس کی قومیت اس کے نزدیک اپنی قومیت سے زیادہ پیاری ہو جاتی ہے، وہ اسی قومیت میں اور اس کی شخصیات میں فضل و کمال کا اعتقاد رکھتا ہے، جب کہ ادھر دین اسلام، اپنے نبی سیدنا محمد ﷺ کی سیرت، آپ کے ہدایت یافتہ اور دوسروں کی رہبری ورہ نمائی کرنے والے اصحاب کے فضائل و مناقب، دین مبین کے ائمہ کے فضائل، خلفائے راشدین اور ان کے بعد کے سلاطین اور منصف امرا کے حالات زندگی کے بارے میں کچھ بھی علم حاصل نہیں کیا۔ بلکہ اس کے سامنے ان کے بارے میں ان شیطان صفت اساتذہ نے ان کے اوصاف حمیدہ اور مناقب جمیلہ کے برخلاف (جھوٹی) روایات بیان کیں، اس لیے اس کے دل میں ان کے بارے میں فضل و کمال کا وہ اعتقاد نہیں پیدا ہوا جو اپنے دین، ملک

مشنری اسکولوں میں مسلم طلبہ کا انجام

کے دشمنوں کے بارے میں پیدا ہوا۔ یہ طلبہ ظاہری اعتبار سے مسلمانوں کے مابین پلتے بڑھتے زندگی بسر کرتے ہیں۔ لیکن درحقیقت وہ دین اور حکومت کے دشمن ہوتے ہیں؛ کیوں کہ ان کے دلوں میں بے دینی اور کھلی گمراہی پوری طرح رچ بس گئی ہے۔

آپ دیکھیں گے کہ جب ان میں سے کسی کو اپنے ہی جیسے گمراہ اور بد بخت شخص کے ساتھ نہائی مل جاتی ہے تو وہ اس کے ساتھ دین اسلام، اسلامی حکومت اور مسلمانوں کے عادات و طوار پر اعتراضات کے بارے میں محو گفتگو ہو جاتا ہے۔ اور اس اسکول کو چلانے والی حکومت کی تحریف میں رطب اللسان ہو جاتا ہے، جس میں اس نے گمراہی کی تعلیم مکمل کی اور دین اور فضل و کمال سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ ہر سال ان اسکولوں سے ان بے دینوں کی ایک بڑی تعداد نکلتی ہے، اس طرز چند سالوں میں ان کا ایک ”جم غفیر“ جمع ہو جاتا ہے جن میں اکثر یا کل کا یہی حال ہوتا ہے۔ انھوں نے حق کو پس پشت ڈال دیا اور اسے فراموش کر دیا، اور حق سے محرومی کے بعد گمراہی کے سوا بے ہی کیا۔

ان اسکولوں کو کھولنے کے پیچھے یورپ والوں کے جو مقاصد ہم نے ذکر کیے، ان کی تائید اس سے ہوتی ہے جو فاضل گرامی محمد آفندی طلعت مصری نے اپنی کتاب ”تربیۃ المرأة“ کے آخر میں اس رسالہ سے نقل کیا ہے جس کا نام صاحب رسالہ نے ”مجلة العالمین“ رکھا ہے۔ یہ شخص ایک مشہور یورپین قلم کار ہے، اس میں اس نے ان کوششوں اور رقوم کا ذکر کیا ہے جو اس کی قوم شرق میں عیسائیوں کے تغلب اور ان کے دلوں میں اس کی حکومت کی محبت کا بیج بونے میں صرف لرتی ہے تاکہ وہ اس حکومت کے آلہ کار اور اس کے معین و مددگار بن جائیں۔ اس کے بعد اس نے کہا۔ ”ان سب کے باوجود ان کوششوں کا مقصد پورے طور پر حاصل نہ ہوا؛ کیوں کہ عیسائی الگ الگ جماعتوں میں بٹے ہوئے ہیں، اس لیے ان منتشر گروہوں کو یکجا کرنا ضروری ہے تاکہ وہ ایک دوسرے کی مخالفت نہ کریں۔ اور جب وہ ایک گروہ کی شکل اختیار کر لیں گے تو وہ مسلمانوں کا مقابلہ کر سکتے اور ان پر اپنی بالادستی قائم کر سکتے ہیں۔ عیسائیوں کے اسکولوں کے بارے میں، جنہیں انھوں نے اپنے ناپاک مقاصد و اہداف کے حصول کا ذریعہ بنایا ہے۔ گفتگو کرتے ہوئے اس نے اس عداوت اور بغض و عناد کو جو اللہ تعالیٰ کے دین کے تعلق سے اس کی قوم

كے سينوں ميں پوشيده ہے يہ كہتے ہوئے ظاہر كيا كہ عيسائى اقوام كے ليے ضرورى ہے كہ ہر طريقيے سے اسلام كى مخالفت كريں، اور ہر قسم كے ہتھيار سے اہل اسلام سے جنگ كريں۔ اس كے بعد اس نے اپنى يہ رائے ظاہر كى كہ طاقت و قوت سے اسلام كا مقابلہ كرنا اسلام كو مزيد پھيلنے كا موقع فراہم كرے گا؛ اس ليے اس كے كہنے كے مطابق اسلام كے ستون كو ڈھانے اور اس كى عمارت كو منہدم كرنے كا سب سے كارگر ذريعہ يہ ہے كہ مسلمان بچوں كو عيسائى اسكولوں ميں تربيت دى جائے اور ان كى نشوونما كے دور سے ہى ان كے دلوں ميں شك و شبہ كے بيج ڈالے جائیں تاكہ ان كے عقائد اس طور پر بگڑ جائیں كہ ان كو پتا بھى نہ چلے۔ يوں اگر ان ميں كوئى عيسائى نہ بھى ہوا تو اتنا تو ہو گا كہ وہ بچے نہ مسلمان رہیں گے نہ عيسائى بلكہ دونوں كے درميان تذبذب اور شش و پنج كا شكار بنے رہیں گے۔“

اس نے كہا: بلاشبہ ايسے لوگ اسلام اور اسلامى ملكوں كے ليے ان لوگوں كى نسبت زيادہ ضرر رساں ثابت ہوں گے جو عيسائيت كو قبول كرنے كا اعلان كريں۔

جب اس نے مسلمان بچيوں كى تربيت كا ذكر چھيڑا تو اپنے دل كى سارى بات بيان كرى۔ اس نے كہا: ”عيسائى اسكولوں ميں مسلمان لڑكوں كى تربيت اگرچہ موثر ہے جيسا كہ ہم بيان كر چكے ہيں۔ ليكن راہبات كے اسكولوں ميں مسلم بچيوں كى تربيت ہمارے حقيقى مقصد كے حصول اور جس غايت كے ليے ہم كوشش كر رہے ہيں اس تك ہمارى رسائى كے ليے اس سے بڑى محرك و داعى ہے۔ بلكہ ميں تو يہ كہتا ہوں كہ مسلمانوں ہى كے ہاتھوں اسلام كے خاتمے كے ليے ان كى بچيوں كو اس انداز سے تربيت دے دينا ہى كافى ہے۔“

اس كے بعد اس نے اس نتيجے كا ذكر كيا جو ان كے اسكولوں ميں داخلہ لينے پر مرتبہ وگا۔ جيسے مسلم عورت كے اخلاق و كردار ميں اس حد تك تبديلى كہ وہ اپنے شوہر پر غالب آجائے۔ پھر اس نے كہا: ”جب عورت اس طرح غالب آجائے كى تو پورے خاندان كا نظام يكسر بدل جائے گا اور مرد اس كى مٹھى ميں آجائے گا، پھر وہ نہ صرف اپنے شوہر كے عقيدہ ميں اثر انداز ہو كى بلكہ اسے اسلام سے ہى دور كر دے كى اور اولاد كى ان كے والد كے دين كے تقاضوں كے برخلاف تربيت كرے كى۔“

جس دن ماں اپنی اولاد کی ایسی تربیت کرے گی وہ اسلام پر غالب آجائے گی۔ لہذا کوئی شور و غل اور ہنگامہ کیے بغیر اسلام اور اس کے ماننے والوں سے جنگ کے لیے یہ سب سے زیادہ کامیاب طریقہ اور موثر ذریعہ ہے۔ اور یقیناً یہ طریقہ مقاصد کے حصول اور منزل مقصود تک رسائی کا سب سے بڑا محرک ہے، اس لیے ہمیں اسی کو اپنانا چاہیے۔

رہی بات مسلمانوں سے کھلم کھلا بحث و مباحثہ کی کوشش کی تو یہ ان کے نفوس کے اندر مخفی اور ان کے پہلوؤں کے درمیان خوابیدہ تعصب کے عوامل و محرکات کو بیدار کر دے گی یوں ان کو قابو میں نہ لایا جاسکے گا۔ اور یہ کوئی دانش مندی کی بات نہیں ہے۔“

اس کے بعد محمد آفندی طلعت نے کہا:

”یہ وہ باتیں ہیں جن پر کوئی تبصرہ کیے بغیر ایک دو مند انسان نے صرف ان کے ذکر پر اکتفا کیا ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ یہ باتیں والدین کے لیے عبرت اور اولاد کے لیے نصیحت کا سامان ثابت ہوں گی۔“

چوتھی فصل

بیروت کا ایک واقعہ

بلاشبہ مذکورہ اسکول دور و نزدیک کے علاقوں سے تعلق رکھنے والے جاہل مسلمانوں، فاسقوں اور گمراہوں کا مجمع نظر بن چکے ہیں۔ حالاں کہ ان کے حالات و خطرات ایسے ہیں کہ کوئی بھی ایسا مسلمان انھیں پسند نہیں کر سکتا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہے۔ وہ لوگ فرنگی زبانوں کو سیکھنے کی غرض سے ان میں اپنے بچوں کو بھیجتے ہیں اور اس کی پروا نہیں کرتے کہ وہ اپنے بچوں کا دین برباد کر رہے ہیں، اور ان کے درست عقائد کو خراب کر رہے ہیں۔

بے شک ان کے دلوں میں دنیا اور اسباب دنیا کی زبردست خواہش موجود ہونے کے ساتھ انھیں اس پر ابھارنے والی شئی یہ ہے کہ وہ ان مفاسد اور عقائد کی خرابیوں سے نا آشنا ہیں جو ان اسکولوں میں ان کے بچوں میں پیدا ہوتی ہیں، یہ اس وقت ہے جب کہ نہ خود اس کے باپ کے عقیدے میں کوئی گڑبڑ ہو نہ وہ دین کو استغفاف و حقارت کی نظر سے دیکھتا ہو۔ اور نہ وہ محض نام اور قومیت کے لحاظ سے ہی مسلمانوں کے ساتھ ہو۔ اس نے اپنی عظیم اولاد کے لیے وہی کھلی

مشری اسکولوں میں مسلم طلبہ کا انجام

گمراہی اختیار کی جو اس نے اپنے لیے اختیار کر رکھی ہے اور جس میں وہ ایک زمانہ پہلے ہلاک ہو چکا۔ جہاں تک ان پڑھ شخص کی بات ہے تو اس کی ہدایت و رہنمائی ممکن ہے؛ اس لیے کہ جب وہ حق آشنا ہو جائے گا اور اسے معلوم ہو جائے گا کہ صحیح کیا ہے اور غلط کیا ہے تو اس سے حق و سچ کی طرف رجوع کر لینے اور خود کو اور اپنی اولاد کو ہلاکت میں ڈالنے والے اسباب سے بچا لینے کی امید کی جاسکتی ہے۔

اسی نوع کا ایک واقعہ یہ ہے کہ میں نے بیروت کے ایک مسلمان کو جس نے اسی طرح کے ایک اسکول میں اپنے تین بچے رکھ چھوڑے تھے، نصیحت کی اور اس سے درخواست کی کہ وہ ان بچوں کو ان سے نکال کر مسلمانوں کے سرکاری یا پرائیوٹ اسکولوں میں داخل کرا دے؛ کیوں؟ یہ تمام اسکول اس بات کے کفیل ہیں کہ انھیں ان کی ضرورت کے دینی اور دنیوی امور کی تعلیم دیں، ساتھ ہی وہ ان خرابیوں سے بھی محفوظ رہیں جن کا ان کے عقائد میں پایا جانا غیر اسلامی اسکولوں میں یقینی ہے۔ اس نے جواب دیا: مجھے اس بات پر اطمینان ہے کہ میرے بچے ان اسکولوں میں داخلہ کی بنیاد پر عیسائی نہیں ہوں گے؛ کیوں کہ ان عیسائیوں کے دین کا ناحق ہونا ظاہر ہے، یہی وجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ بیشتر عیسائی جن کی نشوونما ان کے دین کے مطابق ہوئی اور جو اپنے آباؤ اجداد سے اس کے وارث ہوئے، وہ اس کو صحیح نہیں مانتے ہیں؛ کیوں کہ اس میں ایسی متضاد و متعارض باتیں پائی جاتی ہیں جنہیں کوئی بھی عقل مستقیم اور ذوق سلیم رکھنے والا انسان پسند نہیں کر سکتا۔ میں نے اس سے کہا: تم ٹھیک کہہ رہے ہو مگر جب بچوں کے عقائد میں بگاڑ پیدا ہو جائے گا تو وہ کافر ہو جائیں گے، خواہ وہ دین نصاریٰ میں داخل ہوں یا نہ ہوں۔ میں اس کے بارے میں اس سے برابر مراجعت کرتا رہا یہاں تک کہ حقیقت اس کی سمجھ میں آگئی اور اس نے حق کو جان لیا۔ اس لیے اپنے بچوں کو ان سے نکال کر مسلمانوں کے اسکولوں میں داخل کرا دیا۔ والحمد للہ رب العلمین۔

پانچویں فصل

چھوٹے بچوں پر ایسے اسکولوں کے اثرات

مسلمان لڑکا ان نصرانی اسکولوں میں جب داخل ہوتا ہے، اس وقت اس کا عقیدہ درست

مشنری اسکولوں میں مسلم طلبہ کا انجام

ہوتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت پر یقین رکھتا ہے، وہ اس پر یقین رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے، اس کے سوا تمام ادیان باطل ہیں۔ ان میں کوئی بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول نہیں۔ اس کو اس عقیدہ میں ذرہ برابر بھی شک نہیں ہوتا ہے؛ کیوں کہ اس نے اسی عقیدے پر اپنی آنکھیں کھولیں اور دیکھا کہ اس کے والدین، خویش و اقارب اور اس کے ہم مذہب، سب اسی عقیدے کے حامل ہیں۔

اس نے اپنے معلم سے قرآن مجید اور بنیادی اسلامی عقائد سیکھے۔ اس لیے اگر وہ اسی حالات پر برقرار رہتا اور اسی کی روشنی میں زندگی گزارتا تو مسلمانوں ہی کی صف میں باقی رہتا اور سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاتا۔

لیکن جب وہ دل میں اسلامی عقائد کے غیر متزلزل طور پر راسخ ہونے سے پہلے ہی کسی عیسائی اسکول میں داخل ہو جاتا ہے تو وہ عیسائی بچوں کے ساتھ کلیسا جانے اور ان کی طرح عبادت کرنے کو قبول کر لینے کے سبب، بظاہر عیسائی ہو جاتا ہے۔ پھر وہ ان کے دین کے احکام سیکھتا ہے تو اس کے اساتذہ اسے اسی دین کے مطابق تربیت دیتے ہیں اور یہ ایک حقیقت ہے کہ انسان ویسا ہی بنتا ہے جیسی اس کی تربیت ہو۔ اور بچپن کی تعلیم پتھر میں بنے ہوئے نقش کی طرح انمٹ ہوتی ہے۔ یوں وہ بچہ ابھی چھوٹا ہے، اس کے دل میں پورے طور پر اسلامی عقائد راسخ نہیں ہوئے ہیں اور دین اسلام کے احکام سے وہ بہت ہی کم واقف ہے، اس لیے جب وہ اسی حالت میں ایک مدت تک رہے گا تو شیطان، اس کے مددگار معلمین اور اس کے بھائی گمراہ طلبہ، اس کے دل میں دین نصاریٰ کے صحیح ہونے کا احتمال پیدا کر دیں گے جسے سیکھنے اور جس کی پیروی کرنے کی کوشش میں ابھی وہ مشغول ہے۔ اور جب کہ بچہ کے لیے یہ صورت حال پیدا ہو جائے اور اس کے دل میں دین نصاریٰ کے صحیح ہونے کا احتمال در آئے تو ایمان اس کے دل سے نکل جائے گا اور وہ ظاہر و باطن ہر اعتبار سے کافر ہو جائے گا۔ والعیاذ باللہ

چھٹی فصل

نوجوانوں پر ایسے اسکول کے اثرات

جب کوئی مسلمان طالب علم ان اسکولوں میں رہتا ہے، وہاں اس کا عقیدہ رفتہ رفتہ بگڑتا

مشری اسکولوں میں مسلم طلبہ کا انجام

ہے اور اللہ تعالیٰ، اس کے رسول ﷺ اور دین اسلام سے اس کی دوری بڑھتی جاتی ہے۔ اور جس قدر وہ حق سے دور ہوتا جاتا ہے اسی قدر وہ شیطان اور اس کے اعوان و انصار سے قریب ہو جاتا ہے اور دھیرے دھیرے کفر کی قعر عمیق میں گر جاتا ہے۔ الحاد اور دین حق سے انحراف میں قدم بقدم ترقی کرتا رہتا ہے اور اس کے اسلامی عقائد میں رفتہ رفتہ شکوک و شبہات پیدا ہوتے رہتے ہیں یہاں تک کہ دین سے الگ ہو کر وہ ملعون کافروں کے زمرے میں شامل ہو جاتا ہے۔ اور مسلمانوں کی جماعت سے نکلنے اور کافروں کے زمرے میں داخل ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ کسی اسلامی عقیدہ میں شک پیدا ہو جائے، مثلاً سیدنا محمد ﷺ جو کچھ لے کر تشریف لائے اس کے کسی ایسے امر کے صحیح ہونے میں شک کرنا جس کا ضروریات دین سے ہونا بدیہۃً معلوم ہے، جیسے: قرآن مجید کی کسی آیت کے صحیح ہونے، مرنے کے بعد زندہ کیے جانے، حساب، جنت اور ایمان والوں کے لیے اس میں مہیا کی جانے والی بے شمار دائمی نعمتوں کے بارے میں شک کرنا۔ اسی طرح جہنم اور کافروں کے لیے اس کے دائمی و لامتناہی عذاب کے بارے میں شک کرنا۔

تو جب اس کے دل میں ان میں سے کسی کے بارے میں ادنیٰ سا بھی شک پیدا ہو جائے تو وہ کافر ہو کر دائمی عذاب جہنم کا مستحق ہو جائے گا۔ والعیاذ باللہ

جب تک وہ اس بد بختانہ حالت پر ان اسکولوں میں رہے گا، کفر، بد بختی اور الحاد کے مراتب میں روز بروز ترقی کرتا رہے گا اور اسی کے ساتھ وہ ہر لمحہ جہنم کے پست سے پست تر طبقات میں گرتا جائے گا یہاں تک کہ جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں جا پہنچے گا۔ اور یہ کیا ہی برا ٹھکانہ ہے۔

جو مسلمان بچے ان اسکولوں میں مذکورہ بالا شرطوں کے ساتھ داخلہ لیتے ہیں ان میں اثر اسلامی عقائد کے بگڑ جانے کے بعد منافق اور بے دین ہو جاتے ہیں۔ سوائے ان کے جنہیں اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے اور وہ بہت ہی کم ہیں۔

ان میں پڑھنے والے کسی دین کو نہیں مانتے ہیں، وہ صرف بظاہر مسلمان ہوتے ہیں۔ اللہ کی وحدانیت اور محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی زبانی گواہی دیتے ہیں۔ دلوں کے فساد کے ساتھ مسلمانوں کے درمیان زندگی گزارتے ہیں اور لوگوں سے شرم و حیا آنے کے سبب ان میں کوئی کبھی کبھار نماز پڑھ لیتا ہے، روزہ رکھ لیتا ہے تاکہ جب لوگ اس سے متعارف ہوں تو وہ ان کی

نظروں سے گرنے جائے، حالاں کہ باطنی طور پر اپنے مذہب والوں سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہوتا،
الایہ۔ اللہ تعالیٰ اسے ہدایت دے اور اپنے فضل و کرم سے اسے اس کی ابتدائی حالت کی جانب لوٹا دے۔ اور
یہ بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں کافی ہے اور وہ کیا ہی بہتر کار ساز ہے۔

ساتویں فصل

مشنری اسکول لادینیت کا سرچشمہ

جب مسلمان طالب علم ان اسکولوں میں عیسائی مذہب کے احکام سیکھتا ہے تو عیسائیوں
کی طرح وہ بھی انھیں غیر معقول، ناقابل قبول اور باہم متعارض خیال کرتا ہے، اور جب وہ خود یا کوئی
عیسائی طالب علم اس مذہب کے کسی ایک حکم پر اعتراض کرتا ہے۔ حالاں کہ اس کے اکثر بلکہ تمام
احکام قابل اعتراض ہیں۔ اور اس کے بارے میں اپنے استاذ سے سوال کرتا ہے تو وہ اسے ڈانٹ
پلا کر خاموش کر دیتا ہے۔ اور اس سے کہتا ہے کہ دین عقل سے ماورا ہے؛ کیوں کہ معلم کو بھی معلوم
نہ کہ یہ حکم قابل اعتراض ہے اور اس کا کوئی جواب نہیں۔ اور اس نے بھی اس سے پہلے اپنے
معلم سے یہی سنا تھا کہ دین عقل سے ماورا ہے۔ تاکہ مذہب عیسائیت پر وارد ہونے والے
اعتراضات کا سد باب ہو سکے۔ مگر اعتراضات کا یہ باب اتنا وسیع ہے کہ اس کو صحیح جوابات کے
ذریعہ بند کرنا ان کے لیے ممکن ہی نہیں۔

طالب علم جیسے جیسے دین نصاریٰ کے احکام کی معرفت میں ترقی کرتا جاتا ہے اس سے اس
کی غرت اور اس کے صحیح نہ ہونے کا یقین اس کے اندر بڑھتا جاتا ہے۔ اور اسی کے ساتھ تمام
ادین کے صحیح نہ ہونے کی جانب بھی اس کا ذہن منتقل ہوتا جاتا ہے۔ پھر وہ دین کے مقابلے میں
دینی کو ترجیح دینے لگتا ہے۔ اور اس کی عملی زندگی میں دینی و شرعی تکالیف یعنی مامورات مثلاً
نماز، روزہ اور باقی عبادات کی بجائے آوری کا موجود نہ ہونا اور منہیات مثلاً زنا، سود، جوا اور نفسانی
خوشحاشات کو پسند آنے والی اسی طرح کی دوسری معصیتوں کا موجود ہونا اس کی نظر میں اس بے دینی
کو پسندیدہ بنا دیتا اور اس کے دل کو اس کی طرف راغب کر دیتا ہے۔ جیسا کہ اکثر اہل مغرب کا یہی
حاصل ہے، اگرچہ وہ بظاہر عیسائی ہیں۔

مشنری اسکولوں میں مسلم طلبہ کا انجام

۲۔ اٹھویں فصل

لمحہ مغربی قلم کاروں کی کتابیں پڑھنے کا انجام

ان اسکولوں میں دین کے بارے میں پیدا ہونے والے شکوک و شبہات کے اسباب بچے کے دل میں رفتہ رفتہ داخل ہوتے ہیں اور اسکول میں قیام کے مہ و سال گزرنے کے ساتھ ساتھ ان میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ وہ بکجا ہوتے رہتے ہیں۔

انہیں اسباب میں سے ایک سبب علم طبعیات کی تحصیل اور بے دین معلمین و طلبہ سے میل جول ہے۔ کبھی کبھار وہ لمحہ مغربی قلم کاروں کی ان کتابوں کو پڑھتا ہے جن میں وہ عام طور پر تمام اریان اور خاص طور پر اس دین نصاریٰ کا مذاق اٹاتے ہیں جس کے مطابق بچپن میں ان کی نشوونما سوئی اور جس کے عیوب پر وہ مطلع ہوئے۔ اس لیے وہ مسلمان طالب علم بھی انہیں کی طرح یہ مان کرنے لگتا ہے کہ دین نصاریٰ کی طرح تمام ادیان بھی نامعقول ہیں یہاں تک کہ اس کا دین بھی کیوں کہ جب اس کے باپ نے اسے اس سب سے بڑی مصیبت اور سب سے عظیم بلا میں ڈالا تھا کہ اس کا ذہن بالکل سادہ تھا، وہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی گواہی اور بچپن میں اپنے ماں باپ اور مسلمان استاذ سے سنے ہوئے تھوڑے بہت احکام کے سوا دین اسلام کے احکام سے بالکل نا بلند تھا۔ وہ اس دین روشن و واضح کی حقیقت سے آگاہ نہ تھا کہ اسے معلوم ہوتا کہ یہ علی الاطلاق تمام ادیان و مل سے زیادہ صحیح دین ہے، اور یہی وہ دین برحق ہے جس میں ایسی باطل اور بے بنیاد باتیں نہیں ہیں جو دوسرے ادیان میں عام طور پر پائی جاتی ہیں۔ اس کے عقائد و احکام میں ایسی باہم متصادم اور متعارض باتیں بالکل نہیں ہیں جنہیں اس نے دوسرے مذاہب میں دیکھا۔ یہی روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کا تہادہ دین ہے جو صحیح ہے اور اس کے علاوہ تمام ادیان باطل ہیں۔ ان اسکولوں میں مسلمان بچے کے دل میں جو صیقل شدہ آئینے کی طرح غایت درجہ صاف ستھرا ہوتا ہے، مذکورہ امور کے پورے طور پر جاگزیں اور راسخ ہونے سے پہلے اس کا سامنا فاسد اور بے بنیاد باتوں اور باطل و بے ہودہ عقائد سے ہوتا ہے۔ تو یہ اس میں نقش ہو جاتے ہیں اس لیے کفر پر اس کی نشوونما ہوتی ہے اور وہ اپنے اس سرپرست کے ساتھ لعنت خداوندی اور آتش جہنم میں ہمیشہ جلنے کا مستحق ہو جاتا ہے جس نے اس کے لیے یہ صورت حال پسند کی اور اسے ان ہلاکت کی

مشنری اسکولوں میں مسلم طلبہ کا انجام

جگہوں میں ڈالا۔ پھر جب تک وہ اس اسکول میں رہتا ہے ہر دن اس کا کفر و فساد فزوں تر ہوتا جاتا ہے، یہاں تک کہ اس کا دل بے نور ہو جاتا ہے اور وہ دین و عقل دونوں سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ یوں اسکول کی مدت مکمل ہونے کے بعد اس سے نکلنے کے وقت اس کا یہ حال ہوتا ہے کہ اس کے دل سے دین اسلام اور اس کا نشان مٹ چکا ہوتا ہے اور اس کے ساتھ صرف اسلام کا نام ہی باقی رہ جاتا ہے۔ وہ مسلمانوں کے درمیان اس طرح زندگی بسر کرتا ہے کہ بظاہر مسلمان ہوتا اور اندر سے زندیق ہوتا ہے اور اس کا کوئی دین و مذہب نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ وہ کفر کی حالت میں مرکز ہمیشہ کے لیے آتش جہنم میں جلنے کا حق دار ہو جاتا ہے اور یہی حال اس کا بھی ہوتا ہے جس نے اس کے لیے کفر کو پسند کیا۔ اور یہ کیا ہی برا ٹھکانہ ہے۔ ہاں! ان بچوں میں سے اللہ تعالیٰ نے جنہیں ان ہولناکیوں سے محفوظ رکھا وہ ان برے نتائج و عواقب سے محفوظ رہے، مگر ایسے بہت کم ہیں۔

نویں فصل

نجات اخروی کا مدار

جس ایمان پر نجات اخروی موقوف ہے وہ نام ہے اس بات کی کامل تصدیق کرنے کا کہ اللہ و مددہ لا شریک کے سوا کوئی سچا معبود نہیں، وہ بلند و برتر ہستی تمام صفات کمال سے متصف اور تمام صفات نقص سے پاک ہے۔ ہمارے آقا محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ آپ ﷺ جو قرآن و سنت اللہ کے پاس سے لے کر آئے اور جن کو لوگوں تک آپ نے پہنچایا ان میں آپ صادق و امین ہیں۔ انھیں میں سے دین اسلام کے وہ احکام بھی ہیں جن کا دین سے ونا ضروری طور پر معلوم ہے۔ جیسے: نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، پس مرگ دوبارہ زندگی دیا جاتا، حشر، پل، سراط، جنت، دوزخ۔ اور جیسے زنا، سود، شراب نوشی وغیرہ کا حرام ہونا۔ ان کے علاوہ اور چیزیں بھی ہیں جن کی خبر ہمیں حضور ﷺ نے اللہ کی طرف سے دی۔ تو وہ سب کی سب حق اور سچی ہیں، ان میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ اور اگر دل میں اللہ کے وجود یا تمام صفات کمال سے اس کے متصف ہونے یا تمام صفات نقص و بے کمالی سے اس کے پاک ہونے یا نبی کریم ﷺ نے جن باتوں کی ہمیں اللہ کی طرف سے خبر دی ہے ان میں آپ کی امانت و صداقت کے بارے میں ذرا بھی شک پیدا ہو جائے تو وہ دین اسلام سے نکل جائے گا اور کافر ہونے کے ساتھ جہنم کے

مشنری اسکولوں میں مسلم طلبہ کا انجام

دائمی عذاب کا مستحق ہو جائے گا اور وہ کیا ہی برا ٹھکانا ہے۔

آپ جان چکے ہیں کہ ان اسکولوں میں جو بھی مسلمان بچہ داخل ہوتا ہے، اس کا صحیح اسلامی عقیدہ اس کے لیے محفوظ و سلامت نہیں رہتا کہ اس میں شکوک و شبہات اور غلط ادہام و خیالات کا فساد داخل ہو جاتا ہے۔ لہذا جسے اللہ و رسول اور اپنا دین محبوب ہو وہ اپنے بچے کو ان عظیم خطرات میں نہ ڈالے۔

دسویں فصل

بد مذہب والدین اولاد کو بد مذہب بناتے ہیں

مسلم طالب علم پانچ سال یا اس سے کم و بیش کے شب و روز اسکول میں گزارنے، پورے طور پر اپنے عقیدہ کی بندش سے آزاد ہو جانے اور اس کی جگہ کفر و زندقہ کے لیے لینے کے بعد جب وہاں سے نکلتا ہے تو وہ ظاہری اعتبار سے ہی مسلمان رہ جاتا ہے، صرف زبان سے کلمہ شہادت پڑھتا ہے اور جب اپنے جیسے کسی شخص سے تنہائی میں ملتا ہے تو اس سے چوری چھپے اسی گمراہی اور بے دینی کے بارے میں گفتگو کرتا ہے جس پر اس کا ویران دل مشتعل ہے۔ اور جسے وہ اپنے والدین اور دیگر مسلمانوں سے مخفی رکھتا ہے اور اسی حالت پر قائم رہتے ہوئے زندیق و منافق اور اللہ و رسول اور قیامت کا منکر بن کر اس طرح زندگی گزارتا ہے کہ نہ مابعد موت کی زندگی اور حشر، نشر کا عقیدہ رکھتا ہے اور نہ کسی دین کو تسلیم کرتا ہے، اور جب اس کے پاس کچھ بچے آتے ہیں تو وہ ان کی تربیت اسی گمراہی اور نفاق پر کرتا ہے، جس پر وہ خود قائم ہے، ہاں وہ لوگ ایسا نہیں کرتے جن پر اللہ رحم فرمائے اور ان کی کھوئی ہوئی نعمت دین سے دوبارہ انھیں نواز دے۔

اور یہ اسی وقت ہوتا ہے جب وہ گمراہی کے اسباب اور گمراہوں کے ساتھ میل جول رکھنے سے پرہیز کرے، اور نیکو کار مسلمانوں کی ہم نشینی اختیار کرے، دین کے احکام پر عمل کرے اور نماز و روزہ اور اسلامی عبادات کی پابندی کرے۔

گیارہویں فصل

عیسائی مذہب سے بیزاری

ان اسکولوں سے نکلنے کے بعد جہاں مسلمانوں کے بچے اپنا دین کھو بیٹھتے ہیں وہیں نصاریٰ

مثنوی اسکولوں میں مسلم طلبہ کا انجام

کے بچے بھی اپنے دین سے بے گانہ ہو جاتے ہیں، کیوں کہ وہ جیسے جیسے علم حاصل کرتے جاتے ہیں اور ان کی عقلوں میں اضافہ ہوتا جاتا ہے، وہ اپنے دین کے عیوب اور اس کے تضادات سے آگاہ ہوتے جاتے ہیں۔ اور ان کے دلوں میں اس پر وارد ہونے والے وہ مضبوط اعتراضات راسخ ہوتے جاتے ہیں جن کا کوئی جواب نہیں۔ پھر عقلی علوم پڑھنے سے بھی دین سے ان کی نفرت اور اس پر ان کے اعتراض میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ یوں وہ اسکول سے نکلنے کے وقت فطرت پرست اور دین سے عاری ہوتے ہیں اور صرف ظاہری اعتبار سے نصرانی ہوتے ہیں۔

یہ مسلم ہے کہ مسلمانوں کے بچے شب و روز ان سے ملتے جلتے ہیں اس لیے دین سے بے زاری کی خوبان مسلم بچوں کی جانب منتقل ہو جاتی ہے، مزید برآں وہ خرابیاں بھی ہیں جن میں وہ خود ان علوم کو پڑھنے اور اپنے ان اساتذہ سے سننے کے سبب ملوث ہوتے ہیں جن کا حال بھی کچھ ایسا ہی ہے۔

اس طرح مسلمان بچے کے پاس عام طور پر تمام ادیان کے صحیح ہونے کے بارے میں شک و شبہ کے بہت سارے اسباب جمع ہو جاتے ہیں۔ اس لیے ان سب کے ہوتے ہوئے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ اسکول سے نکلے اور اس کا عقیدہ محفوظ رہے، یہ ہرگز نہیں ہو سکتا، ہرگز نہیں ہو سکتا۔ یہ تو ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ اسے متعدد توپوں سے نشانہ بنایا جائے تو بھی وہ زندہ ہے گا۔ لیکن ظاہر ہے کہ یہ عادت ناممکن ہے۔ واللہ المستعان۔

بارہویں فصل

والدین سے خطاب

بعض نادان فاسق اور گمراہ مسلمان کہتے ہیں: عیسائی اسکولوں میں بچوں کو داخل کرانے اور دین اسلام سے متصادم شرائط کو قبول کرنے سے ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ ہمارے بچے جاہل نہ رہ جائیں۔

میں ان سے کہتا ہوں: اسلامی مدارس ان کی خواہش کے مطابق ان کے بچوں کو مختلف زبانیں اور نیوی علوم سکھانے کے لیے کافی ہیں، ساتھ ہی یہاں ان کا دین اسلام بھی محفوظ رہتا

ہے، اسلامی احکام و عقائد سیکھنے کے سبب دین پران کے یقین میں اضافہ بھی ہوتا ہے اور نماز و دیگر عبادات اور اسلامی آداب کی پابندی بھی ہوتی ہے۔

بلاشبہ ہمیں ان لوگوں سے زیادہ علم ہے، کیوں کہ شیطان نے ان کی جہالت اور دنیا اور اسباب دنیا کی سخت حرص و طمع کی دو لگاموں سے انھیں اپنا تابع فرمان بنارکھا ہے اور انھیں وہ بھی کمزور دلیلیں سکھاتا رہتا ہے۔ اگر ان کی باتوں کو صحیح مان بھی لیا جائے، تو میں اس نادان باپ سے کہتا ہوں، تمہیں ان دو باتوں میں کون زیادہ پسند ہے؟ کیا تمہیں یہ بات زیادہ پسند ہے کہ تمہارا بیٹا تمہاری خواہش کے مطابق غیر ملکی زبانوں اور دنیاوی علوم کا دانہ ہو جائے اور ساتھ ہی ساتھ کافر اور ہمیشہ کے لیے جہنمی ہو جائے، یا تمہیں یہ زیادہ پسندیدہ ہے کہ تمہارا فرزند ان تمام زبانوں اور دنیاوی علوم سے نا آشنا ہے، مگر وہ مسلمان اور ہمیشہ کے لیے جنت میں رہنے کا سزاوار ہو جائے۔ اُراس نے جواب میں شق اول کو اختیار کیا تو اس کے کفر میں کلام نہیں۔ اور اگر اس نے شق دوم کو اختیار کیا تو یہی مطلوب ہے اور اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

شاید شیطان اسے یہ جواب تلقین کرے کہ اس کا بیٹا مذکورہ شرطوں پر ان اسکولوں میں تعلیم حاصل کرنے کے باوجود کافر نہ ہوگا۔ تو اب یہ جواب دیدہ و دانستہ حق کا انکار ہے۔ کیوں نہ ہم نے پہلے ہی تفصیل سے بیان کر دیا ہے کہ ان اسکولوں کی حالت کیا ہے اور یہ بھی بتا دیا ہے کہ طالب علم محض گرجا گھر میں داخل ہونے اور اہل کلیسا کے ساتھ عبادت کرنے کے سبب کافر ہو جاتا ہے پھر وہ کفر میں درجہ بدرجہ ترقی کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کا دل پورے طور پر بے نور ہو جاتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

تیرہویں فصل

بچوں کے فساد عقیدہ کے ذمہ دار والدین ہیں

جو لوگ ان اسکولوں میں اپنے بچوں کو داخل کراتے ہیں، ان میں کچھ لوگوں کا یہ خیال ہوتا ہے کہ ان کے بچوں کے عقیدے خراب نہ ہوں گے، اور وہ ہمیشہ اپنے دین کے پابند رہیں گے؛ کیوں کہ وہ اہل خاندان کے اور ذہین و فطین ہیں۔ وہ دین کے بارے میں کسی فریب کا شکار نہیں ہوں گے۔

مشرنی اسکولوں میں مسلم طلبہ کا انجام

ایسا خیال رکھنے والوں سے میں کہتا ہوں کہ تمہارا یہ کہنا دو جہوں سے ناقابل قبول ہے:

(۱) پہلی وجہ یہ ہے کہ ایسا گمان رکھنے کے سبب اس کے بیٹے کے دین اور خود اس کے دین میں گڑبڑ پیدا ہوگئی؛ کیوں کہ جب اس نے اپنے بیٹے کو ان میں سے کسی اسکول میں اس شرط کے ساتھ داخل کرایا کہ وہ نصرانی بچوں کے ساتھ گرجا گھر جائے گا، اور بالکل انھیں کی طرح ان کے ساتھ عبادت کرے گا تو نہ صرف اس پر حکم کفر عائد ہوگا بلکہ اس کا داخلہ کرانے والے پر بھی یہی حکم لگے گا؛ کیوں کہ وہ اس کفر پر راضی ہے اور کفر پر راضی ہونے والا بھی کافر ہو جاتا ہے۔ (۲)

دوسری وجہ یہ ہے کہ اس کے بیٹے کا ذہین ہونا اس کے عقیدے میں شک پیدا ہونے سے مانع نہیں ہو سکتا؛ کیوں کہ یہ شکوک و شبہات اگر محسوس اور ظاہر ہوتے تو ممکن ہوتا کہ بچہ اپنی ذکاوت و ذہانت کی بدولت ان سے بچ جائے اور اپنے دل میں ان کے داخل ہونے سے محفوظ رہے۔ لیکن یہ غیر محسوس اور ایسے شیطانی دسو سے اور خیالات ہیں جو دل میں اس وقت آجاتے ہیں جب ان کے سبب مہیا ہو جائیں۔ خواہ بچہ چاہے یا نہ چاہے، خواہ وہ ذہین ہو یا نہ ہو۔ اور جو شخص اس بچے کے ان اسکولوں میں موجود ہونے کے باوجود اس کے محفوظ رہنے کا دعویٰ کرے وہ ایسا ہے جیسے وہ شخص جو اپنے بچے کو بھوکے، خونخوار درندوں کے آگے ڈال دے اور یہ گمان کرے کہ وہ ان سے بچ جائے گا۔

چودہویں فصل

مشرنی اسکولوں کے فائدے کم اور نقصانات زیادہ ہیں

اے مسلمان! وہ کون سے فائدے ہیں جنہیں تمہارے بیٹے نے ان نصرانی اسکولوں میں رہ کر حاصل کیے حالاں کہ اس نے ان کے بدلے اپنا دین اور شرافت دونوں برباد کر ڈالے، اپنے مذہب اور اپنی حکومت کے تعلق سے اپنی غیرت و حمیت کو ختم کر ڈالا اور دل سے اپنے مسلمان بھائیوں اور توحید پر یقین رکھنے والے اپنے دوستوں کا ہی دشمن نہ ہوا بلکہ اپنے آباؤ اجداد کا بھی دشمن ہو گیا جو کامیابی و کامرانی اور دین مبین کے شرف و عزت سے سرفراز ہو کر اس دنیا سے رخصت ہوئے۔

اس کے برعکس وہ اپنے دین و مذہب اور اپنی قومیت و حکومت کے دشمنوں کا دوست بن گیا۔ ان سے محبت و یاری کا دم بھرتا، ان کے فضل و کمال کا چرچا کرتا، ان کے عیوب پر پردہ ڈالتا،

ان کی برائیوں کو اچھا بنا کر پیش کرتا اور اپنے مذہب اور حکومت کے مفادات پر، ان کے مفادات کو مقدم رکھتا ہے۔

اس لیے ان سب کے بدلے میں تمہارے بیٹے کا صرف یہ فائدہ ہوا کہ اس نے ایک مغربی زبان اور عصری علوم کے کچھ مبادیات سیکھ لیے مگر وہ ان سے جہالت کی تاریکی تباہ نہیں نکلا حالانکہ وہ ایمان کی پختگی اور سلامتی کے ساتھ اسلامی تعلیم گاہوں میں اس قدر بلکہ اس سے بھی زیادہ حاصل کر سکتا تھا۔

اے نادان باپ! اپنے بیٹے کے دین و شرف کو ضائع کرنے اور ان کے بدلے میں اس کے لیے مذکورہ چیزوں کو طلب کرنے میں تمہاری مثال اس شخص کی طرح ہے جو بڑے اور نفیس و قیمتی پتھر کو ضائع کر دے اور اس کے عوض تھوڑے پیسے لے لے۔ کیا وہ تمہاری رائے میں عقل مند ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں، بلکہ وہ پاگل ہے جو پاگل پن جیسی عظیم ترین مصیبت اور جذای ہے جو کوڑھ جیسی بدترین بیماری میں مبتلا ہو گیا ہے۔ اس نے زمین و آسمان سے بھی بڑی نعمت کھودی، اور جو چیز حاصل ہوئی وہ ذرہ ناجیز سے بھی حقیر تر ہے۔ اور یہ کسی بھی عقل مند مسلمان پر پوشیدہ نہیں ہے، اگرچہ ان جاہل، فاسقوں اور گمراہوں پر پوشیدہ ہو جنہوں نے اپنی اولاد اور اپنے جگر پاروں کو ان اسکولوں میں داخل کر کے ان پر جو ظلم کیا ہے وہ ایک دشمن اپنے حریف دشمن کے ساتھ نہیں کرتا۔

پندرہویں فصل

مشنری اسکولوں کے فارغین کا حال

مسلمانو! تم نے اس شخص کے اندر کون سی بھلائی دیکھ لی جس نے مغربی زبانیں اور اہل مغرب کے دنیاوی علوم حاصل کیے، یہاں تک کہ تم نے اپنے اور اپنی اولاد کے دین کے لیے اتنا بڑا خطرہ مول لے لیا، اور خود اپنی ذات اور اپنے فرزند کو ان ہلاکت خیز جگہوں میں لا ڈالا۔

اگر مغربی زبانوں کو جان لینا ہی رزق کی وسعت، جاہ و مرتبہ کی بلندی اور دنیاوی عز و شرف کا ضامن ہے تو ایسا کیوں ہے کہ وہ مسائدہ جن سے تمہاری اولاد اسکول میں تعلیم حاصل کر رہی ہے، ہم ان لوگوں میں دیکھ رہے ہیں جو معاشی اعتبار سے سب سے زیادہ کنگال، فرومایہ، محروم اور پریشان ہیں۔ انہیں کچھ بھی دنیاوی عز و شرف اور رفعت و عظمت حاصل نہیں، حالانکہ

مشنری اسکولوں میں مسلم طلبہ کا انجام

وہ ان زبانوں کے ماہر ہیں اور تمہارا لڑکا تو ان سے کچھ ہی علم حاصل کرتا ہے، تو وہ اس قلیل علم کو حاصل کر کے اپنی دنیا میں کیسے کامیاب ہو جائے گا جب کہ وہ وافر علم رکھنے کے باوجود کامیاب نہ ہوئے جس کو حاصل کرنے میں انھوں نے اپنی زندگی کے لمبے مہ و سال گنوا دیے۔ ہاں! انھیں زیادہ سے زیادہ یہ فائدہ حاصل ہوا کہ وہ ان اسکولوں کے اساتذہ بن گئے جہاں دن بھر وہ اتنی معمولی معاش کے حصول میں مشغول رہتے ہیں جو بقدر ضرورت ہی ان کے اور ان کے اہل و عیال کے لیے غایت کرتی ہے۔ اور جیسا کہ مشاہدہ ہے کہ ان سے بہتر، وسیع تر، اہل تر اور مفید تر معیشت والا، وہ عام لوگ ہیں جو خرید و فروخت جیسے کاروبار میں لگے ہوئے ہیں اگرچہ ان کی تعداد بہت کم ہے۔ ان زبانوں کے جاننے والوں میں ایسے لوگوں کی بھی ایک جماعت موجود ہے جو بدترین تنگ دستی اور محتاجی میں گرفتار ہیں۔ سب سے زیادہ فقر و محتاجی کا شکار ہوتے ہوئے بھی انھیں معلم بننا میسر نہیں ہو رہا ہے۔ اس لیے اگر ان زبانوں کو جان لینا ہی وسعت رزق اور کثرت مال کا ضامن ہوتا تو یہ لوگ سب سے زیادہ رزق کی تنگی اور بد حالی میں مبتلا نہ ہوتے۔

نیز تم مال دار مسلمانوں کا جائزہ لو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ وہ خرید و فروخت اور لین دین کرنے والے تجارت پیشہ لوگ ہیں۔ اور ان میں اکثر بلکہ سب ان زبانوں سے واقف نہیں اس کے باوجود وہ بڑی خوش حالی، رفعت مقام و علو مرتبہ اور فراخی رزق سے ہم کنار ہونے کے ساتھ اپنے دین و دنیا کو بھی محفوظ کیے ہوئے ہیں۔ تو اب روزی اور قدر و منزلت کا حصول ان زبانوں سے واقف ہونے پر موقوف نہیں رہا؛ اس لیے کہ ظاہر ہو چکا کہ یہ زبانیں دنیا میں فراخی رزق، سماجی علو مرتبہ کی ضامن نہیں ہیں بلکہ زیادہ تر مذکورہ بالا طبقہ کے بالکل برعکس ان لوگوں کی معاشی و سماجی صورت حال ہے جنہوں نے ان زبانوں میں مہارت پیدا کی، ان کے سیکھنے میں اپنی زندگی کے اکثر اوقات صرف کیے اور ان میں مسلسل اضافہ و ترقی کے لیے کوشاں رہے؛ کیوں کہ یہ طویل اوقات جو انہوں نے اس راہ میں صرف کیے اگر انھوں نے ان کو تجارت اور کسب کے دوسرے اسباب میں صرف کیا ہوتا تو انھیں اتنا مال حاصل ہو جاتا جس سے انھیں قلیل معاش کے لیے نہ کسی اسکول کا معلم بننے کی ضرورت ہوتی نہ کسی تاجر کا کلرک۔ تو انھیں جان لو اور اپنے بچے کو گمراہی میں ڈالنے سے بچو! اللہ تمہیں ہدایت دے۔

سولہویں فصل

رازق اللہ تعالیٰ ہے نہ کہ ان اسکولوں کی تعلیم

مسلمانو! اگر تم حقیقت میں مسلمان ہو تو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تصدیق تم پر لازم ہے:

قُلِ اللَّهُمَّ مَلِكُ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعْزِزُ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ تُولِجُ النَّهَارَ وَتُؤْخِذُ النَّهَارَ وَتُؤْخِذُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَتُخْرِجُ النَّهَارَ مِنَ اللَّيْلِ وَتُخْرِجُ النَّهَارَ مِنَ اللَّيْلِ ۝ تُولِجُ النَّهَارَ وَتُؤْخِذُ النَّهَارَ ۝ (۱)

”فرمادیجیے، اے اللہ ملک کے مالک! تو جسے چاہے سلطنت دے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے اور جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے۔ ساری بھلائی اے ہی دست قدرت میں ہے، بیشک تو سب کچھ کر سکتا ہے۔ تورات کا حصہ دن میں اور دن کا حصہ رات میں داخل کرتا ہے۔ اور مردہ سے زندہ کو اور زندہ سے مردہ کو نکالتا ہے اور جسے چاہے اندازہ روزی دیتا ہے۔“

اور رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کی بھی تصدیق ضروری ہے: ”بیشک جبرئیل علیہ السلام نے میرے دل میں یہ بات ڈال دی کہ کسی بھی جان کو اس وقت تک موت نہ آئے گی جب تک کہ اپنا پورا رزق نہ حاصل کر لے اور اپنی پوری عمر نہ گزار لے، تو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور بہتر طریقے سے رزق تلاش کرو۔“

اس لیے اگر اس پر تمہارا ایمان ہو گا تو دنیا و آخرت میں تمہیں راحت ملے گی: ”یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُودُوا عَلَيْهِمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ“ (۲)۔

مذکورہ آیت قرآنی نے صاف صاف بیان کر دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے، لہذا رزق کا ملنا ان زبانوں کے سیکھنے پر موقوف نہیں ہے۔

اور مذکورہ حدیث پاک میں صراحتاً یہ بیان کر دیا گیا کہ ہر جان کو ضرور اس کا وہ رزق عطا ہو گا جو اس کی تقدیر میں لکھ دی گئی ہے۔ یوں ان کاہلوں کے لیے اس میں کوئی عذر نہیں ہے۔

(۱) آل عمران، آیت: ۲۶، ۲۷

مشنری اسکولوں میں مسلم طلبہ کا انجام

جو پورے طور پر طلب معاش کی کوشش چھوڑ کر سب سے زیادہ محتاجی کی زندگی گزارتے ہیں یا دوسروں کے دست نگرین کر رہتے ہیں حالاں کہ وہ خود کمانے کی قدرت رکھتے ہیں؛ اس لیے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: بہتر طریقے سے رزق تلاش کرو، یہ نہیں فرمایا کہ رزق ہی تلاش نہ کرو۔ اور بہتر طور پر رزق تلاش کرنے کا معنی ہے ”میانہ روی کے ساتھ رزق ڈھونڈو“۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: **فَامْشُوا فِي مَنَاكِبِهَا وَكُلُوا مِن رِّزْقِهَا** (۱)

تو اس کے راستے میں چلو اور اللہ تعالیٰ کی بھڑی میں سے کھاؤ۔

اور فرمایا: **فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِن فَضْلِ اللَّهِ** (۲)

”پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل اور رزق تلاش کرو۔“

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے رزق تلاش کرنے کا حکم دیا۔ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان و دیکھو: ”اگر تمہیں اللہ تعالیٰ پر سچا بھروسہ ہوگا تو وہ ضرور تمہیں روزی دے گا جس طرح وہ پرندوں کو روزی دیتا ہے کہ وہ صبح کو خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کو شکم سیر ہو کر واپس دتے ہیں۔“

اس حدیث میں سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ پر توکل کے ساتھ حصول رزق کی کوشش کرنے کی نصیحت فرمائی؛ کیوں کہ ارشاد فرمایا: ”پرندے صبح کو خالی پیٹ طلب رزق میں نکلتے ہیں اور شام کو شکم سیر واپس ہوتے ہیں“ یہ نہیں فرمایا کہ وہ اپنے آشیانوں ہی میں رہتے ہیں اور بغیر کوشش کے رزق ان کے پاس پہنچ جاتا ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ رزق طلب کرنا اور اس کے لیے کوشش کرنا دونوں ہی چیزیں شرعاً مطلوب ہیں، لیکن میانہ روی کے ساتھ اور اپنے دین کو نقصان پہنچائے بغیر۔ (اللہ تعالیٰ بغیر دین کے دنیا میں برکت نہ دے) کیوں کہ مومن کا اصل سرمایہ اس کا دین ہی ہے۔ لہذا اس کی حد درجہ حفاظت کرنا ضروری ہے اور جب بھی یہ دیکھے کہ کوئی دنیاوی سبب اس کے دین میں خلل انداز ہو رہا ہے تو اس سے دور رہے اور ان اسباب کو اختیار کرے جو دین میں فساد کا سبب نہ ہوں۔ اور اس کو مقررہ رزق خواہ زیادہ ہو یا کم ضرور اس تک پہنچے گا۔

(۱) اَمْلَكَ، آیت: ۱۵

(۲) خُصِعَهُ، آیت: ۱۰

مشنری اسکولوں میں مسلم طلبہ کا انجام

یہ تفصیل ان اسباب کے بارے میں تھی جو دین میں صرف خلل انداز ہوتے ہیں مگر دین کو بالکل اس کی بنیاد ہی سے نہیں ڈھاتے ہیں جیسے وہ چیزیں جو شرعاً ممنوع اور حرام ہیں مثلاً سود؛ اس لیے کہ بہت سے تاجر سود لینے پر ملنے والے نفع کے خیال میں اس کا اقدام کرتے ہیں، حالانکہ یہ ان کے دین میں غایت درجہ فساد پیدا کرتا ہے یہاں تک کہ جو شخص ہمیشہ سودی کاروبار کرے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ نہ کرے اس کے برے خاتمے اور کفر پر مرنے کا اندیشہ ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

امام ابن حجر عسقلانی نے اپنی کتاب ”تحفہ شرح منہاج“ میں بیان کیا ہے کہ علمائے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سود کے سوا کسی گناہ کو اس طور پر نہیں ذکر فرمایا کہ وہ صاحب قرآن سے جنگ ہے۔ تاہم سود خدا سے جنگ ہونے اور سب سے بڑے گناہوں میں شامل ہونے کے باوجود ایسی مسلمان اولاد کو عیسائی اسکولوں میں داخل کرنے کے مقابلے میں دین کے لیے کم سے کم خطرناک ہے؛ کیوں کہ یہ اسکول تو بچوں کے خرمن ایمان کو جلا کر خاکستر کر دینے والی سب سے بڑی بجلی اور عظیم تر مصیبت ہیں۔ اے اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

سترہویں فصل

ایمان کے مقابلے ساری دنیا کی دولت پیچ ہے

اے جاہل اور عقل سے محروم مسلمان! جس نے اپنے بچے کے دین کو خطرہ میں ڈال کر اسے ان اسکولوں میں داخل کرادیا اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں، اگر مجھے اس شرط پر پوری دنیا دے دی جائے کہ میں اپنے لیے، یا اپنے بچے کے لیے کفر اختیار کر لوں تو میں اور میری ہی طرح تمام مسلمان ایسا ہرگز نہیں کر سکتے۔ اور جو ایسا نہ کرے وہ مسلمان ہی نہیں ہے۔

تو نے اپنے لیے اور اپنے بچے کے لیے مفت کا کفر محض اس وہم و خیال سے اختیار کر لیا کہ نصرانی اسکولوں میں فرنگی زبانوں اور دنیاوی علوم کے حاصل کرنے کے سبب تیرے بیٹے کو کچھ مال و عزت حاصل ہو جائے گی۔ حالانکہ اگر تو بنظر تحقیق دیکھے تو تجھے سو میں سے پانچ طلبہ بھی ایسے نہ ملیں گے جنہیں ان اسکولوں میں پڑھنے کی بنیاد پر جاہ و عزت اور مال و دولت حاصل ہوئی ہو۔ تجھ کو ان سے کہیں زیادہ تعداد ان لوگوں کی ملے گی جنہیں ان فرنگی زبانوں اور دنیاوی علوم کے بغیر بہت زیادہ مال اور جاہ و عظمت حاصل ہوئی۔ ان سب کے باوجود تو اپنی آنکھ کے مشاہدے اور اپنے صحیح علم

مشری اسکولوں میں مسلم طلبہ کا انجام

کو جھٹلاتا ہے اور شیطان، اس کے دوستوں اور اپنے دونوں پہلوؤں کے درمیان موجودان سے بھی بدتر نفس کی ان ادھام میں تصدیق کرتا ہے جن کی وجہ سے تو نے اپنے اور اپنی اولاد کے دلوں سے اس دین اسلام کو ضائع کر دیا جس کے برابر نہ دنیا ہے نہ اس کے حکام۔ اے جاہل! اگر یہ بات تیرے اندر اثر انداز نہ ہو تو ہم پر کوئی ملامت نہیں اگر ہم کہیں کہ تو عقل و خرد کی دولت سے محروم ہو چکا ہے۔ اور سلامتی اس پر ہو جو ہدایت کی پیروی کرے نہ کہ تجھ پر۔

اٹھارہویں فصل

مشری اسکول ایک مصیبت ہیں

اے مسلمان! یقیناً تیرا اپنی اولاد کو ان اسکولوں میں داخل کرنا اتنا بڑا مسئلہ اور اتنی عظیم مصیبت ہے کہ اسے الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔

ایک بڑی مصیبت یہ ہے کہ سابق میں مذکور طریقے پر ان اسکولوں میں تیرا اپنے بچے کو ڈالنا نہ صرف اس کے کفر کا سبب ہو گا بلکہ اس کے بعد آنے والی اس کی ذریتوں کے کفر کا بھی سبب ہو گا۔ اور ممکن ہے کہ اس سے کئی ہزار ذریتیں عالم وجود میں آئیں تو تو ہی ان کی گمراہی کا سبب ہو گا اور تجھ پر تیرے گناہ کے علاوہ مزید ان سب کے گناہوں کے برابر گناہ آئے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جس نے کوئی برا طریقہ ایجاد کیا اس پر اس کا گناہ اور ان تمام لوگوں کا گناہ ہو گا جو اس پر قیامت تک عمل پیرا ہوں گے۔“

اور بھلائی کا سبب بننے خود بھلائی کرنے والے کی طرح ہے، اور برائی کا سبب بننے والا برائی کرنے والے کے مانند ہے۔ اس لیے تو کیسے اپنے لیے کفر کو اور اس بات کو پسند کرتا ہے کہ تو ایسے کثیر لوگوں کا دادا بنے۔ جن میں سب کے سب کافر اور گمراہ ہوں۔ لیکن تیرا ان کے لیے اس کو پسند کرنا کوئی حیرت انگیز بات نہیں تب تو نے اپنے نفس کے لیے بھی اسے پسند کیا اور اسے بدترین راہوں پر ڈال دیا اور اسے سب سے بری بات کی جگہوں میں دھکیل دیا۔ ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم۔

انیسویں فصل

اسکولوں کی تعلیم میں فرائض و واجبات چھوٹ جاتے ہیں

اگر تم یہ کہو کہ عیسائیوں کے کچھ اسکولوں میں یہ شرط نہیں ہوتی کہ مسلمان کے بچے عیسائی

مشنری اسکولوں میں مسلم طلبہ کا انجام

مذہب کی تعلیم حاصل کریں گے اور عیسائی بچوں کے ساتھ گرجا گھر جائیں گے، بلکہ انھیں ان اسکولوں میں صرف دنیاوی علوم اور زبانوں کی تعلیم دی جاتی ہے اس لیے ان کے بارے میں کیا حکم ہوگا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ان اسکولوں میں مسلمان بچوں کا داخلہ اور تربیت بھی جائز نہیں؛ کیوں کہ وہ نماز اور اسلامی آداب چھوڑ بیٹھتے ہیں اور اپنے دین کے ان عقائد و احکام کی تعلیم سے محروم رہ جاتے ہیں جن کی انھیں اول عمر میں بے حد ضرورت ہوتی ہے، بلکہ گھر پر ان میں سے جو کچھ سیکھا تھا اسے بھی گنوا دیتے ہیں، اور جب ان اسکولوں میں ان کو تربیت دی جاتی ہے تو وہ عیسائی آداب سیکھتے ہیں مثلاً استنجانہ کرنا، نباستوں سے آلودہ رہنا اور کئی سال اس حال میں گزر جاتے ہیں کہ وہ کلمہ توحید بھی نہیں سن پاتے ہیں اور نصرانی بچوں اور اساتذہ کے ساتھ ان کی گفتگو کے دوران بہت سے ایسے جملے در آتے ہیں جو ان کے عقائد میں خلل انداز ہوتے ہیں اور انہیں اس کا احساس بھی نہیں ہو پاتا؛ اس لیے کہ وہ ابھی بچے ہیں انہیں اس کا علم نہیں کہ کیا چیز ان کے دین میں بگاڑ پیدا کرتی ہے۔ اور کیا چیز ایسی نہیں۔ اور یہ ضرور رساں باتیں ان کے دل میں راسخ ہو جاتی ہیں، اور یہ اور ان جیسی دوسری باتیں روز بروز، ماہ بہ ماہ اور سال بہ سال بار بار ان کے کانوں سے ٹکراتی رہتی ہیں، یہاں تک کہ جب وہ اسکول سے نکلتے ہیں تو ان کے دلوں میں دین کے خلاف اعتراضات اور عقائد میں بگاڑ پیدا کرنے والی بہت سی باتیں راسخ ہو چکی ہوتی ہیں جنہیں وہ ظاہری طور پر مسلمانوں سے چھپاتے ہیں اور اندر ہی اندر ان پر مصر ہوتے ہیں۔ اور انھیں یقیناً معلوم ہو چکا ہے کہ کسی ایک بھی اسلامی عقیدے کے صحیح ہونے میں شک کرنا، کفر اور خلودنی النار کا سبب ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

ان اسکولوں کے بچوں میں یہ صورت حال اکثر و بیشتر پائی جاتی ہے، در نہ اللہ تعالیٰ جسے محفوظ رکھنا چاہے وہ محفوظ رہتا ہے، لیکن خطرہ مول لینے والا پسندیدہ نہیں ہے اگرچہ وہ بچ جائے۔

بیسویں فصل

مسلمان لڑکیاں بے پردگی اور بد عقیدگی کا شکار ہو جاتی ہیں

ان میں بعض اسکول لڑکیوں کے لیے مخصوص ہیں جنہیں مغرب کے عیسائیوں خاص طور سے پروٹسٹنٹوں نے اسلامی ملکوں میں کھول رکھا ہے اور ہر طرح کے حیلے بہانے اور ذرائع سے مسلمان بچیوں کو ان میں کھینچ لاتے ہیں، اور ان کے ساتھ بالخصوص غریب بچیوں کے ساتھ مختلف قسم کے احسانات کرتے ہیں، چنانچہ انھیں کپڑے فراہم کرتے ہیں، ان کے لیے پیسے اور

مشری اسکولوں میں مسلم طلبہ کا انجام

آٹا و غیرہ مہیا کرتے ہیں، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے اسکول لڑکوں سے بھر گئے ہیں، وہ لوگ ان میں بچیوں کو عیسائی مذہب کے احکام سکھاتے ہیں اس لیے اسکولوں کی مدت ختم ہونے کے بعد لڑکیاں وہاں سے عیسائی یا زندقہ بن کر نکلتی ہیں کہ ان کا نہ کوئی دین ہوتا ہے نہ ان کے دل میں کوئی اسلامی عقیدہ باقی رہتا ہے، کیوں کہ اسکول میں داخلے کے وقت وہ اتنی کم سن تھیں کہ دین کے احکام سے انھیں کوئی واقفیت نہ تھی۔ پھر اسکول سے نکلنے کے بعد اسی حالت پر وہ زندگی گزارتی ہیں، اسی نہج پر اپنے بچوں کی تربیت کرتی ہیں اور ان کا حال یہ ہوتا ہے کہ وہ بظاہر مسلمان ہیں مگر درحقیقت وہ بے دین ہیں۔ ولا حول ولا قوة الا باللہ۔

ایک سو بیس فصل

شیطان ایسی تعلیمات کو خوب صورت بنا کر پیش کرتا ہے

اے انسان! تجھے اپنے دل اور اس میں چھپے عقائد کا تو بہر حال علم ہے اس لیے اگر تجھے معلوم ہے کہ تو مسلمان نہیں اور تو اسلامی عقائد کو نہیں مانتا ہے، تو میرا روئے سخن تیری طرف نہیں ہے؛ کیوں کہ تو زندقہ اور منافق ہے، اور تو نے اپنے بچے کے لیے وہی بے دینی اور نفاق پسند کیا جو اپنے لیے پسند کیا۔ لہذا جب تیرے بچے نے گمراہی میں تیری پیروی کی تو تم دونوں جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں رہو گے۔ اور وہ کیا ہی برا ٹھکانہ ہے۔ اور اگر تو حقیقت میں مسلمان ہے، اور اسلامی عقائد پر تیرا اعتقاد ہے۔ اور تیرے بارے میں ہمارا یہی گمان بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ تجھے اور ہمیں ہدایت دے۔ تو پھر کیا بات ہے کہ تو نہ صرف اپنے بیٹے کے دین بلکہ خود اپنے دین کے بارے میں ایسی زبردست تفریط اور کوتاہی سے کام لے رہا ہے۔ اور نتائج کے اعتبار سے اس بری چراگاہ کو مفید تصور کر رہا ہے۔ تو اگر شیطان اور اس کے اعموان و انصار نے تیرے سامنے اس برے کام کو بوجھ بنا کر پیش کیا ہے تو میں اور میرے جیسے دوسرے لوگ تیرے سامنے اس کی قباحت اور وہاں کو پوری وضاحت کے ساتھ بیان کر رہے ہیں۔ پھر کیوں ان شیطانوں کی بات مانتا ہے اور ہماری نہیں مانتا، حالانکہ ہم تجھے جنت کی طرف بلارہے ہیں اور وہ تجھے جہنم کی جانب بلارہے ہیں، ہم تیری کامیابی اور نجات کا سبب بن رہے ہیں جب کہ وہ تیرے لیے ہلاکت اور تباہی کا سامان کر رہے ہیں، اور تجھے یقین سے معلوم ہے کہ مجھے ان چیزوں کے بارے میں تجھ سے زیادہ علم ہے جو

مشنری اسکولوں میں مسلم طلبہ کا انجام

دین میں صلاح اور فساد پیدا کرتی ہیں، اور جو بندے کو اللہ سے قریب یاد رکھتی ہیں۔ لہذا اپنے اور اپنی اولاد کے بارے میں اللہ سے ڈر۔ ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم۔

بایکسویں فصل

مشنری اسکول عیسائیت کی تبلیغ کے لیے ہیں

کبھی شیطان اور ان اسکولوں میں پڑھانے والے اس کے مددگار، اور بعض عیسائی طالبہ، مسلمان طالب علم کے دل میں یہ بات ڈالتے ہیں کہ عیسائی مذہب ہی صحیح مذہب ہے، اور اس پر دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ پوری دنیا میں نصرانیوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے، ان کے طاقت ور ممالک ہیں، وہ دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں، عصری علوم سے آراستہ ہیں، مغربی صنعتوں اور حیرت انگیز ایجادات میں وہ پیش پیش ہیں اور روئے زمین کے بہت سے ممالک پر ان کا قبضہ ہے۔ اس طرح مسلمان طالب علم کو مغالطہ دیتے ہیں اور کہتے ہیں، کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ یہ سارے لوگ باطل دین پر ہوں؟

تم پر غفی نہیں ہے کہ یہ کمزور مغالطے عقل و خرد میں کمال کے حامل لوگ تو درکنار چھٹی اور کمزور عقل والوں پر بھی نہیں چل سکتے۔ کیوں کہ آخرت اور دنیا دو الگ الگ چیزیں ہیں، ہر ایک کی صفات جدا گانہ ہیں اور دین و دنیا کے امور ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

تمام ادیان و مذاہب کے ماننے والوں کا اس پر اتفاق ہے کہ کفار ہر زمانے میں اہل ایمان سے کئی گنا زیادہ رہے ہیں، اس لیے کہ ہر مذہب کے پیرو نگہ کا یہ عقیدہ ہے کہ وہی مومن اور نجات پانے والا ہے۔ اس کے علاوہ دیگر ادیان و مذاہب کے ماننے والے کافر اور ہلاک ہونے والے ہیں۔ تو اگر یہ مغالطہ صحیح ہو تو یہ تمام ادیان کو باطل کر دے گا۔ اس لیے واضح ہو گیا کہ محض کثرت اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ جو زیادہ طاقت ور اور عصری علوم سے آگاہ ہیں، انھی لوگوں کا دین صحیح ہے؛ کیوں کہ ہر ایک مذہب والے کو تسلیم ہے کہ اس کے اعتقاد کو نہ ماننے والے اہل مذہب میں ایسے لوگ موجود ہیں جو اس نے بہت سے ہم مذہب لوگوں سے زیادہ طاقت ور و نبوی علوم میں ان سے زیادہ آگاہی رکھتے ہیں۔ لہذا محض قوت، مال داری، دنیاوی علوم اور صنعتیں اس بات کی دلیل نہیں ہیں کہ مذکورہ خصوصیات کے حاملین کا دین ہی حق ہے؛ کیوں کہ دین کی صحت کا دار و مدار دوسرے دلائل پر ہے اور اپنے نواپنے مخالفین کے

مشرقی اسکولوں میں مسلم طلبہ کا انجام

نزدیک۔۔۔ بھی یہ بات اکتب کی طرح روشن ہو چکی ہے کہ ہمارے آقا ﷺ کے دین، دین اسلام کے دلائل و براہین ہر زمان و مکان میں تمام ادیان کے دلائل سے زیادہ ظاہر و واضح اور تمام مذاہب و ملل کے براہین سے زیادہ قوی اور مدلل ہیں۔ والحمد للہ علیٰ ذلک۔

تیسویں فصل

بچوں کا دل صیقل شدہ آئینے کی طرح ہوتا ہے

حدیث صحیح میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔

لیکن اس کے والدین اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنادیتے ہیں۔“

رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی صداقت نگاہوں کے سامنے ہے اور اس فرمان عالی

شان کی تصدیق کثیر تجربات سے بھی ہوتی ہے۔

حدیث کے معنی یہ ہیں کہ بچپن میں ہر بچے کا دل نہایت ہی صاف و شفاف اور فطرت پر

ہوتا ہے۔ فطرت سے مراد اللہ کی وہ فطرت ہے جس پر اس نے انسان کو پیدا فرمایا یعنی وہ اس اصل

پیدائش پر ہوتا ہے جس پر اللہ نے انسان کی تخلیق فرمائی مثلاً قبول دین کی صلاحیت۔ پھر والدین

اگر یہودی ہوں تو بچے کو یہودی بنادیتے ہیں اگر نصرانی ہوں تو نصرانی بنادیتے ہیں، اور اگر مجوسی ہوں

تو مجوسی بنادیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے خاص طور سے انھی کا ذکر اس لیے فرمایا کہ اس وقت

اہل ادیان میں انھی کی تعداد سب سے زیادہ تھی، ورنہ تمام والدین اپنے دین کے مطابق ہی اپنے

بچوں کی تربیت کرتے ہیں، خواہ ان کا تعلق ان ادیان والوں سے ہو یا ان کے علاوہ دیگر ادیان والوں

سے۔ اور اساتذہ والدین ہی کی طرح ہوتے ہیں، وہ بچے کے دین میں جیسے چاہیں تصرف کریں۔

لہذا بچہ ان کی نگرانی میں اسی دین کے مطابق پروان چڑھتا ہے جس کی روشنی میں انھوں نے اس کی

تربیت کی، خاص کر اس وقت جب تعلیم کی مدت دراز ہو، اس لیے بچے کا دل صیقل شدہ آئینہ کی

طرح ہوتا ہے جس میں اس کے سامنے آنے والی تمام چیزیں چھپ جاتی ہیں۔ اس لیے بچے کو جو

سب سے پہلی بات بتائی جائے اور بار بار اس کا اعادہ کیا جائے تو وہ اس کے دل میں ہمیشہ کے لیے

رہ جاتا ہے۔ بالخصوص جب وہ اسی حالت میں کئی سال گزار دے جیسا کہ ان اسکولوں میں

ہوتا ہے، لہذا بچہ اپنے نصرانی، زندقہ یا ملحد اساتذہ کے مذہب کے مطابق پروان چڑھے گا۔

مشنری اسکولوں میں مسلم طلبہ کا انجام

یہودی یا نصرانی یا مجوسی والدین پر کوئی تعجب نہیں ہے جو اپنے بیٹوں کو یہودی یا عیسائی یا مجوسی بناتے ہیں۔ بلکہ اے جاہل مسلمان! تعجب تو تیری حالت پر ہے کہ تو ان اسکولوں میں اپنے بچے کو رکھ کر اور اسے اس کے معائین کے حوالے کر کے اسے نصرانی یا زندق اور ملحد بنا رہا ہے، حالاں کہ خود تو نصرانی یا زندق اور ملحد نہیں ہے، کیا یہ بڑی تعجب خیز اور حیرت انگیز بات نہیں ہے؟ یہ سب تو اس وہم کی بنیاد پر کر رہا ہے کہ وہ دنیا میں کامیاب ہو جائے گا، تو اپنے اور اپنے لخت جگر کے بارے میں اللہ سے ڈر، ورنہ تیرا اور تیرے بچے کا انجام بہت برا ہوگا اور تو کفر و ضلالت کی تاریکی میں سرتاپا غرق ہو جائے گا۔

چوبیسویں فصل

طالب علم کے لیے ایسے اسکولوں کے ضرر سے بچنا مشکل ہوتا ہے

اے مسلمان! جان لے، ہو سکتا ہے کہ یہ علم تجھے نفع پہنچائے کہ تیرا فرزند جس وقت ان نصرانی اسکولوں میں داخل ہوا، اس کا دل صاف ستھرے جوہر کے مانند تھا، اسکول میں قیام کے دوران اسلامی عبادات چھوڑنے، ایمانی عقیدے کے بگڑنے اور عیسائی مذہب کی تعلیم حاصل کرنے کے سبب اس پر تہ بہ تہ تاریکی چھاتی رہتی ہے۔ اس کا نصرانی بچوں اور معلمین سے میل جول رہتا ہے، وہ ہر دن ان سے مسلمانوں کے دین کے خلاف نئی نئی باتیں سنتا رہتا ہے، اور رفتہ رفتہ اس کے دل میں یہ باتیں گھر کرتی رہتی ہیں یہاں تک کہ تہ بہ تہ تاریکی چھا جانے کی وجہ سے اس کی بصیرت ختم ہو جاتی ہے، اس کے دل میں دین اسلام کا کچھ بھی نور باقی نہیں رہتا۔ اکثر کی یہی حالت ہے اور جو بھی ان اسکولوں میں داخل ہوگا امید یہی ہے کہ اس کی بھی یہی حالت ہوگی۔

جو یہ گمان کرے کہ اس کا بیٹا ان خطرات سے محفوظ رہے گا وہ اس شخص کی طرح ہے۔ جو یہ کہے کہ وہ اپنے بیٹے کو آگ میں ڈال دے گا پھر بھی آگ اسے نہ جلائے گی۔ حالاں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ان بعض برگزیدہ بندوں کے لیے ہے جن پر اس کی خاص توجہ ہوتی ہے اور جن کے انتہی انجام کا فیصلہ پہلے ہی ہو چکا ہے۔

اگر ہم یہ مان لیں کہ تیرا بیٹا اس منحوس اور بری حالت کے ساتھ اسکول سے نکلنے کے بعد اسلام کے احکام سیکھ لے گا، طاعات پر عمل پیرا ہو جائے گا، نماز اور دیگر عبادات کی پابندی

مشنری اسکولوں میں مسلم طلبہ کا انجام

کرے گا اور عرصہ دراز تک مسلمان علما اور صلیحی کی ہم نشینی اختیار کرے گا تو اس کے لیے امید خیر کے ساتھ یہ امید ہوگی کہ اللہ تعالیٰ انوار اسلام سے اس کی بصیرت پر تہ بہ تہ چھائی ہوئی تاریکیوں کو دور فرمادے، اور اسے دین کے وہ انوار عطا فرمائے جن سے وہ محروم ہو چکا ہے۔ اور عبادات، طاعات، ذکر و اذکار اور نمازوں کی پابندی کے سبب رفتہ رفتہ وہ انوار بڑھتے جائیں یہاں تک کہ اسے حسن خاتمہ نصیب ہو۔

لیکن ان سب باتوں کا ہونا کبریت احمر سے بھی زیادہ کمیاب ہے؛ کیوں کہ چند کے سوا ہمیں کوئی ایسا نظر نہیں آیا جو ان تعلیم گاہوں کا فارغ التحصیل ہو اور فراغت کے بعد طاعات و عبادات میں دل چسپی دکھائے اور روزہ نماز کی پابندی کرے۔

پچیسویں فصل

عیسائی اپنے بچوں کو مدارس کیوں نہیں بھیجتے؟

بڑی حیرت کی بات ہے کہ عیسائیوں کے سارے گروہ مطلقاً اپنی اولاد کو مسلمانوں کی تعلیم گاہوں میں نہیں پڑھاتے ہیں خواہ وہ کتنے ہی کامیاب کیوں نہ ہوں، بلکہ ان میں ایک فرقے کا کوئی فرد دوسرے گروہ کے اسکولوں میں اپنے بچوں کو نہیں پڑھاتا ہے کہ کہیں ان کے عقائد بدل نہ جائیں؛ اس لیے کہ ان کا ہر فرقہ دوسرے کی تکفیر کرتا ہے۔

اسی طرح یہود نے بھی اپنی قلت تعداد اور ذلت و رسوائی کے باوجود اپنی اولاد کے لیے مخصوص اسکول کھول رکھے ہیں تاکہ انھیں یہ حاجت ہی نہ پیش آئے کہ تعلیم کے لیے اپنے بچوں کو مسلمانوں یا عیسائیوں کی تعلیم گاہوں میں داخل کرائیں۔ مذکورہ ہر ایک فرقہ یہ سب کچھ اس لیے کر رہا ہے کہ اسے اپنی اولاد کے دین کی حفاظت کی بہت زیادہ خواہش ہے۔ اس کے باوجود ہم بہت سے فاسق مسلمانوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ اپنی اولاد کے دین کی حفاظت نہیں چاہتے ہیں۔ اسی لیے تو وہ اپنے بچوں کو نہ صرف کسی عیسائی فرقہ کی تعلیم گاہ میں بلکہ یہودوں کی دانش گاہوں میں بھی داخل کرنے سے گریز نہیں کرتے۔ اور دین کو محض اس لیے شدید خطرے میں ڈالتے ہیں کہ وہ فرنگی زبان اور نیوی علوم سیکھ لیں، حالانکہ وہ انھیں مسلمانوں کی تعلیم گاہوں میں بھی سیکھ سکتے ہیں، بلکہ وہ اسکولوں میں داخلہ لیے بغیر اس طور پر بھی زیور علم سے آراستہ ہو سکتے ہیں کہ ان کے والد اپنی اولاد

مشنری اسکولوں میں مسلم طلبہ کا انجام

کے لیے کسی مخصوص معلم کا انتظام کرے جو اسے اس کی پسندیدہ زبان سکھائے۔

مسلمانو! دیکھو، یہ لوگ اپنے باطل مذہب کی حفاظت کے کس قدر حریص ہیں، جب کہ تمہیں اپنے دین کے تحفظ کی کچھ بھی خواہش نہیں ہے۔ تو اس کے لیے اپنے نفس شریر پر تکیہ کرو اگر تمہیں تعجب سودمند ہو۔

رہا تمہارا یہ کہنا کہ ہمیں اپنی اولاد پر یہ اندیشہ نہیں ہے کہ وہ ان کے مذہب کی پیروی کرے گی، کیوں کہ ان کا بطلان بالکل ظاہر ہے۔ تو رادر عزیز! یہ تیرے نفس کی گمراہیاں اور شیطان کے دوسے ہیں؛ اس لیے کہ جب تیری اولاد کا اسلامی عقیدہ بگڑ جائے گا تو اس کا ان کے مذہب میں داخل ہونا یا نہ ہونا برابر ہے۔ یہاں تک میں نے تیری نصیحت اور خیر خواہی کی کوشش کر دی اور مدد کی درخواست اللہ سے ہی ہے۔ واللہ المستعان

چھبیسویں فصل

سامان عبرت

مسلمانو! اب میں تمہارے سامنے ولی کبیر، قطب شہیر، سیدی عبدالعزیز دہلوی وہ عبارت پیش کرتا ہوں جس میں کافروں سے اختلاط رکھنے والے تو درکنار فاسقوں سے میل جول رکھنے والے پر اور اس اختلاط کے نتیجے میں پائے جانے والے دین کے عظیم خطروں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ان کے شاگرد ابن مبارک نے کتاب ”الابریز“ کے تیسرے باب میں ارشاد فرمایا:

”جب ہم نے حمام میں لوگوں کے برہنہ داخل ہونے کے بارے میں شیخ خطاب اور شیخ مواق رحمہما اللہ تعالیٰ کے کلام میں اختلاف دیکھا۔ چنانچہ شیخ خطاب نے فرمایا:

”اس میں اس طرح داخل ہونا حرام ہے“ اگر اسے ٹھنڈے پانی سے غسل کرنے میں اپنی ہلاکت کا اندیشہ ہو تو اس پر تیمم واجب ہوگا۔ اور شیخ مواق نے فرمایا:

”وہ ستر پوشی کے ساتھ داخل ہو اور اپنی نگاہیں نیچی رکھے تو اس پر کوئی حرج نہیں ہے۔“
تو سیدی عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا: شیخ خطاب کا فتویٰ صحیح ہے، اور جہاں تک شیخ مواق کے فتوے کی بات ہے تو اگر یہ مان لیا جائے کہ پردہ کرنے والا حد درجہ احتیاط برتے گا۔ اور دوسروں کی شرم گاہوں کی طرف بالکل نظر نہ ڈالے گا، پھر بھی اس میں ایک آفت یہ ہے کہ معاسی

مشنری اسکولوں میں مسلم طلبہ کا انجام

اور اللہ تعالیٰ کے اوامر کی مخالفت اس تاریکی کے ساتھ ہوتی ہے جس کے اور جہنم کی تاریکی کے درمیان ایسے رشتے اور رابطے ہیں جن کی وجہ سے وہ دوزخ کی شقاوت و بدبختی کا مستحق ہو جاتا ہے۔۔۔ اور اللہ کے فرشتوں سے زیادہ اس سے کون آگاہ ہوگا؟ مثال کے طور پر جب کوئی قوم حمام کی چھت کے نیچے جمع ہو کر اجتماعی طور پر معصیت کی مرتکب ہوتی ہے تو وہ تاریکی اس جگہ پھیل جاتی ہے، جس سے فرشتے وہاں سے چلے جاتے ہیں ان کے بعد شیطان اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ اڑھمکتا ہے اور اس جگہ کو آباد کر دیتا ہے۔ اس وقت ان نافرمانوں کے ایمانی انوار ان چراغوں کے مانند: وتے ہیں جن پر ہر جانب سے تیز آندھیوں کی یلغار ہو تو تم دیکھو گے کہ ان چراغوں کی روشنی کبھی ادھر کبھی ادھر جاتی ہے اور کبھی نیچے جاتی ہے۔ یہاں تک کہ تم کہنے لگتے ہو کہ ”چراغ“ گل ہو گیا اور بے نور ہو گیا۔ اسی لیے معاصی کو کفر کا پیغام بر کہا گیا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

تو جب حمام اور اس میں داخل ہونے والے کی یہ حالت ہے تو اگر ہم یہ مان بھی لیں کہ ایک ایسا شخص حمام کے لیے آئے جو بہت نیک، دین دار، صاحب فضل و کمال اور گناہوں سے بچنے والا ہو، اور اس میں داخل ہو کر پردے کا اہتمام کرے پھر بھی حمام کی تاریکی کے سبب اس کے نور ایمان میں اضطراب پیدا ہوگا؛ کیوں کہ وہ تاریکی ایمان کی ضد ہے، اور اس کے سبب اس کے (محافظ) فرشتے بھی مضطرب ہوں گے۔ اب شیاطین اس کو گمراہ کرنے کی طمع میں اس کے پاس پہنچ جائیں گے اور اس کے دل میں دوسروں کی شرم گاہوں کو دیکھنے کی شہوت پیدا کریں گے اور اسے گمراہ کر دیں گے۔ وہ برابر ان سے جنگ کرتا رہے گا یہاں تک کہ وہ اس پر غالب آجائیں گے اور یہ ان کے مقابلے میں مغلوب و عاجز ہو جائے گا۔ پھر وہ شہوت کو اچھی چیز سمجھنے لگے گا اور دوسروں کی شرم گاہوں کو دیکھ کر اسے لذت ملنے لگے گی۔ ہم اللہ سے سلامتی کا سوال کرتے ہیں۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: ”اگر ہم فرض کریں کہ ایک ایسی جماعت ہے جو شراب نوشی کرتی ہے، اس سے لطف اندوز ہوتی ہے، علانیہ گناہوں کا ارتکاب کرتی ہے، ان میں حد سے تجاوز کرتی ہے، نہ کسی کا پاس و لحاظ کرتی ہے نہ کسی سے ڈرتی ہے، پھر فرض کر لیں کہ ایک شخص اپنے ہاتھوں میں دلائل الخیرات لے کر ان کے پاس آیا کرے، اور ان کے درمیان بیٹھ کر اسے پڑھا کرے، ان کے ساتھ اس کی نشست اتنی طویل ہوتی ہو کہ اسے پڑھتے ہوئے پورا دن

گزر جائے۔ وہ ادھر اپنے گناہوں میں ڈوبے رہیں، تو کچھ ہی ایام گزریں گے کہ وہ مذکورہ بیماری کی وجہ سے انھیں جیسا ہو کر ان کے زمرے میں شامل ہو جائے گا۔ اسی لیے فاسقوں اور گناہ گاروں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے سے منع کیا گیا ہے، اس لیے کہ خونِ شہوت اور غفلت ہمارے اندر بھی ہیں اور ان کے اندر بھی۔ ہاں اللہ جس پر رحم فرمائے وہ محفوظ رہے گا اور ان کی تعداد بہت کم ہے۔ “واللہ اعلم اس میں سامانِ عبرت ہے اس کے لیے جو حق پر نظر رکھے۔

مسلمانو! اس سے عبرت حاصل کرو اور اپنی اولاد کے دین کو خطرے میں ڈال کر ان کا داخلہ عیسائی اسکولوں میں نہ کراؤ، اس لیے کہ عیسائی بچوں کے ساتھ رہنے کے سبب چند ایام کے گزرتے ہی وہ انھیں میں سے ہو جائیں گے، ان کا اسلامی عقیدہ بگڑ جائے گا اور وہ کھاری بری راے اور تدبیر کی وجہ سے کفر کی عظیم ترین مصیبت میں مبتلا ہو جائیں گے۔ اس لیے ان اسکولوں سے دور رہو۔ اللہ مجھے اور تمہیں ہدایت دے!

ستائیسویں فصل

کافروں کی تعداد نہ بڑھاؤ

اے مسلمان! اچھی طرح جان لے کہ عیسائی اسکولوں میں تیرے بیٹے کے داخل ہونے سے ان کی تعداد میں اضافہ ہوتا ہے اور اس کے عقیدے میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے اور یہ شرعاً ممنوع ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے ”کتاب التفسیر“ میں ایک حدیث کی تخریج فرمائی ہے، جس کے ادوی محمد بن عبد الرحمن ابوالاسود ہیں، انھوں نے ارشاد فرمایا: ”اہل مدینہ کا ایک لشکر تیار کیا گیا، یہ انام بھی اس میں لکھا گیا، پھر نیس ابن عباس کے آٹا ہکرہ غلام عکرمہ سے ملا اور میں نے ان کو بتایا تو انھوں نے مجھے بڑی سختی سے منع کیا پھر کہا: مجھے ابن عباس نے خبر دی کہ کچھ مسلمان مشرکین کے ہم راہ صرف اس لیے ہو گئے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ان کی تعداد بڑھائیں۔ کوئی تیر چلایا جاتا اور اگر ان میں سے کسی کو لگتا تو وہ اسے مار ڈالتا یا تلوار چلائی جاتی تو کوئی قتل ہو جاتا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی:

إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْهُمُ الْمُطَافِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ (النساء: ۹۷)

”وہ لوگ جن کی جان فرشتے اس حال میں نکالتے ہیں کہ وہ اپنے اوپر ظلم کرتے تھے۔“

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شرح فتح الباری میں فرمایا: حضرت عمرؓ کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی مذمت فرمائی جنہوں نے کافروں کی تعداد میں اضافہ کیا حالانکہ ان کے دلوں میں ان کی موافقت کا ارادہ نہ تھا۔

اٹھائیسویں فصل

مسلمان بچوں سے خطاب

اے مسلمان بچے! تیرے والد ان اسکولوں میں تیرا داخلہ کرا کے تیرے دین کی اساس کو مسمار کرنا چاہتے ہیں یا تو اس خیال میں کہ تیری دنیا آباد اور کار آمد ہو جائے گی یا اس لیے کہ خود ان کے عقیدے میں کجی ہے اور باطنی طور پر وہ مسلمان ہیں ہی نہیں اگرچہ بظاہر وہ مسلمان لگتے ہیں۔ اے بچے! اس سنگین مسئلے میں جس کا انجام کفر و ضلالت اور ہلاکت و تباہی کے سوا کچھ نہیں، تو ان کا کہنا مت مان؛ کیوں کہ تجھ پر والد کی اطاعت و فرماں برداری اسی وقت فرض ہے جب وہ مسلمان ہوں اور اس صورت میں یہ بات ہے نہیں۔ اے بچے! تجھے مشاہدے سے معلوم ہے کہ ان اسکولوں میں تیرا داخل ہونا تیرے دین کو حد درجہ نقصان پہنچائے گا اور اگر تو ان میں اقامت پذیر ہو گا تو خواہی نہ خواہی تو دین اسلام سے نکل جائے گا؛ اس لیے کہ کفر کا زہر اس طرح دھیرے دھیرے تیرے دل میں داخل ہو گا کہ تو مسلمانوں کے زمرے سے نکل کر کافروں کی جماعت میں داخل ہو جائے گا اور تجھے احساس تک نہ ہوگا اور اس وقت کفر سے تیری خلاصی محال یا مشکل ہوگی۔

لہذا اپنی قیمتی جان کو برباد کرنے اور دائمی سعادت سے نکال کر اسے ہمیشگی کی بدبختی میں منتقل کرنے سے بچ اور اس سنگین مسئلے میں اپنے والدین اور جو بھی تجھے ہلاک کرنا چاہے سب کی مخالفت کر۔ اگرچہ اس سب سے بڑی معصیت اور سب سے عظیم مصیبت میں اپنی بات ماننے پر مجبور کرنے کے لیے وہ تجھ پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑیں؛ کیوں کہ ان اسکولوں میں داخل ہونے سے تیرے دین کا اتنا بڑا نقصان ہوگا کہ اگر اس دینی ضرر سے بچنے کے لیے تیرے پر نیچے اڑا دیے جائیں تو یہ کوئی بڑی بات نہ ہوگی۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ تیرا جاہل و نادان یا زندق و منافق باپ جب ان اسکولوں

سے باز رہنے کے لیے تیری کوشش کو دیکھے گا تو تجھے ان اسلامی تعلیم گاہوں میں داخل کرائے گا جو ان خطروں سے خالی ہیں یوں تو خود کو جہنم سے نجات دلادے گا۔

انتیسویں فصل

مدارس میں ایک مسلمان بھائی سے ملاقات کا موقع ملتا ہے

مسلمانو! تم پر لازم ہے کہ دین اسلام کی روشنی میں اپنے بچوں کی پرورش کرو، انھیں مسلمان بچوں کے ساتھ اسلامی تعلیم گاہوں میں داخل کراؤ تاکہ وہ ان کے ساتھ دین و دنیا کے احکام سیکھیں، نمازوں کی پابندی کریں، بچپن ہی سے ان سے مانوس ہوں یوں ان کی محبت پر پروان چڑھیں۔ ان کی ہم نشینی اور انھیں دیکھنے سے ان کے ایمان میں کمال پیدا ہو اور آخری عمر تک اسی حالت پر برقرار رہیں۔

سیدنا غوث اعظم عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: ”مومنوں کے چہروں کی زیارت کرنے سے ایمان میں کمال پیدا ہوتا ہے۔“ اس کے برعکس جب تم انھیں عیسائی اسکولوں میں کھو گے تو ان کا ایمان کمزور ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

بَشِّرِ الْمُتَفَقِّينَ بِأَنَّهُمْ عَدَا أَبَا أَيْمَنًا ۖ إِنَّهُمْ يَتَّخِذُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ أَعِيتُونَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةُ فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا ۖ (۱)

”خوشخبری منافقوں کو کہ ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ وہ جو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں کیا ان کے پاس عزت ڈھونڈتے ہیں؟ عزت تو ساری اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔“

اور ارشاد فرمایا:

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۖ (۲)

(۲) المجادلہ، آیت: ۲۲

(۱) النساء، آیت: ۱۳۹، ۱۳۸

”تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے اللہ اور یوم آخرت پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں۔ یہ وہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی۔ اور انھیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں رواں ہیں ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔ یہ اللہ کی جماعت ہے۔ سنو! بے شک اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے۔“

نیز ارشاد فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءَكُمْ مِنَ الْحَقِّ (۱)

”اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ تم انھیں خبریں پہنچاتے ہو دوستی سے حالاں کہ وہ منکر ہیں اس حق کے جو تمھارے پاس آیا۔“

ایک اور مقام پر یوں ارشاد فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ (۲)

”اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہ انھیں میں سے ہے۔ بے شک اللہ بے انصافوں کو راہ نہیں دیتا۔“

ایک مقام پر یوں ارشاد بانی ہوا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَكُمْ هُزُوًا وَلَعِبًا مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكَفَّارَ أَوْلِيَاءَ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ (۳)

”اے ایمان والو! جنہوں نے تمھارے دین کو ہنسی کھیل بنالیا ہے یعنی وہ جو تم سے پہلے کتاب دیے گئے اور کافر، ان میں سے کسی کو اپنا دوست نہ بناؤ، اور اللہ سے ڈرتے رہو اگر ایمان رکھتے ہو۔“

(۳) المائدہ، آیت: ۵۷

(۲) المائدہ، آیت: ۵۱

(۱) الممتحنہ، آیت: ۱

مذکورہ بالا آیتوں کے علاوہ اس مضمون کی اور بھی قرآنی آیات ہیں۔ تو کیا یہ ممکن ہے کہ جبچہ ان اسکولوں میں عیسائی بچوں اور ان کے معتمنین کے ساتھ نشوونما پائے، ان کی سی عبادت کرے، ان کا مذہب سیکھے، کئی سالوں تک ان کے ساتھ شب و روز گزارے، کھائے پئے اور سوئے جائے، وہ ان قرآنی آیات پر عمل پیرا ہوگا جن پر اس کے ایمان کی صحت کا دار و مدار ہے؟ نہیں، ہرگز نہیں، یہ کیسے ہو سکتا ہے جب کہ اسکول کے اساتذہ اس کے ماں باپ کی طرح اور سنبہ بھائی کے مانند ہو گئے اور یہ کل کے کل اس کے خاندان کے درجے میں ہو گئے۔ نیز اس کے دین میں جو بگاڑ پیدا ہوا اور اپنے مذہب کے بارے میں اس نے کچھ نہیں جانا وہ الگ ہے۔

اور اگر بغیر فرض محال ہم یہ مان بھی لیں کہ چند سالوں کے بعد جب وہ اسکول سے نکلے گا، اس کا عقیدہ محفوظ ہوگا، تاہم وہ اپنے دین کے احکام سے تو نابالغ ہوگا، اسلام کی اسے اتنی بھی معرفت نہ ہوگی جتنی بہت کم عوام کو ہوتی ہے اور اس وقت وہ سیکھ بھی نہ سکے گا؛ کیوں کہ سیکھنے کا وقت باچکا ہوگا اور وہ کمانے اور دنیاوی تگ و دو میں مشغول ہو چکا ہوگا۔

وہ نماز، روزہ اور دیگر اسلامی عبادات کا تارک ہوگا؛ کیوں کہ بچپن سے وہ ان کا عادی نہ ہوا، بلکہ ان کے احکام سے بھی واقف نہ ہوا۔ لہذا عبادات اس پر گراں گزریں گی، جیسا کہ ہم یہ شاہدہ کر رہے ہیں کہ عیسائی اسکولوں سے جو بھی فارغ ہوتے ہیں وہ نماز، روزہ اور دیگر عبادات کی بجا آوری نہیں کرتے ہیں اور آخری عمر تک اسی بری حالت پر قائم رہتے ہیں۔ ہاں جسے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے وہ محفوظ رہتے ہیں مگر وہ بہت ہی کم ہیں۔

تیسویں فصل

جہاں اسلامی تعلیمات میسر نہ آئیں وہاں نہیں رہنا چاہیے

مسلمانو! اگر تم غیر اسلامی حکومتوں کے ماتحت ہونے کے سبب ان کے اسکولوں میں اپنے بچوں کو رکھنے پر مجبور ہو تو یا تو تم ان اسلامی ملکوں کی طرف ہجرت کرنے کی طاقت رکھتے ہو جو مسلمانوں کے زیر نگیں ہیں یا ہجرت نہیں کر سکتے۔

ان دونوں حالتوں کا حکم بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّيْتُمُ الْمَلَائِكَةَ ظَالِمِينَ أَنْفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنْتُمْ قَالُوا كُنَّا

مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا فَأُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ﴿١٠﴾ إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا ﴿١١﴾ فَأُولَٰئِكَ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَعْفُو عَنْهُمْ وَكَانَ اللَّهُ عَفُوًّا غَفُورًا ﴿١٢﴾ وَمَنْ يُهَاجِرْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَجِدْ فِي الْأَرْضِ مُرْعًا كَثِيرًا وَسَعَةً وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ﴿١٣﴾

”وہ لوگ جن کی جان فرشتے نکالتے ہیں اس حال میں کہ وہ اپنے اوپر ظلم کرتے تھے، ان سے فرشتے کہتے ہیں کہ تم کس بات میں پڑے تھے۔ کہتے ہیں ہم زمین میں کمزور تھے۔ فرشتے کہتے ہیں کیا اللہ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے تو ایسوں کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ لوگوں کی بہت بری جگہ ہے۔ مگر وہ جو دبا لیے گئے مرد اور عورتیں اور بچے جنہیں نہ کوئی تدبیر بن پڑے نہ راستہ جائیں تو قریب ہے کہ اللہ ایسوں کو معاف فرمائے اور اللہ معاف فرمانے والا بخشنے والا ہے۔ اور جو اللہ کی راہ میں گھریا چھوڑ کر نکلے گا وہ زمین میں بہت جگہ اور گنجائش پائے گا اور جو اپنے گھر سے نکلا اللہ و رسول کی طرف ہجرت کرتے ہوئے پھر اسے موت نے آلیا تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ پر ہو گیا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔“

امام بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے آیت نمبر ۹ کی تفسیر میں ارشاد فرمایا:

”یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ایسی جگہ کو چھوڑ دینا واجب ہے جہاں مسلمان اپنا دین قائم نہ کر سکے۔“ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جس شخص نے اپنا دین بچانے کے لیے ایک سرزمین سے دوسری سرزمین کی جانب کوچ کیا اس کے لیے جنت واجب ہوگئی اگرچہ وہ زمین کی ایک ہی بالشت چلا، اور وہ اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام اور نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رفیق ہوگا۔“

تفسیر بیضاوی کے محشی شہاب خفاجی نے فرمایا:

”بلاد کفار اور ایسے ہی ان شہروں کو چھوڑ دینا واجب ہے جہاں شمار اسلام برپا نہ کیے جاسکیں۔“

جیسا کہ حضرت ابن عربی مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو نقل کرتے ہوئے کہا:

مشنری اسکولوں میں مسلم طلبہ کا انجام

”یہی حکم و بازہ شہروں کا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری شرح البخاری میں ارشاد فرمایا: سعید بن جبیر نے اس آیت سے یہ حکم مستنبط کیا کہ اس سرزمین کو چھوڑ دینا واجب ہے جہاں معصیت پر عمل کرنا پڑے۔“

اکتیسویں فصل

عصری علوم روحانیت سے دور اور مادیت کا شیدائنا تے ہیں

اگر تم یہ کہو کہ عصری علوم اور چھوٹی اور بھاری صنعتوں کا علم حاصل کرنے کے سبب فرنگیوں نے بہت سے ممالک پر اپنا قبضہ جمالیا ہے، یہاں تک کہ انھوں نے ایسے جنگی آلات ایجاد کیے جن کی نظیر گزشتہ زمانوں میں نہیں ملتی۔ زمین کے چپہ چپہ میں اپنی مصنوعات پھیلا دیں، ان کے ذریعہ اور اپنی حکمت عملی اور فوجی قوت کے بل بوتے زمین کے مال و دولت ہتھیا لیے اور اس کے بہت سے باشندوں پر حکمران بن بیٹھے، اس لیے جب تک ہم ان کے اسکولوں میں داخل نہیں ہوں گے، صنعت و حرفت کا فن نہیں سیکھ سکتے نہ ہم جنگی آلات مثلاً گولہ، بارود، ہندوت اور توپ وغیرہ بنانے کا طریقہ جان سکتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ (۱)

”اور ان کے لیے تیار رکھو جو قوت تمہیں بن پڑے۔“

لہذا ضروری ہے کہ ہم ان اداروں میں ان علوم اور صنعتوں کا علم حاصل کریں تاکہ وہ قوت تیار کر سکیں جس کا اللہ نے ہمیں حکم دیا ہے۔

میں کہتا ہوں: ان اسکولوں میں مذکورہ بالا مذموم اور منحوس طریقہ کے مطابق داخل ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے جو دین کو دلوں سے بالکل ہی نکال دیتا ہے یا اس میں حد سے زیادہ فساد پیدا کر دیتا ہے، جس کا انجام ہلاکت اور ہدایت سے گمراہی کے سوا کچھ نہیں۔

اگر ہم مان لیں کہ ان اسکولوں میں تربیت پا کر اپنے دین کو برباد کرنے والے بچوں کا شمار عصری علوم اور مغربی صنعتوں کے ماہرین میں ہونے لگے یہاں تک کہ ان میں کوئی اپنے زمانے کے تمام

لوگوں پر فائق ہو جائے، تو کیا یہ اس دین کا بدل نہیں ہو سکتا ہے جس سے وہ محروم ہو گئے۔

جدید صنعتوں اور دین میں بگاڑ نہ پیدا کرنے والے عصری علوم کی تعلیم، بچوں کی اسلامی اسکولوں میں تربیت ہو جانے، ان کے دلوں میں دین اسلام کے راسخ ہو جانے اور ان کے بڑے ہو جانے کے بعد بھی ممکن ہے۔ پھر اب وہ عیسائی اسکولوں میں منتقل ہوں گے بھی تو اس سے نہ ان کے دین کو کوئی نقصان پہنچے گا اور نہ ان سے ہدایت کو گمراہی سے بدلنے کا اندیشہ رہے گا۔

بتیسویں فصل

کافروں کی دوستی ہلاکت کا سبب ہے

کچھ جاہل مسلمان عیسائی اور فرنگی اسکولوں میں اپنے بچوں کو داخل کر کے ان کے دلوں سے قریب ہونے، اور اس کے ذریعہ ان سے دوستی کا اظہار کرنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ وہ ان کے محبوب نظر بن سکیں اور وہ یہ کہیں کہ فلاں کے اندر کوئی دینی تعصب نہیں۔

اے جاہل و خدا کے نافرمان! کیوں تو اس بات سے عار محسوس کرتا ہے کہ تیرے بارے میں یہ لہا جائے کہ فلاں شخص اپنے دین پر سختی سے کار بند ہے۔ اور کیوں تو ان سے اپنی دینی عصیت کو پردے میں رکھے۔ حالاں کہ وہ اپنی دینی عصیت پر فخر کرتے اور دوسروں سے اس کا اظہار یوں کرتے ہیں کہ دوسروں کے اسکولوں میں اپنے بچوں کا داخلہ نہیں کراتے حالاں کہ ان کا مذہب ایسی باطل ترین بنیادوں پر قائم ہے کہ حقیقتاً انھیں اس سے عار کرنا چاہیے۔ جب کہ تیرا دین حق پر سب سے زیادہ قائم ہے۔ جس پر بلاشبہ فخر کیا جانا چاہیے۔

تیرا تعلق تو اس دین اسلام سے ہے جو تمام ادیان میں سب سے بہتر اور افضل ہے۔ بلکہ یہی ایسا سچا دین ہے جس کے فضل و کمال پر نہ انگلوں میں کوئی اضافہ ممکن ہو نہ بعد والوں میں۔ اس لیے اللہ ہمیں اس معزز نسبت پر پورا فخر کرنے کا حق ہے جس سے بلند تر کوئی نسبت نہیں۔

میں دارہ کا بیٹا ہوں اسی سے میرا نسب مشہور ہے ☆ اے لوگو! کیا دارہ میں کوئی عیب ہے؟ اے کاش تم جان لیتے کہ دینی عصیت کیا چیز ہے؟ دینی عصیت یہ ہے کہ تم اپنے دین کو مضبوطی سے تھام لو۔ اللہ کی حلال کردہ چیزوں کو حلال جانو اور اس کی حرام کردہ چیزوں کو حرام۔ اللہ

مشری اسکولوں میں مسلم طلبہ کا انجام

ہی کے لیے محبت کرو اور اسی کے لیے دشمنی۔ دین اسی کا نام ہے۔ اور تمہیں معلوم ہے کہ دین اناام کی بنیاد اعلان و اظہار پر ہے نہ کہ کسی نیک بات کو دل میں مخفی اور پوشیدہ رکھنے پر۔ گناہوں کی ہی پردہ پوشی کی جاتی ہے اور جو پردہ پوش ہوتا ہے وہ تجھ سے بھلائی کے ساتھ ہی ملے گا۔

دیکھو! اللہ تعالیٰ نے ہر روز پانچ مرتبہ اذان کس طرح مشروع فرمایا اور مسلمانوں نے اس کے لیے منہ نہ (اذان گاہ) بنوائے اور تمام ممالک میں برسر عام علانیہ آواز بلند اذانیں دیں۔

اے بے راہ جاہل! کیا تو اسے اس خیال خام کے سبب چھپائے گا کہ اسے ظاہر کرنا تیرے لیے عار کی بات ہے اور اس کا مظاہرہ نہ کر کے تو کافروں کی محبت پالے گا۔ تف ہو تجھ پر اے بے ہمت اور بزدل مسلمان! کہ تو غیرت اسلامی سے محروم ہو چکا ہے۔ کیا تو نے کبھی کسی عقل مند کے بارے میں سنا ہے کہ اپنی بے مثال شرف و بزرگی چھپانے کی کوشش کر رہا ہے اور اپنے دوستوں اور دشمنوں کے سامنے اس کا بیان کرنے میں اسے شرم آ رہی ہے۔ تم نے اس بارے میں اب تک جو واقعات سن رکھے ہیں ان میں ایک حیرت ناک واقعہ یہ ہے کہ ایک صاحب ثروت مسلمان جو نماز، روزہ اور دیگر عبادات کا بڑا پابند تھا اور جاہل صلحا میں اس کا شمار کیا جاتا تھا وہ ایک بڑے عیسائی کی دعوت میں شریک ہوا۔ عیسائیوں نے جب دسترخوان پر اس کے سامنے شراب رکھی تو اس نے جام اٹھا کر اس خوف سے پی لیا کہ وہ یہ نہ کہیں کہ یہ اپنے دین میں بڑا متعصب ہے۔

اور اس نے اپنی جہالت و نادانی میں یہ گمان کر لیا کہ یہ شیطانی خیال اس کے لیے ایک مذر بن جائے گا اور اس کی طاعتوں میں اس سے نقص و خلل نہ ہوگا۔ تو جہل اور اس کی آفتوں کو دیکھو۔

تینتیسویں فصل

مشری اسکولوں سے طلبہ کو نجات دلانے کی صورتیں

جو بھی صاحب ایمان مسلمان بچوں کو عیسائی اسکولوں سے نکال سکتا ہے، اس پر لازم و فرض ہے کہ اپنی وسعت کے مطابق انہیں نکالے۔

اس کی چند صورتیں ہیں: (۱) اس بچے کا باپ یا سرپرست اس کا دوست ہو تو وہ اسے منع کرے اور ترغیب و ترہیب میں کوئی کسر اٹھانہ رکھے۔ (۲) اس بچے کے والد کے بعض دوستوں

کے ساتھ اس کے تعلقات ہیں تو وہ انہیں یہ کام سپرد کرے۔ (۳) اس کی یہ بات کسی ایسے شخص کے پاس پہنچادے جس کا حکم اس پر نافذ ہو جیسے حاکم یا اور کوئی۔ (۴) اگر فقر و محتاجی کی بنیاد پر باپ نے اپنے بچے کو ان اسکولوں میں داخل کرایا ہے تو اسے مالی مدد فراہم کرے جیسا کہ بچیوں کے ان اسکولوں میں ہوتا ہے جنہیں بیروت وغیرہ میں پروٹسٹنٹوں نے کھول رکھے ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ جو بھی تدابیر اور ذریعہ مسلمان بچے یا بچی کو نکالنے میں بروے کار لا سکے لاے اگر وہ ایسا نہیں کرے گا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مستحق عذاب ہوگا۔ اور اگر وہ مذکورہ بالا طریقہ کے مطابق ان اسکولوں میں کسی بھی مسلمان بچے کے داخلہ پر اور اس کے کفر پر راضی ہے تو یہ بھی اسی طرح کافر ہے جیسے کہ وہ جس نے اپنی رضامندی سے انہیں داخل کرایا؛ اس لیے کہ کفر پر راضی ہونا جہنم کفر ہے۔ اللہ ہی ہدایت کرنے والا اور اسی پر اعتماد ہے۔

چونتیسویں فصل

اہل نظر اپنی ذمہ داریاں نبھائیں

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے ارشاد فرمایا: ”بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں کو سلطان کے ذریعہ جس کام سے روک دیتا ہے اس کام سے قرآن کے ذریعہ نہیں روکتا۔“ اگرچہ میری یہ کتاب مذکورہ عیسائی اسکولوں میں مسلمان بچوں کے داخلہ کے عدم جواز کے بیان پر مشتمل ہے بلکہ ان میں جو بچے عیسائی بچوں کے ساتھ ان کے گرجا گھروں میں جا کر ان کی جیسی عبادت کرتے ہیں ان کے اور اس پر راضی رہنے والے ان کے آبا اور ان کے سرپرستوں کے کفر کے بیان پر مشتمل ہے، تاہم شک نہیں کہ اس کتاب کا ان بہت سے توفیق یافتہ مسلمانوں کے دلوں میں اثر ہوگا جو اس سلسلہ میں حکم شرع سے نااہل تھے۔ اور جب انہیں معلوم ہوگا تو شریعت کی پیروی کریں گے اور اپنی اولاد کو اور اپنی سرپرستی میں پڑھنے والے بچوں کو ان اسکولوں سے نکال لیں گے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کریں گے۔ لیکن یہ ان فاسقوں، دین سے سرتابی کرنے والوں، زندیقوں اور منافقوں کے دلوں میں کوئی اثر نہ ڈال سکے گی جن کی چشم بصیرت کو اللہ تعالیٰ نے بے نور کر دیا ہے۔ لہذا ذمہ دار حضرات پر لازم ہے کہ وہ ان جاہلوں کو ان اسکولوں میں اپنے اولاد و اور ان بچوں کو داخل کرانے سے روک دیں جو ان کی زیر سرپرستی ہیں۔ یہ ان بچوں پر ان کی

مشری اسکولوں میں مسلم طلبہ کا انجام

شفقت اور ان کے دین کی حفاظت و سلامتی کے لیے ان کا احتیاط ہوگا۔ اور ہدایت تو اللہ کے دست قدرت میں ہے اور ہمیں جو بھی طاقت و قدرت حاصل ہے اسی کی عطا ہے۔

پینتیسویں فصل

دوسروں کو دیکھ کر غلط روی اختیار کرنا نقصان دہ ہے

اگر تم اعتراض کرو کہ ہم بعض بڑے بڑے (نامی گرامی) مسلمانوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ ان اسکولوں میں اپنے بچوں کو پڑھاتے ہیں اور انہیں ضرور اپنے دینی و دنیوی امور کا علم ہے تو اگر وہ ان میں کوئی ضرر و نقصان دیکھتے تو اپنے بچوں کو اس میں نہ رکھتے۔

میں اس کا یہ جواب دوں گا کہ ان کا دنیوی اعتبار سے بڑا ہونا ان کے فسق اور دین میں ان کے جہل و بے علمی سے مانع نہیں۔ وہ اپنے ہی جیسے فاسقوں اور جاہلوں کے لیے پیشوا اور نمونہ بنا سکتے ہیں مگر کسی ایسے مسلمان کے لیے نمونہ نہیں بن سکتے ہیں جسے حرام سے اجتناب اور حلال بن بجا آوری کی فکر دامن گیر رہتی ہے۔ یہ لوگ ظاہری اعتبار سے اگرچہ نامی گرامی ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ خود بڑے رذیل اور گھٹیا ہیں

ہاشمی خاندان کا ہونا سود مند نہ ہوگا ☆ اگر نفس باہلی ہو۔ یعنی نفس میں رذالت اور سفلہ پن ہو۔ اگر یہ لوگ واقعی بڑے مسلمان ہوتے، تو وہ اپنے دین اور مذہب کی محبت میں دیر مسلمانوں سے بڑھے ہوئے ہوتے اور اپنے قومیت اور حکومت کے بارے میں ان سے زیادہ غیرت مند ہوتے۔ اور اگر وہ ان اوصاف کے حامل ہوتے تو عیسائی اسکولوں میں اپنے بچوں کا داخلہ نہ کراتے؛ کیوں کہ اسکول سے نکلنے کے وقت ان کی حالت یہ ہو جاتی ہے کہ وہ تمام بلند مرتبہ اور ستودہ اوصاف سے محروم ہو چکے ہوتے ہیں۔

اے انصاف پسند مسلمانو! تمہیں اللہ کی قسم! بتاؤ کیا جس کی یہ حالت ہو وہ مسلمانوں میں سب سے بڑا ہو گا یا سب سے پست اور حقیر ہوگا۔ نہیں، نہیں بلکہ بخدا! وہ سب سے بڑے ذلیلوں اور کمینوں سے بھی بڑا ذلیل اور کمینہ ہوگا خود وہ عیسائی اور فرنگی بھی اس کے شاہد ہیں جن سے اسکولوں میں وہ اپنے بچوں کو پڑھا رہا ہے۔ اسی لیے ان فرنگیوں نے اپنے لیے یہ حالت پسند نہیں کی؛ کیوں کہ ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں کے اسکول خواہ کتنے ہی کامیاب کیوں نہ ہوں، ان میں کوئی

مشرقی اسکولوں میں مسلم طلبہ کا انجام

ان میں کچھ دین دار ہیں بھی تو وہ شلیٹ الہ کا عقیدہ رکھتے ہیں اور یہ مانتے ہیں کہ تین آیت ہے اور ایک تین ہے، اور عیسیٰ ﷺ کو خدا مانتے ہیں جب کہ یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ وہ ہمارے ہی جیسے بشر ہیں، کھاتے پیتے ہیں، تھکتے ہیں، آرام کرتے ہیں، چلتے ہیں، سوار ہوتے ہیں، وہ متبرہ، رو مغلوب ہوئے اور ان کے گمان کے مطابق انہیں قتل کر کے سولی پر لٹکا دیا گیا۔

ان کا عقیدہ یہ ہے کہ جس روٹی پر پادری گر جاگھر میں پڑھ کر دم کرتے ہیں، وہ دم کرنے سے حضرت عیسیٰ ﷺ کے جسم میں بدل جاتی ہے، پھر وہ اسے اس نیت سے کھا لیتے ہیں کہ وہ عیسیٰ ﷺ کا جسم ہے، اسی طرح جس شراب پر پادری پڑھ کر دم کر دیتے ہیں وہ عیسیٰ ﷺ کے خون میں بدل جاتی ہے پھر وہ لوگ اسے عیسیٰ ﷺ کا خون سمجھ کر پی لیتے ہیں۔ ان میں جس کا یہ عقیدہ نہیں ہے، وہ ان کے مذہب کے مطابق کافر ہے، عیسائی نہیں ہے۔

جب آپ ان کے ان دینی عقائد کو دیکھیں گے تو بلاشبہ یہی فیصلہ کریں گے کہ ایسا اعتقاد رکھنے والا سب سے بڑا پاگل ہے۔ اور جب ان میں سے بعض کے ہاتھوں دنیاوی مہمات کو انجام پاتے دیکھیں گے تو آپ کے لیے اس بات میں شک کی کوئی گنجائش نہ رہے گی کہ وہ سب سے بڑے عقل مند ہیں۔ تو وہ دین کے معاملے میں پوری دنیا کے تمام انسانوں سے بڑے جاہل اور سورا دنیا میں سب سے بڑے عقل مند ہیں۔ لیکن دنیاوی معاملات میں ان کی عقلوں کا جو حال ہے وہی اگر دینی امور میں بھی ہوتا تو اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ دین، اسلام کے سوا کوئی دوسرا دین اختیار نہ کرتے؛ کیوں کہ اسلام وہ دین ہے جس کے عقائد، احکام اور اصول کی خوبی پر مختلف زمانوں، ممالک اور اقوام کے ان تمام عقلا کا اتفاق ہے جو سب سے بڑے ارباب فضل و کمال تسلیم کیے گئے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے جنت پیدا فرمائی اور اس کے لیے جنتیوں کو جو بدبخشا جو نہ گھٹ سکتے ہیں اور نہ بڑھ سکتے ہیں۔ اسی طرح جہنم بنا کر اس کے لیے جہنمیوں کو پیدا فرمایا جن کی بھی تعداد نہ گھٹ سکتی ہے اور نہ بڑھ سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے اس کے کاموں کے بارے میں کوئی سوال نہیں کر سکتا، ہاں وہ بندوں سے باز پرس فرمائے گا اگر اللہ تعالیٰ انہیں دین اسلام سے محبت کی راہ دکھاتا اور وہ اس کی عطا کردہ صلاحیتوں اور فہم و ادراک کو اس کی معرفت میں استعمال کرتے تو انہیں یقین ہو جاتا کہ یقیناً اسلام ہی اللہ کا سچا دین ہے اور وہ ہر دروازے سے اسلام میں جوق در جوق داخل ہو جاتے۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے دین حق سے ان کے دل پھیر دیے اسی لیے انہوں نے دین حق سے اپنی نگاہیں پھیر لیں۔ دنیا اور اس کے علوم میں دور نکل گئے۔ اور اس کے معلوم نامعلوم کی تحقیق میں اپنی زندگیوں جھونک دیں۔ اس لیے ان کی عقلیں مرض برسام میں مبتلا ہو جانے کی وجہ سے مستور ہو گئیں اور ان عقلوں نے انہیں اپنے اوہام کے سمندر میں غرق کر دیا۔ وہ شکل و صورت سے تو متقل مند معلوم ہوتے ہیں، مگر حقیقت میں ان کے پاس عقل نہیں ہے، وہ بظاہر بیدار ہیں مگر دراصل خواب غفلت میں ہیں۔ جب موت آنے کے بعد ان سے ان کے خواب غفلت کا پردہ اٹھے گا تو وہ بیدار ہوں گے اور تب انہیں معلوم ہوگا کہ دنیا کی جس عیش و عشرت میں وہ ٹوٹے اس کی حقیقت خواب پریشاں سے زیادہ نہ تھی۔ (جب غبار آلودہ ماحول صاف ہوگا تو دیکھ لے گا کہ گھوڑے پر سوار ہے کہ گدھے پر)

چھتیسویں فصل

مسلمان اشاعت دین کے لیے کمر بستہ ہو جائیں

حیرت ہوتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ فرنگی اپنی تو میٹوں کے اختلاف کے باوجود اپنے مذہب کی ترویج و اشاعت کی حد درجہ خواہش رکھتے ہیں۔ حالاں کہ ان میں اکثر کا عقیدہ یہ ہے کہ مذہب کوئی چیز نہیں، لیکن وہ یہ مانتے ہیں کہ ان کی بنیادی حکمت عملی کا تقاضا یہ ہے کہ ان کے لیے ایک دین کا بونا ضروری ہے جس پر وہ اپنی قومی شیرازہ بندی کر سکیں۔ اور چونکہ ان کی نشوونما بچپن ہی سے عیسائی مذہب کی روشنی میں ہوتی ہے۔ اس لیے اس پر متفق ہونے کے ساتھ وہ اسے دوسرے مذہب سے بہتر خیال کرتے ہیں اور دوسری اقوام کو اس کی دعوت بھی دیتے ہیں۔ چنانچہ اس کے لیے طرح طرح کی تنظیمیں تشکیل دیتے ہیں۔ کثیر سرمایہ جمع کرتے ہیں، دعوت دین کے لیے سرگرم عملین تیار کرتے ہیں، انہیں مبشرین (خوشخبری سنانے والوں) کے نام سے موسوم کرتے ہیں، اور انہیں روئے زمین کے چپے چپے میں پھیلا دیتے ہیں، تاکہ یہ لوگوں کو اپنے مذہب کی دعوت دیں، پوری دنیا میں قریب یا دور دراز کے ممالک کے شہروں اور دیہاتوں میں مختلف تعلیم گاہیں کھولتے ہیں، عیسائی اعتقادات سے بحث کرنے والی بے شمار کتابیں شائع کرتے ہیں، ان پر کثیر سرمایہ صرف کرتے ہیں، اور دور و نزدیک کے علاقوں میں ان کی نشر و اشاعت کرتے ہیں۔ ان فرنگیوں کا ایک طریقہ یہ ہے کہ وہ کچھ ایسے پادری بھی بھیجتے ہیں جن کا

مشتري اسکولوں میں مسلم طلبہ کا انجام

معمول یہ ہوتا ہے کہ وہ گاؤں میں گھومیں پھریں اور بچوں اور جاہلوں کو عیسائی مذہب کی کوئی کتاب پڑھ کر سنائیں۔ تاکہ انھیں راہ حق سے بہکا سکیں۔ مزید برآں عیسائیوں نے کچھ دیہاتوں میں اسکول کھول رکھے ہیں اور ہر جیلہ بہانہ سے مسلمانوں کے بچوں کو ان اسکولوں میں کھینچ لاتے ہیں۔ لہذا مسلمانوں کو چاہیے کہ ان سے اور ان کی تعلیم گاہوں سے دور رہیں۔ اور اپنے بچوں اور ان پڑھوں کو ان کے پاس جمع نہ ہونے دیں اگرچہ یہ اجتماع بطور تماشا ہی کیوں نہ ہو؟ اس لیے کہ ہو سکتا ہے کہ چھوٹے بچوں کے ذہن و دماغ میں ان کا کوئی گمراہ عقیدہ گھر کر جائے جو دین اسلام کے خلاف ہو۔ اور اس کا وبال ان کے والدین اور ذمہ داروں پر ہی ہوگا۔

اپنے مذہب کی ترویج و اشاعت میں عیسائیوں کی یہ حالت ہے جب کہ ہم بہت سے مسلمانوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ دین اسلام کی نشر و اشاعت کی کچھ پرواہ نہیں کرتے ہیں۔ عیسائیوں کی طرح سرمایہ بھی صرف نہیں کرتے ہیں اور جو شرک کے رسوم اور اسلام کے تعلق سے شکوک و اوہام فاسدہ ان کے ممالک کے ہم وطنوں اور خود ان کے بچوں کے دلوں میں پیدا ہو رہے ہیں ان کے رد و ابطال کو وہ کوئی اہمیت نہیں دیتے، کیا یہ تمام باتیں سب سے بڑی رسوائی، سب سے عظیم نقصان اور بدترین حرماں نصیبی کے زمرے میں نہیں آتیں؟ بالخصوص ایسے زمانے میں جس میں کفر ایمان پر حملہ آور ہے۔ گمراہی بڑھ چکی ہے اور لوگ لگاتار حد سے تجاوز کر رہے ہیں۔ استعین باللہ تعالیٰ و ہو نعم المستعان۔

سینتیسویں فصل:

عیسائی پادریوں کا فریب

بیروت ”لبنان“ میں عیسائی پادریوں کا ایک مطبع ہے، جہاں سے انھوں نے بہت سی کتابیں اور ایسے ادبی مجموعے شائع کیے جن کو انھوں نے مسلمانوں کی کتابوں سے یکجا کیا ہے۔ لیکن چون کہ وہ نقل میں امانت دار نہیں ہیں؛ اس لیے انھوں نے جن کتابوں سے نقل و اقتباس کا کام لیا ان سے ان عبارتوں کو محو کر دیا جن میں اسلام کی تائید اور رسول اللہ ﷺ کی عظمت کا بیان تھا۔ اس کی ایک مثال ان کی شائع کی ہوئی کتاب ”فقه اللغة“ ہے جس کے خطبہ میں رسول اللہ ﷺ کی عظمت کا بیان تھا؛ اس لیے مکمل طور پر اسے حذف کر دیا۔ دوسری مثال ان کی شائع

کردہ ”الفاظ الکتابیہ“ ہے جس کے بہت سے مقامات پر عبارتوں میں رد و بدل کر دیا گیا ہے۔ اگر مصنف نے کسی مقام پر ”کما قال اللہ تعالیٰ“ (جیسا کہ ارشاد الہی ہے) کہا تو اس کو ”کما قال القائل“ (جیسا کہ قائل نے کہا) یا ”کما قيل“ (جیسا کہ کہا گیا) جیسی عبارتوں سے بدل دیا۔ انھوں نے متعدد حصوں پر مشتمل ایک بڑا مجموعہ تیار کیا، جس کا اکثر حصہ مسلمانوں کی کتابوں سے ماخوذ تھا۔ اس میں بھی انھوں نے ان عبارتوں کو حذف کر دیا جن کا تعلق دین اسلام کی تعظیم اور محمد ﷺ کی عظمت شان کے اظہار سے تھا، بلکہ کہیں کہیں تو لمبے اسلام کی صحیح اور خوبصورت عبارتوں کو اپنی فاسد اور بھونڈی عبارتوں سے بدل ڈالا۔ اور یہ رد و بدل ان عبارتوں میں کرتے ہیں جن کا تعلق سید المرسلین ﷺ کی ذات اور دین اسلام سے ہو۔

لہذا بیروت کی ”المطبعة اليسوعية“ سے چھپی ہوئی کتابوں سے میں تمام مسلمانوں کو خبردار کرتا ہوں، اگرچہ وہ مسلمانوں کی تالیفات و کتب ہی کیوں نہ ہوں۔ رہے وہ مجموعے جن کو انھوں نے خود یکجا کر کے چھاپا تو ان سے تو بدرجہ اولیٰ بچنا چاہیے۔ مثلاً وہ مجموعہ جس کا نام انھوں نے ”مجانی الادب“ رکھا ہے، یہ چند حصوں پر مشتمل ہے۔ کیوں کہ وہ لوگ نقل میں امانت داری سے کام نہیں لیتے ہیں، کلمات میں تحریف کرتے ہیں، ان کی مفید و مضرباتوں کو خلط ملط کر دیتے ہیں، زہرہ قندینا کر پیش کرتے ہیں اور درست کی جگہ نادرست کو رکھ دیتے ہیں۔

مسلمانو! ان کی کتابیں خریدنے سے باز رہو؛ کیوں کہ بخدا میں نے پورے علم و یقین کے ساتھ تمہیں خبر دی ہے۔ اس میں ظن و تخمین کا کچھ بھی دخل نہیں۔

اور جب تم ان کی کسی کتاب پر کسی مسلمان عالم کے نام سے کوئی تقریر دیکھو تو اس کا اعتبار نہ کرو؛ کیوں کہ جب یہ ثابت ہو چکا ہے کہ وہ نفس کتاب ہی میں تحریف و تبدیل کر دیتے ہیں، اپنے مذہب کے خلاف جانے والی چیزوں کو حذف کر دیتے ہیں اور اس کے موافق مواد کو مادیاتے ہیں اگرچہ وہ صاحب کتاب کے دین کے خلاف ہوں، تو اپنی خواہشات اور مصلحتوں کے موافق ان تقاریر میں تصرف کرنا ان سے بعید نہیں ہے۔ اس لیے مسلمانوں! ان کی کتابوں سے دور رہو۔

اڑتیسویں فصل:

مدارس اسلامیہ کی ذمہ داریاں

اسلامی درسگاہوں پر لازم ہے کہ وہ اہل سنت و جماعت کے عقائد کے خلاف کوئی بھی

مشنری اسکولوں میں مسلم طلبہ کا انجام

تعلیم نہ دیں، اگرچہ پڑھی جانے والی کتاب کا مقصد عقائد کے علاوہ کچھ اور ہو۔ جیسے کتاب ”نیج البلاغہ“ بعض اسلامی اداروں میں فصاحت و بلاغت کی مشق و ممارست کے لیے طلبہ کو پڑھائی جاتی ہے۔ کیوں کہ اندیشہ ہے کہ کم عمری کے سبب ان کے دلوں میں رفض و شیعیت کا کوئی عقیدہ نہ قرار پا جائے جس کے نتیجہ میں وہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کے اوپر اعتراض کرنے لگیں، اور کچھ صحابہ کو چھوڑ کر کچھ کی جانب مائل ہو جائیں اور ان سے زیادہ محبت کرنے کے سبب دوسروں سے بغض کرنے لگیں۔ پناہ بخدا!

کتاب مذکور کو سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی جانب منسوب کرنے کی کوئی سند نہیں۔ بلکہ ان کی طرف اس کا انتساب سراسر غلط اور نادرست ہے۔ سچائی سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ حافظ ذہبی کی کتاب ”میزان الاعتدال“ اور اسی طرح ”کشف الظنون“ میں ہے: جو شخص کتاب ”نیج البلاغہ“ کا مطالعہ کرے گا اسے اس بات پر یقین ہو جائے گا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب ایک جھوٹی بات منسوب کی گئی ہے، کیوں کہ اس میں سیدنا حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما پر صریح سب و شتم کیا گیا ہے اور ان کی تنقیص شان کی گئی ہے۔ اس کتاب کا مؤلف شریف رضی یا شریف مرتضیٰ ہے جیسا کہ ابن خلدون نے بیان کیا ہے اور یہ دونوں شیعوں کے سرغنے ہیں۔

بلاشبہ جس طرح اس کتاب کی بہت سی عبارتوں کا تعلق سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے کلام سے ہے، اسی طرح اس کی بہت سی عبارتیں گڑھ کر آپ کی طرف غلط منسوب کر دی گئی ہیں۔ لہذا اہل سنت و جماعت کے کسی فاضل کو چاہیے کہ وہ اس کی تلخیص اس طرح کرے کہ اس کی قباحتوں اور خرابیوں کو حذف کر دے اور اس کی اچھائیوں کو برقرار رکھے۔ اور پھر مدراں میں اس کا پڑھنا چھا قرار دیا جائے اور اس سے قلبی مسرت و روحانی خوش حالی حاصل کی جائے۔ لیکن بحالت موجودہ چوں کہ اس میں حق و باطل گڈمڈ ہیں اس لیے مسلمان بچوں کے لیے مدارس میں اس کا پڑھنا قطعاً جائز نہیں ہے۔

میں نے شرفاے بیروت میں ایک کی زبانی ایک ایسی بات سنی جس میں شیعیت کی بڑا ہی تھی۔ میں نے اسے اس بات سے روکا اور پوچھا تمہیں یہ بات کہاں سے معلوم ہوئی؟ حالانکہ یہ تمہارے شہر کے لوگوں کا مذہب نہیں ہے۔ اس نے جواب دیا: بچپن میں مدرسے میں ”نیج البلاغہ“ پڑھی تھی اسی سے یہ بات ملی۔

مسلمانوں! اس کتاب کو پڑھنے سے بچو، جب تک کہ اس کی تلخیص اس طور پر نہ کر دی جائے کہ اس کی خرابیوں کو دور کر دیا جائے اور اس کی اچھی باتوں کو باقی رکھا جائے۔

علمائے کرام نے صراحتاً بیان کیا ہے کہ واقعی کی کتاب ”فتوح الشام“ کو پڑھنا جائز نہیں ہے: کیوں کہ اس میں جھوٹی اور من گڑھت باتیں بیان کی گئی ہیں۔ حالانکہ انھوں نے اپنی دروغ گوئی سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعریف کی ہے۔ ان کی شجاعت و بہادری کو بیان کیا ہے اور ان کی فتوحات کی خبریں دی ہیں۔ لہذا ”نہج البلاغہ“ کا پڑھنا بدرجہ اولیٰ ناجائز ہوگا؛ کیوں کہ وہ صحابہ کرام کی مذمت میں سرج جھوٹ پر مشتمل ہے۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کذب بیانیوں سے پاک ہیں۔

مدارس کے معلمین کو میں نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اس کتاب کو نہ پڑھائیں اور تمام مسلمانوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ اس کتاب کو نہ خریدیں جب تک کہ کوئی اس کا خلاصہ اس طرح نہ تیار کر دے کہ اس کی گندی باتیں حذف کر دے اور اس کی اچھی باتیں باقی رکھے۔

ایک ناپسندیدہ کام جس کا ارتکاب عراق کے غیر عرب کر رہے ہیں وہ یہ ہے کہ وہ اپنے علما کی ایب جماعت کو جسے وہ اپنی طرف سے تنخواہ دیتے ہیں اس لیے بھیجتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کے مابین عقائد رخص و شیعیت پھیلا کر انھیں گمراہ کریں۔ بہت سالوں سے وہ اس ضرر رساں کام کے خوگر ہو چکے ہیں۔ وہ دیہی علاقوں اور قبائل میں گھومتے ہیں یہاں تک کہ ان کے سبب عراق کے عرب دیہاتی باشندے اور گاؤں کے رہنے والے عوام اکثر افسی ہو جاتے ہیں۔ مسلمانان اہل سنت کو چاہیے کہ وہ ان سے ہوشیار رہیں؛ کیوں کہ دین اسلام میں ان کا ضرر بدترین ضرر سے ہے۔

انتالیسویں فصل

علمائے کرام سے خطاب

اے علمائے اسلام، اے شہسوارانِ رہو اقلیم، اے خطبائے ممبر و محراب اور اے اجتماعات اور مجلسوں کے صدر نشینو! آپ لوگ کہاں ہیں؟ ان عوام کو کیوں نہیں سمجھاتے؟ جو اپنے دین کے امور میں چوپایوں کی طرح ہیں۔ اگرچہ ان میں بعض دنیاوی امور میں ارباب عقل و دانش سے گئے جاتے ہیں لیکن یہ دینی امور میں ان کے جاہل رہ جانے سے مانع نہیں ہے۔ کیوں کہ یہ ممکن ہے کہ ایک انسان اپنے دنیاوی معاملات میں عقل مند ہو مگر دین سے بے خبر ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے

مشنری اسکولوں میں مسلم طلبہ کا انجام

ارشاد فرمایا:

يَعْلَمُونَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْآخِرَةِ هُمْ غٰفِلُونَ ﴿١﴾

”وہ آنکھوں کے سامنے کی دنیوی زندگی کو جانتے ہیں اور آخرت سے پورے طور پر بے خبر ہیں۔“
نیز انھی کے بارے میں ارشاد فرمایا:

اِنَّهُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿٢﴾

”وہ تو نہیں ہیں مگر جانوروں جیسے بلکہ ان سے بھی بدتر گمراہ۔“

ہم ان عیسائی کافروں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں جو دنیاوی معاملات میں منہاے کمال کو پہنچے ہوئے ہیں۔ اور دین میں اس کی ابتدا تک بھی نہ پہنچ سکے، بلکہ ان میں اکثر حشر و نشر اور ان امور سے غافل ہیں جو موت کے بعد انھیں پیش آئیں گے۔ وہ زندیق ہیں جو کسی بھی دین کو نہیں مانتے ہیں اور نہ رب العالمین کو پہچانتے ہیں۔

ان میں تھوڑی تعداد میں جو دین پسند ہیں بھی تو وہ عیسائی عقائد پر قائم ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ خدا تین ہیں اور وہ تینوں ایک ہیں، اور حضرت مسیح علیہ السلام کی ذات ہی اللہ ہے۔ اور خدا کی ذات ہی مسیح ہے۔ جب کہ یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام انھیں کی طرح انسان ہیں، کھاتے پیتے ہیں، سوتے جاگتے ہیں اور قضاے حاجت کرتے ہیں۔ وہ عاجز و ناتواں اور ذلیل و رسوا ہوئے؛ کیوں کہ ان کے زعم کے مطابق ان کے دشمن یہودیوں نے ان کے مخالفین کی مدد کی اور انہیں تختہ دار پر لٹکا دیا۔ ان کے گمان کے مطابق یہودیوں نے انھیں سولی دے دی۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام ہی ان کے مہب ہیں اور ان یہودیوں کے بھی جنھوں نے ان کے گمان کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دی ہے۔

ان کا عقیدہ یہ ہے کہ جس روٹی پر گر جائے گا میں پادری پڑھ کر دم کر دے وہ دم لے لے و جب سے عیسیٰ علیہ السلام کے جسم میں بدل جاتی ہے اور جس شراب پر پڑھ کر دم کر دے وہ ان کا خون ہو جاتی ہے۔

جب آپ ان فاسد عقیدوں میں غور کریں گے تو آپ کو اس میں کوئی شک نہیں ہوگا۔ ایسا

مشنری اسکولوں میں مسلم طلبہ کا انجام

عقیدہ رکھنے والا سب سے بڑا پاگل ہے۔ اور جب آپ ان کی دنیوی ایجادات میں غور کریں گے تو اس میں بھی کوئی شک نہیں ہوگا کہ وہ سب سے بڑے عقل مند ہیں۔ دنیاوی معاملات میں ان کی جیسی عقل ہے اگر دین میں بھی ویسی ہی ہوتی تو اللہ تعالیٰ کے سچے دین، دین اسلام کے سوا کوئی دوسرا دین اختیار نہ کرتے؛ کیوں کہ اسلام ہی وہ دین ہے جس کے عقائد، احکام اور قواعد و اصول کے اچھے ہونے پر مختلف زبانوں، ملکوں اور اقوام کے تمام عقل مندوں کا اتفاق ہے۔ لیکن بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت بنائی اور اس کے لیے جنتیوں کو پیدا فرمایا اور وہ مؤمنین ہیں۔ اور اسی طرح جہنم بنایا اور اس کے لیے جہنمیوں کو پیدا فرمایا اور وہ کافر ہیں۔ سبحان ربك رب العزة عما يصفون۔

چالیسویں فصل

علمائے اسلام کی خدمات

اپنی کتاب ”حجة الله على العالمين في معجزات سيد المرسلين ﷺ“ میں، میں نے یہ بیان کیا ہے کہ حضور ﷺ کی نبوت اور دین اسلام کے صحیح ہونے کی سب سے روشن اور واضح دلیل یہ ہے کہ جب بھی کوئی عقل مند اسلام میں غور و فکر کرتا ہے، اس کے معانی جاننے کی پوری دوشش کرتا ہے، اس کے احکام اور اصول و فروع سے آگہی کے سمندر میں غوطہ زن ہوتا ہے اور اس کے معقول و منقول کے مابین تطبیق دیتا ہے تو اسلام میں اس کے رسوخ، اس کی محبت اور اس پر اعتقاد کی قوت میں اضافہ ہوتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ آپ دیکھتے ہیں کہ امت محمدیہ ﷺ میں سب سے بڑے عقل مند، سب سے زیادہ صاحب فضل و کمال اور سب سے زیادہ شریعت اسلامیہ کا علم رکھنے والے، اس دین کے خدمت گزار ہیں۔ اور یہ محدثین، فقہاء، صوفیہ اور متکلمین کی جماعت ہے۔ یہ حضرات اکھوں میں ہیں جن کا شمار نہیں کیا جاسکتا۔

ان علمائے تفسیر، حدیث، عقائد، فقہ اور تصوف سے متعلق دینی کتابیں دنیا کے گوشے گوشے میں پائی جاتی ہیں ان کے علاوہ ان کی غیر مذہبی کتابیں بھی ہیں۔ سارے ادیان و ملل کے فضلا اور تمام ممالک کے عقلا ہر نوع پر مشتمل ان کی کتابیں حاصل کرنے پر فخر محسوس کرتے ہیں اور ان میں ایک

مشنری اسکولوں میں مسلم طلبہ کا انجام

دوسرے پر سبقت لے جانے کی حد سے زیادہ کوشش کرتے ہیں۔ اور یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ وہ نفیس ترین ذخیرے اور بہترین تحفے ہیں۔ وہ ان کتابوں کو تمام ملکوں سے بڑی بڑی رقیس دے جمع کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ ان کے پاس مسلمانوں سے کہیں زیادہ ان کتابوں کا ذخیرہ موجود ہے۔ انھوں نے ان کی لاکھوں جلدیں جمع کر لی ہیں، انھیں وہ اپنی عام اور خاص لائبریریوں میں رکھنے پر فخر محسوس کرتے ہیں۔ اس میں چھپی ہوئی حکمت یہ ہے کہ نبی ﷺ کی دعوت عام ہو اور بروز قیامت ان پر مزید حجت قائم کی جاسکے۔ واللہ اعلم۔

اسی حکمت خداوندی کے سبب انھوں نے اپنے مابین قرآن کریم کی نشر و اشاعت کا خوب اہتمام کیا اور نہایت ہی عمدگی اور ضبط کے ساتھ اپنے ملکوں میں اسے چھاپا اور اپنی اپنی زبانوں میں اس کا ترجمہ کیا۔ جب کہ ان کے نزدیک ان کی دینی کتب اور ان کے علما کی تالیفات کو اس قدر و منزلت کا دسواں حصہ بھی حاصل نہیں ہوا۔ ان کے نزدیک وہ عام کتابوں کی طرح بے وقعت اور حقیر بلکہ اس سے بھی زیادہ گئی گزری ہیں۔

مزید برآں دین اسلام کے علاوہ دوسرے کسی دین میں بحیثیت مجموعی جتنی کتابیں لکھی گئیں اگر ہم ان کا موازنہ کریں تو وہ کثرت میں مسلمانوں کے ایک امام کی تالیفات کا بھی مقابلہ میں کر سکتیں۔ حالانکہ ایسے مسلم متقدمین اور متاخرین علما و ائمہ ہزاروں کی تعداد میں ہیں اور ان کی تالیفات کا شمار ممکن نہیں ہے۔ اور اگر ہم ان کا شمار ممکن بھی مان لیں تو بھی وہ ہزار ہا ہزار، کتابچے جیسے گئی تا آں کہ یہ کہتے کہتے سانس ٹوٹ جائے۔ چنانچہ تنہا علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات پانچ سو کے قریب ہیں، جن میں بہت سی متعدد جلدوں پر مشتمل ہیں۔ ان میں آٹھ دینی کتابیں ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی، علامہ سیوطی سے پہلے کے عالم دین ہیں، ان کی بھی کثیر تالیفات ہیں اور ملا خسرو اور ملا احمد خیالی تو ابن حجر عسقلانی سے بھی پہلے کے ہیں۔ امام نووی اور شیخ ابوالحسن الدین بن العربی کا زمانہ ان حضرات سے پہلے ہے۔ شیخ اکبر کی تالیفات سیکڑوں تک جا پہنچیں جن میں بہت سی کئی کئی جلدوں پر مشتمل ہیں اور وہ سب دینی کتابیں ہیں۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی حال ہے اور یہ ابن العربی سے پہلے کے ہیں۔

مذکورہ بالا علمائے دین سے پہلے اور ان کے زمانے میں اور ان کے بعد کثیر ائمہ مثلاً امام شعرانی، ابن حجر مکی، مناوی، احمد فاروقی، ابن کمال پاشا وغیرہم پیدا ہوئے۔ اور اگر میں چاہوں تو ایسے ہزاروں ائمہ اسلام کے نام شمار کرا سکتا ہوں جن سے میں واقف ہوں۔ اور عہد سلف صالحین سے لے کر اب تک کہ وہ حضرات جنہیں میں نہیں جانتا اور جن کے بارے میں نہیں سنا اور جن کی تالیفات پر مطلع نہ ہو سکا، وہ الگ ہیں۔

اس کے برخلاف اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب میں جو کتابیں لکھی گئیں ہیں، وہ سب مل کر بعض اکابر علمائے اسلام کی تالیفات میں سے ایک تالیف کے مقابل بھی نہیں ہو سکتی ہیں، جیسے تفسیر شیخ اکبر کہ یہ سو جلدوں میں ہیں، اسی طرح امام رازی کی تفسیر کبیر اور ابن نقیب مقدسی کی تفسیر۔ ان میں سب سے عظیم کارنامہ وہ ہے جسے سید عبد الوہاب شعرانی نے ”المنن الکبریٰ“ کے چھٹے باب میں ذکر کیا ہے کہ اصحاب طبقات نے بیان کیا ہے کہ حافظ ابن شاہین نے تین سو تیس کتابیں تصنیف کی ہیں جن میں قرآن مجید کی تفسیر ایک ہزار جلدوں پر، اور مسند فی الحدیث سولہ سو جلدوں پر مشتمل ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی کتابیں ہیں۔ حافظ ابن شاہین کی آخری زندگی میں روشنائی فروش نے کتابت کے لیے مگائی گئی روشنائی کا حساب کیا تو وہ اٹھارہ سو رطل تک جا پہنچی۔

بیان کیا گیا ہے کہ شیخ عبد الغفار قوصی نے مذہب شافعی کے بیان میں ایک ہزار جلدیں تصنیف فرمائی۔ اور علامہ جلال الدین علیہ الرحمۃ نے بیان فرمایا ہے کہ شیخ ابو الحسن اشعری نے چھ سو جلدوں پر مشتمل ایک تفسیر لکھی۔ اور یہ بغداد کے نظامیہ لائبریری میں موجود ہے۔ اس کے باوصف ایک بات یہ بھی ہے کہ ان مذاہب کی خدمت زیادہ تر عوام نے کی یا ان لوگوں نے کی جو عوام کے درجے میں تھے۔ دین اسلام کی طرح متصل سندوں کے ساتھ سرآمد روزگار علمائے انہیں نقل نہیں کیا۔ شیخ عبد الہادی ابیاری مصری نے امام قسطلانی کے مقدمہ شرح بخاری پر اپنے حاشیے میں بیان فرمایا: بن حزم نے کہا کہ اتصال سند کے ساتھ ایک ثقہ کا دوسرے ثقہ سے حدیث نقل کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ تک پہنچانا ایک ایسی فضیلت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس امت کے ساتھ خاص فرمادی ہے۔ دیگر مذاہب کو یہ خصوصیت حاصل نہیں۔“

مشری اسکولوں میں مسلم طلبہ کا انجام

جہاں تک احادیث میں ارسال^(۱) اور اعضاء^(۲) کے موجود ہونے کی بات ہے تو یہ بہت سے یہودیوں کے یہاں بھی پائے جاتے ہیں لیکن وہ ان کے ذریعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اتنے قریب نہیں ہوتے جتنے قریب ہم محمد رسول اللہ ﷺ سے ہوتے ہیں۔ بلکہ ان کی موقوف روایت میں ان کے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مابین تیس سال سے بھی زیادہ زمانہ حائل ہے۔ اور عیسائیوں کے یہاں تو صرف تحریم طلاق ہی اس نقل کی صفت پر ہے۔ رہیں کسی بڑے چھوٹے یا نامعلوم شخص پر مشتمل سند سے بیان کردہ روایتیں تو ان کی تعداد یہود و نصاریٰ کی نقلوں اور روایتوں میں بے شمار ہیں۔ پھر صحابہ و تابعین کے اقوال کا جہاں تک تعلق ہے تو یہود کے لیے یہ ممکن نہیں کہ ان کے اقوال اصلاً کسی نبی کے صحابی تک یا اس صحابی کے تابعی تک بسند پہنچیں۔ عیسائیوں کے لیے ممکن نہیں کہ حضرت شمعون اور بولیس سے اوپر ان کا کوئی راوی ہو۔

سابقہ زمانوں میں جاہلوں، خواہشات نفسانی کے پرستاروں اور حقیر اغراض و مقاصد کے حامل لوگوں نے ان کتابوں میں کی بیشی کا کھیل بھی کھیلا اور اس میں ہمہ وقت اضافہ بھی ہوتا رہا۔ اور ان کی عجیب و غریب حالت ہو گئی جسے دوسرے لوگ تو دور کنار خود ان کے ماننے والے بھی پسند نہیں کرتے ہیں۔ نتیجہ وہ کثیر جماعتوں میں بٹ گئے، اور حد تو یہ ہے کہ اب ان کے سب سے بڑے حصہ نے اس وقت اپنے اسلاف کے متفقہ دینی احکام کو بھی ترک کر دیا ہے اور بہت بڑی تعداد پورے طور پر مذہب بیزار ہو گئی ہے۔

اس کا سبب یہ ہے کہ ان میں عقلی علوم کی کثرت ہوئی اور سائنس داں پیدا ہوئے اور جب جب انھوں نے اپنے مذاہب میں باریک بینی سے کام لیا، ان کے عقائد و معانی میں غور و فکر کیا، ان کے اصول و فروع اور ان کے مختلف فیہ اور متفق علیہ مسائل کی معرفت میں گہرائی تک گئے تو ان مذاہب کے صحیح ہونے کا ان کا اعتقاد رفتہ رفتہ کم ہوتا گیا یہاں تک کہ ان کے دلوں سے دین کا اثر بالکل محو ہو گیا اور ان میں ذرہ برابر دینی اعتقاد باقی نہ رہا اور وہ سراپا اعتراض و تنقید بن گئے انہوں نے ان مذاہب کے رد و ابطال میں کثیر کتابیں تصنیف کیں یہاں تک کہ ان کے نزدیک دین سے

(۱) آخر سند سے تابعی کے بعد کوئی راوی چھوڑ دیا گیا ہو تو اس حدیث کو مرسل اور اس عمل کو ارسال کہتے ہیں۔

(۲) اگر درمیان سند سے دور راوی مسلسل ساقط ہوں تو اس حدیث کو مُعْضَل کہتے ہیں اور اس عمل کو اعضاء کہتے ہیں۔

مشری اسکولوں میں مسلم طلبہ کا انجام

بے گانہ ہونا عقل مند کی علامت بن گئی۔ وہ اپنے مذہب کے پیشواؤں کو عقل مندوں اور پڑھے لکھے لوگوں کے زمرے میں شمار نہیں کرتے ہیں۔ ان لوگوں نے ان پیشواؤں کو اپنے عرف و رواج کے مطابق دینی مراسم و معمولات بجالانے تک ہی محدود کر دیا ہے تاکہ ان کے ذریعہ عام لوگ مذہب پر اجتماعیت کے ساتھ قائم رہیں۔ اور مذہب کا معاملہ پورے طور پر زوال کا شکار نہ ہو جائے؛ کیوں کہ یہ مفاد عامہ کے خلاف ہوگا۔

ان کے بعض ارباب عقل و خرد دین اسلام کی چند خوبیوں پر مطلع ہو کر اس کے پیروکار بن گئے اور اپنے اپنے ملکوں میں لوگوں کو اس کی دعوت دینے لگے، جن کا اتباع ایک بڑی تعداد نے کیا جب اسلام کے انوار سے ان کا وجود روشن ہو گیا اور وہ اس کے بعض اسرار و حقائق سے آگاہ ہو گئے۔ اور ان کے بہت سے کاملاً نفن نے دین اسلام کی خوبی و کمال کا اعتراف کیا اور دیگر مذاہب پر اس کو ترجیح دی، یہاں تک کہ ان میں سے ایک نے اپنی کتاب میں تمام مذاہب کا رد و ابطال کرنے اور دین اسلام کو سب پر ترجیح دینے کے بعد کہا: ”اگر میں کسی دین کو اختیار کرتا تو وہ دین اسلام ہوتا۔“

یہ بات مخفی نہیں کہ کسی کے حق سے آگاہ ہو جانے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ اسے مان بھی لے؛ اس لیے کہ ہم بہت سے لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ حق کو تسلیم نہ کر کے اس کا دیدہ و دانستہ انکار کرتے ہیں اور ضد میں باطل پر مضبوطی سے قائم رہتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ (۱)

”بے شک ایسا نہیں کہ تم جسے اپنی طرف سے چاہو ہدایت دے دو۔ ہاں! اللہ ہدایت فرماتا ہے جسے چاہے۔“

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ ۖ إِلَّا مَنْ رَحِمَ رَبُّكَ وَلِذَلِكَ خَلَقَهُمْ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ

مشنری اسکولوں میں مسلم طلبہ کا انجام

أَجْعَلِينَ ﴿١﴾

”اور اگر تمہارا رب چاہتا تو سب آدمیوں کو ایک ہی امت کر دیتا۔ اور وہ ہمیشہ اختلاف میں رہیں گے۔ مگر جن پر تمہارے رب نے رحم کیا۔ اور لوگ اسی لیے بنائے گئے ہیں۔ اور تمہارے رب کی بات پوری ہو چکی کہ بے شک ضرور میں جنوں اور آدمیوں کو ملا کر جہنم بھر دوں گا۔“

بے شک امت محمدیہ ﷺ کے نیکو کاروں، طاعت پر ہمیشہ قائم رہنے والوں، اور معاصی سے دور رہنے والوں کے چہروں پر رونق و تابانی اور محبت و انس نمایاں ہوتا ہے جسے ہر شخص دیکھتا ہے۔ اور مسلمان تو مسلمان کافر بھی ان کا شیداء ہو جاتا ہے۔ اور نیکو کار مسلمانوں کے ملاوہ دوسروں میں یہ خوبی نظر نہیں آتی ہے۔ اور یہ حضور ﷺ کی نبوت اور دین اسلام کے سچا مذہب ہونے کی روشن دلیل ہے۔

اور جو فاسق ہیں، گناہوں میں ڈوبے ہوئے ہیں ان کے چہرے اداس اور بے رونق ہوتے ہیں اور ان کی یہ افسردگی و بے رونقی توبہ بے ریاہی سے زائل ہوگی اس میں ان فاسقوں سے آنے وہ بدعتی ہیں جو خود کو مسلمان خیال کرتے ہیں حالانکہ وہ اپنی بدعت کے سبب اسلام سے نکل چکے ہیں اور اس کی بہت سی شرطوں کو چھوڑ چکے ہیں اور اس میں ان بدعتیوں سے بڑھ کر وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی پوری زندگی طرح طرح کے کفر میں گزاری، خاص طور سے ان پر ان کی آخری زندگی میں اداسی و بے رونقی کے آثار نمودار ہوتے ہیں جو کسی ایسے شخص پر مخفی نہیں ہوتے جس کے دل میں ذرہ برابر نور ایمان ہو۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے دلائل بے شمار اور ان گنت ہیں۔

وفي كل شئ لہ آیۃ
تدل علی انه واحد

ترجمہ: ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کی نشانی ہے جو اس کے ایک ہونے پر دلیل ہے۔

یوں ہی رسالت محمدی ﷺ کی حقانیت اور دین اسلام کے سچا مذہب ہونے کے دلائل بے شمار اور روز روشن کی طرح عیاں ہیں، جیسا کہ ہم نے ”قصیدہ بانٹ سعادت“۔ ہم وزن اپنے قصیدے میں بیان کیا ہے۔

(۱) ہود، آیت: ۱۱۸، ۱۱۹

لم یجحد الله لم یجحد نبوته الا عم عن طریق الرشد ضلایل
فکل ذرات کل الخلق شاهدة ان لا اله سوا الرحمن مقبول
ان أحمد خیر الرسل رحمته للعالمین ففیہا الکل مشمول

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اور حضور ﷺ کی نبوت کا منکر وہی شخص ہوا جو راہ ہدایت سے اندھا اور بڑا گمراہ تھا۔ پوری کائنات کا ذرہ ذرہ اس بات پر شاہد ہے کہ خدائے رحمان کے سوا کوئی قابل قبول معبود نہیں۔ اور احمد ﷺ سب سے افضل رسول اور سارے جہان کے لیے اللہ کی رحمت ہیں۔ جس میں ہر ایک شامل ہے۔

یہی وجہ ہے کہ یہ دین مبین سید المرسلین ﷺ کی بعثت کے زمانے سے آج تک تمام ملکوں میں پھیلتا اور بڑھتا ہی رہا یہاں تک کہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہر زمانے میں دوسرے ادیان و مذاہب سے تعلق رکھنے والے لوگ عرب ہوں کہ عجم اس کے انوار ہدایت سے راہ راست پر آتے رہے اور کسی امید و بیم کے بغیر خود سے دائرہ اسلام میں جوق در جوق داخل ہوتے رہے۔ جب کہ بقیہ مذاہب کا حال یہ ہے کہ زر کثیر صرف کرنے اور طرح طرح کی ترغیب و ترہیب کے باوجود گئے چنے کم ظرف جاہلوں کے سوا ان میں کوئی داخل نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ ہمارا مشاہدہ ہے کہ ان مذاہب کے ماننے والے فوج در فوج ان سے نکل کر کچھ اسلام میں داخل ہو گئے اور کچھ دہریہ بن گئے جن کا کوئی دین اور عقیدہ نہیں ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے مذہب میں ایسے تضادات دیکھتے ہیں جنہیں عقل سلیم رکھنے والا کوئی شخص قبول نہیں کر سکتا۔ اور ان میں جو شخص بظاہر انہیں مضبوطی سے تھامے ہوئے ہیں، وہ اس جنونی عصبیت کی وجہ سے ہے جس پر وہ نشوونما پاتا ہے۔ تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے ہمیں اپنے پسندیدہ دین، دین اسلام کا ماننے والا اور اپنے نبی محمد ﷺ کی امت بنایا۔

پند و حکمت

اے قاری! اگر تو کافروں میں سے ہو چکا ہے تو میں تجھے نصیحت کرتا ہوں اور سید المرسلین ﷺ پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہوں۔

واذا لم تر الہلال فسلم لاناں راؤہ بالا بصار

مشری اسکولوں میں مسلم طلبہ کا انجام

ترجمہ: اگر تو نے چاند نہیں دیکھا تو ان لوگوں کی بات مان لے جنہوں نے اپنی نگاہوں سے چاند دیکھا ہے۔

یہ شعر چاند کے بارے میں کہا گیا ہے، تو تصور کرو اس آفتاب وجود کی کیا شان ہوگی جس کے نور سے ہر موجود نے روشنی حاصل کی۔ اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں، یقیناً عقل سیم اور قلب بینا رکھنے والوں کے لیے سیدنا محمد ﷺ کی نبوت مہریم روز سے بھی زیادہ روشن ہے، اور جس طرح کبھی سورج کے سامنے بادل یا کوئی اور چیز حائل ہو جانے سے وہ دکھائی نہیں پڑتا۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ سورج کے سامنے کوئی چیز حائل تو نہیں ہوتی ہے مگر دیکھنے والوں کی نگاہوں میں کمزوری ہوتی ہے جس کے سبب وہ نظر نہیں آتا ہے، اسی طرح کبھی کبھار آفتاب رشد و ہدایت یعنی نبی کریم ﷺ اور انسانی دل کے مابین معاصی کا ایک باریک پردہ حائل ہو جاتا ہے جس کے باعث وہ آفتاب رشد و ہدایت محمد رسول اللہ ﷺ کو کما حقہ نہیں دیکھ پاتا اور اسے آپ کی وہ معرفت حاصل نہیں ہوتی جو آپ کے شایان شان ہے۔ اور جیسے جیسے گناہ بڑھتے جاتے ہیں ویسے ویسے دل پر تہ بہ تہ تاریکی جمتی جاتی ہے جس سے وہ پردہ دیز ہو جاتا ہے اور نبی کریم ﷺ سے اس کی ناآشنائی اور بڑھ جاتی ہے۔ اس وقت یا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے شامل حال ہوتی ہے اور اسے سچی توبہ اور گناہوں سے باز رہنے اور طاعت میں مشغول رہنے کی توفیق مل جاتی ہے جس سے دل روشن اور نورانی ہو جاتا ہے اور اس روشنی کے بقدر نبی اکرم ﷺ کی ذات سے اس کی ناواقفیت دور ہوتی ہے۔ اور جب نبی کریم ﷺ کی معرفت حاصل ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کی معرفت بھی حاصل ہو جائے گی اور جب رسول ﷺ سے ناآشنا ہوگا تو اللہ تعالیٰ کو بھی نہیں جانے گا؛ اس لیے کہ نبی کریم ﷺ کی معرفت ہی اللہ تعالیٰ کی معرفت کا ذریعہ ہے۔

یادل کی تاریکی بڑھتی اور تہ بہ تہ جمتی جاتی ہے؛ کیوں کہ اس نے اللہ کے فرماں برداروں کے کام ترک کر دیے، اس کے دفتر اعمال میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں اور گناہوں کا اضافہ ہوتا گیا، وہ ان معصیتوں اور گناہوں پر ہمیشہ مصر رہا۔ اس نے کافروں اور فاسقوں سے میل جول رکھا، ان سے محبت و الفت کا رشتہ قائم رکھا اور ان کے حالات کو بنظر استہسان دیکھتا رہا اور وہ انہیں کافروں اور فاسقوں کا ایک فرد بن گیا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

مشغری اسکولوں میں مسلم طلبہ کا انجام

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ (۱)

”اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی کرے وہ انہیں میں سے ہے۔“

اسی لیے کہا گیا ہے کہ معاصی کفر کے قاصد ہیں۔ یعنی کفر سے پہلے گناہوں کا صدور ہوتا ہے تاکہ وہ کفر کے لیے دل میں جگہ تیار کریں، پھر وہ کفران گناہوں کے بعد اس جگہ آجاتا ہے۔ اور یہ اس وقت تک ہوتا ہے جب گناہ زیادہ ہوں اور ان پر برابر اصرار کیا جائے۔

فاسق کے دل کی تاریکی دن بدن ذاتی معاصی سے بڑھتی رہتی ہے۔ اور چوں کہ اس کے پاس نیکیاں بھی نہیں ہیں جو گناہوں کا کفارہ بنیں اور ان کا اثر نازل کریں، نیز وہ اپنے معاصی کی تاریکی پر اپنے ہم صحبت کفار و فاسق کی تاریکی سے بھی مدد لیتا ہے اور اسی غفلت میں وہ باقی رہتا ہے، اور ہر لمحہ کفر سے قرب اور ایمان سے اس کی دوری بڑھتی رہتی ہے، ساتھ ہی اس کا دل تاریکیوں کے سمندر میں غرق رہتا ہے جو اسے ہر چہار جانب سے محیط رہتا ہے، اس لیے وہ پورے طور پر بے نور ہو جاتا ہے اور آفتاب رشد و ہدایت محمد ﷺ کے انوار کو دیکھنے سے محروم رہ کر شیطان کا دوست بن جاتا ہے اور ایمان سے نکل کر کفر میں داخل ہو جاتا ہے۔ نسأل اللہ العافیۃ۔

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان کے دل میں بصارت پائی ہی نہیں گئی حالانکہ بچپن میں اس کے اندر دیکھنے اور نہ دیکھنے کی دونوں صلاحیتیں موجود تھیں۔ تو اگر اللہ تعالیٰ اس کے لیے کسی ایسے شخص کو مہیا فرمادیتا جو اسے ایمان کی راہ دکھا دے تو وہ مینا ہو جاتا۔ لیکن جب اس نے ایسا کوئی راہ نما مہیا نہ فرمایا، بلکہ اس کو ایسے افراد مل گئے جن کے ساتھ اس نے اپنی نشوونما کے مدد و سال گزری کی ویز تاریکی میں گزارے۔ جیسے دل کے نابینا والدین، بھائی، بہن، قریبی رشتہ دار، دوست، حباب اور اساتذہ۔ تو وہ انہی کی طرح دل کا اندھا اور بے بصیرت ہو کر نشوونما پائے گا کہ نہ اس کا بصارت سے پہلے سے کوئی تعلق ہے اور نہ انوار کے نظارے کا اسے کوئی موقع ملا۔ اور یہ افرادوں کی حالت ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو حظیرۃ ایمان میں داخل ہونے سے محروم رہے۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے والدین اسے یہودی یا عیسائی یا آگ کا

پجاری بنادیتے ہیں۔“

تو کفر کا سبب بننے والے معاصی کا نابینا پہلے بیٹا تھا پھر نابینائی اس کے پاس دھیرے دھیرے آئی۔ برخلاف اس شخص کے جو کفر ہی پر پروان چڑھا وہ تو بصارت سے بالکل محروم تھا تو یکبارگی اندھے پن کی بیماری میں مبتلا ہو گیا مگر ان دونوں کے درمیان اس کے سوا اور کوئی فرق نہیں ہے کہ پہلا شخص زیادہ برا ہے؛ کیوں کہ اس نے حق کو پہچان کر اس کا دانستہ انکار کر بیٹھا اور دوسرا اس سے کم برا اس لیے ہے کہ اسے تو معرفت حق بالکل حاصل ہی نہیں ہوئی وہ باطل میں پیدا ہوا اور اسی میں اپنی زندگی کے شب و روز گزارے۔ بہر حال دونوں کی نابینائی، تاریکی اور انوار اسلام کے مشاہدے سے ان کی دوری بڑھتی جاتی ہے۔ پھر جس کی حالت یہ ہو گیا اس کے لیے ممکن ہے کہ وہ نبوت محمدی ﷺ کے آفتاب عالم تاب کا نظارہ کر سکے خواہ وہ کتنا ہی روشن ہو اور پوری دنیا اپنی تابناک کرنوں سے مرقع انوار بنائے ہوئے ہو۔ یہاں رکاوٹ اس آفتاب کی طرف سے نہیں ہے کیوں کہ وہ تو بالکل ظاہر و آشکار اور اپنی خیرہ کن روشنی سے معمور ہے۔ بلکہ رکاوٹ اس دل نابینا کی طرف سے ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَكِنْ تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ ①

”آنکھیں اندھی نہیں ہوتی ہیں، بلکہ وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔“

مزید فرمایا: وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَا لَهُ مِنْ نُّورٍ ②

”اور جسے اللہ نور نہ دے اس کے لیے کہیں نور نہیں۔“

بے شک نگاہوں کا اندھا جانتا ہے کہ وہ اندھا ہے اور وہ یہ تصدیق کرتا ہے کہ دن کا سورج موجود ہے اور وہ یہ بھی تسلیم کرتا ہے کہ اس کا سورج کو نہ دیکھ سکتا خود اس کی طرف سے پائی جانے والی ایک رکاوٹ کی وجہ سے ہے۔ لیکن دل کا اندھا اپنے دل کے اندھے پن کو نہ سمجھتا ہے نہ تسلیم کرتا ہے، بلکہ آفتاب نبوت ﷺ کے وجود ہی کا انکار کر بیٹھتا ہے حالانکہ وہ دن کے آفتاب سے بھی زیادہ روشن ہے۔

یہ جان لینے کے بعد آپ کے لیے آیت کریمہ کا معنی پورے طور پر واضح ہو گیا کہ حقیقی اندھا

وہی ہے جو دل کا اندھا ہو، وہ نہیں ہے جو نگاہوں کا اندھا ہو۔ اور یہ سب کچھ معلوم ہو جانے کے بعد آپ کو اس پر تعجب نہیں ہو گا کہ ہمارے برگزیدہ سردار محمد ﷺ کے آفتاب نبوت کا اس کے آسمان انسانیت پر ہمیشہ جلوہ فگن رہنے اور پوری دنیا کو اپنی ضیاء باریوں سے پوری طرح بقعہ نور بنا دینے کے باوجود کفار نے کیوں انکار کیا؟

خاتمہ

جماعت کے ساتھ رہنے، کتاب و سنت کی پیروی کرنے اور یہود و نصاریٰ اور دیگر مذہب والوں کی کتابوں سے اجتناب کرنے کے بیان میں۔

اس میں ذکر کردہ احادیث میں نے حافظ منذری کی کتاب ”الترہیب والترغیب“ اور سام ہندی کی ”ترتیب الجامع الکبیر“ سے لیا ہے۔

امام مسلم وغیرہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ جب خطبہ دیتے تو آپ کی مبارک آنکھیں سرخ ہو جاتیں، آواز بلند ہوتی، اور غضب میں شدت ہوتی۔ ایسا لگتا کہ آپ (دشمن کے) کسی لشکر سے ڈراتے ہوئے ارشاد فرما رہے ہیں: وہ صبح کو یا شام کو تم پر لشکر کشی کرنے والا ہے۔

ارشاد فرماتے: ”مجھے اور قیامت کو ان دونوں کی طرح مبعوث کیا جائے گا“ پھر آپ انگشت شہادت اور بیکی انگلی کو ملاتے۔

مزید فرماتے انا بعد! یقیناً بہترین کلام، کتاب اللہ ہے۔ اور بہترین سیرت محمد ﷺ کی سیرت ہے۔ اور بدترین کام، دین میں کوئی ایسی بات نکالنا ہے جس کی کوئی اصل شریعت میں نہ ہو۔ اور ہر بری بدعت گمراہی ہے۔ پھر فرماتے: ہر مومن پر خود اس سے زیادہ میرا حق ہے جس نے مال چھوڑا وہ اسکے ورثا کے لیے ہے۔ اور جس نے دین اور حاجت مند اہل و عیال چھوڑا اس کے دین کی ادائیگی اور اہل و عیال کی نگرانی میرے ذمہ ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص کوئی ایسا کام کرے جو ہمارے دین کے مطابق نہیں ہے۔ تو وہ نامقبول ہے۔ (امام مسلم)

مشنری اسکولوں میں مسلم طلبہ کا انجام

امام حاکم نے بسند صحیح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کا خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: اے لوگو! بے شک شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ تمہاری اس سرزمین میں اس کی پرستش کی جائے۔ لیکن وہ اس بات پر خوش ہو گا کہ اس کی پیروی ایسے برے کاموں میں کی جائے جنہیں تم حقیر سمجھتے ہو۔ اس لئے ہوشیار رہو! یقیناً میں نے تمہارے درمیان ایک ایسی چیز چھوڑی ہے جسے تم مضبوطی سے تھامے رہو گے تو ہرگز کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔ وہ چیز کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص میری امت میں بگاڑ پیدا ہونے کے وقت میری سنت پر مضبوطی سے قائم رہے گا، اس کو سوشہ بیہ دلوں کا ثواب ملے گا۔ (بیہقی)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شیطان بکری کے بھیڑیے کی طرح، انسان کا بھیڑیا ہے کہ جس طرح جنگل کا بھیڑیا تنہا یا دور چلی جانے والی بکری کو اپنا شکار بنالیتا ہے اسی طرح جماعت اور عام لوگوں سے الگ اور دور رہنے والے کو شیطان بھی اپنا شکار بنالیتا ہے، اس لیے تم جماعت، باہمی الفت و محبت، اور مساجد کو اپنے اوپر لازم کرنا اور گروہوں میں بٹ جانے سے بچو۔ (طبرانی)

ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ میری امت کی رائے کا اتفاق کبھی گمراہی کی بات پر نہ ہونے دے گا اس لیے سواد اعظم کی پیروی کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ کی مدد جماعت کے ساتھ ہے۔ اور جو جماعت سے الگ ہو وہ جہنم میں گیا۔ (حاکم)

حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی مدد جماعت کے ساتھ ہے، لیکن اگر کوئی اس سے الگ ہو جائے تو شیطان اسے اچک لیتا ہے، جس طرح ریوڑ سے الگ تھلگ رہنے والی بکری کو بھیڑیا اچک لیتا ہے۔ (طبہ انی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو ایک سے بہتر ہے۔ تین دو سے اور چار تین سے، تمہارے اوپر جماعت کی پیروی لازم ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد جماعت کے ساتھ ہے اور اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت کو ہدایت پر جمع فرما دیا، یقین رکھو کہ جماعت سے الگ ہونے والا ہر شخص جہنم کی آگ میں جائے گا۔ (ابن عساکر)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کو اس بات سے خوشی ہو کہ اسے جنت میں اعلیٰ مقام ملے، وہ اپنے اوپر جماعت کو لازم کر لے؛ اس لیے کہ شیطان اکیلا کا ساتھ کرتا ہے اور دو سے دور بھاگتا ہے۔ (دیلمی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اپنی جماعت سے الگ ہوا یا ہجرت کے بعد دوبارہ اعرابی ہو گیا اس کے لیے کوئی حجت نہیں ہے۔ (حاکم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک سب سے بڑے بے وقوف اور سب سے بڑے گمراہ وہ لوگ ہیں جو اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی لائی ہوئی کتاب و سنت سے روگردانی کر کے کسی دوسرے نبی یا امت کو اختیار کرے۔ (دیلمی)

حضرت ابو یعلیٰ، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن ابی منصور، نصر مقدسی اور عقیلی، خالد بن عرفہ سے راوی ہیں۔ انھوں نے کہا: میں ابھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ قبیلہ عبیدیس کا ایک شخص آیا۔ حضرت عمر نے اس سے دریافت کیا: تم ہی فلاں عبیدی ہو؟ اس نے جواب دیا: ہاں! اس پر حضرت عمر نے اپنے نیزے سے اسے مارا، اس نے پوچھا۔ امیر المومنین! کیوں یہ سزا دے رہے ہیں؟ حضرت عمر نے ارشاد فرمایا: بیٹھو، وہ بیٹھ گیا، پھر حضرت عمر نے:

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الزَّيْلُكَ اَيْتُ الْكِتَابِ الْهَبِيْنِ ۝ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ قُرْءَانًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ (۱)

مشنری اسکولوں میں مسلم طلبہ کا انجام

سے ”لمن الغافلین“ تک تین بار ان آیات کی تلاوت فرمائی اور تینوں بار اسے مارا۔ اس شخص نے پوچھا: امیر المؤمنین! کیوں مار رہے ہیں؟ حضرت عمرؓ نے جواب دیا: تم نے ہی حضرت وانیالؓ کی کتاب نقل کی ہے نہ۔ اس نے کہا: آپ اپنا حکم صادر فرمائیں، میں اس کی پیروی کروں گا آپ نے فرمایا: جاؤ اور اسے سیانی اور اون سے مٹا ڈالو، پھر اب نہ اسے خود پڑھنا اور نہ کسی کو پڑھانا، اور اگر مجھے خبر ملی کہ تم نے اسے پڑھا ہے یا کسی کو پڑھایا ہے تو میں تمہیں سخت سزا دوں گا۔ پھر حضرت عمرؓ نے خود بیان فرمایا کہ میں نے کتابیوں کی ایک کتاب کو نقل کیا پھر اسے ایک چمڑے میں لپیٹ کے سرکاری بارگاہ میں حاضر ہوا، سرکارِ نبویؐ نے پوچھا: عمر! تمہارے ہاتھ میں کیا ہے؟ میں نے جواب دیا: یا رسول اللہ! یہ کتاب ہے، جسے میں نے اپنے حاصل شدہ علم پر اضافہ کے لئے نقل کیا ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ سخت غضب ناک ہوئے۔ یہاں تک کہ آپ کے دونوں رخسار مبارک سرخ ہو گئے۔ پھر بلند آواز سے الصلاۃ جامعہ کہہ کر لوگوں کو جمع کیا گیا، انصار نے سوچا کہ رسول اللہ ﷺ کو تمہارا غضب ناک کر دیا ہے، سب لوگوں نے حاضر بازگاہ ہو کر منبر رسول ﷺ کو گھیر لیا حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! بیشک مجھے جامع اور مختصر کلمات اور ان کے خواتیم سے نوازا گیا ہے اور میں وہ کلمات تمہارے پاس اس طرح لے کر آیا ہوں کہ وہ صاف ستھرے اور بے غبار ہیں: اس لیے کہیں اور حیران و سرگرداں نہ ہو۔ اور دین میں حیران و سرگرداں لوگ تمہیں دھوکے میں نہ ڈالیں۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں: میں نے کھڑے ہو کر عرض کی: میں اللہ تعالیٰ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور آپ کے رسول ہونے پر راضی ہوں، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ منبر سے نیچے تشریف لائے۔ حضرت عمرؓ سے مروی ہے، انھوں نے کہا کہ رسول علیہ الصلاۃ والسلام نے مجھ سے دریافت فرمایا: ابن خطاب! کیا تم لوگ ان جامع و مختصر کلمات کے بارے میں تردد و حیرانی میں مبتلا ہو؟ سن لو! اس ذات کی قسم جس نے مجھے نبی برحق بنا کر بھیجا، بے شک میں تمہارے پاس ان ستھرے اور واضح کلمات لے کر آیا ہوں۔ اس ذات کی قسم جس نے مجھے برحق نبی بنا کر بھیجا، اگر میرے زمانے میں موسیٰ کلیم اللہ ہوتے تو وہ میری ہی پیروی کرتے (داری)

حضور ﷺ نے اگرچہ خاص طور سے حضرت موسیٰؑ کا ذکر فرمایا لیکن حضرت عیسیٰؑ اور دیگر انبیاء علیہم السلام کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر وہ سرکار علیہ الصلاۃ والسلام کا

زمانہ پاتے تو حضور ہی کی پیروی کرتے اور آپ ہی کی امت میں ہوتے، اس لیے کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر توریت اتری اور اس کے احکام شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوخ ہو گئے۔ اور جہاں تک سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی بات ہے تو وہ بھی توریت کی شریعت کے اثبات و توضیح کے لیے تشریف لائے۔ یہی وجہ ہے کہ انجیل میں احکام کا بیان نہیں ہے۔ اس میں صرف قصص اور پند و نصائح کا بیان ہے۔

اس بات پر دلیل کہ انبیاء کرام اگر حضور کا زمانہ پاتے تو آپ ہی کی پیروی کرتے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

وَ إِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْنَاكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَ لَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ ءَأَقْدَرْتُمْ ؕ وَ أَخَذْتُكُمْ عَلَىٰ ذٰلِكُمْ ؕ اِصْرِي قَالُوْا اَقْدَرْنَا قَالَ فَاَشْهَدُوْا ؕ اَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ ۝۱۰

اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے عہد لیا: میں تم کو جو کتاب اور حکمت دوں پھر تمہارے پاس وہ رسول تشریف لائیں جو تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائیں تو تم ضرور ان پر ایمان لا نا اور ضرور ان کی مدد کرنا۔ فرمایا: کیا تم لوگوں نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا: تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔ ایک دوسری حدیث میں موسیٰ علیہ السلام کے علاوہ ایک دوسرے پیغمبر کا بھی ذکر آیا ہے۔

نبیہقی اور عبدالرزاق نے حضرت زہری سے مرسل روایت کی، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، اگر تمہارے درمیان میری موجودگی کے زمانے میں حضرت یوسف علیہ السلام تمہارے پاس تشریف لاتے اور تم مجھے چھوڑ کر ان کی پیروی کرتے تو ضرور گمراہ ہو جاتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے توریت سیکھنے کے بارے میں دریافت کیا تو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: توریت نہ سیکھو، بلکہ قرآن سیکھو جو تمہاری طرف اتارا گیا اور اس پر ایمان رکھو۔ (نبیہقی) ابو نعیم نے حلیہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی، انھوں نے بیان کیا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں خیر گیا۔ وہاں میں نے ایک یہودی کو ایک ایسا کلام پڑھتے ہو

مشنری اسکولوں میں مسلم طلبہ کا انجام

ہے پایا جو مجھے بھاگیا، میں نے اس سے پوچھا: جو تم پڑھ رہے تھے وہ مجھے لکھوا سکتے ہو۔ اس نے جواب دیا: ہاں! میں ایک چمڑے لکرا کر اس کے پاس گیا تو وہ مجھے املا کرانے لگا۔ جب میں واپس لوٹا، تو حاضر خدمت ہو کر میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں ایک یہودی سے ملا وہ ایک ایسا کلام پڑھ رہا تھا کہ آپ کے بعد میں نے ویسا کلام نہیں سنا۔ حضور ﷺ نے پوچھا: شاید تم نے اسے لکھ بھی لیا ہے، میں عرض کی: ہاں! سرکار نے حکم دیا میرے پاس لے کر آؤ، میں گیا اور اسے لے کر آیا تو سرکار نے فرمایا بیٹھ کر اس کو پڑھو۔ کچھ دیر میں نے اسے پڑھا پھر آپ کے رخسار مبارک کو دیکھا کہ اس کا رنگ بدل چکا ہے اب میں مارے خوف کے ایک حرف بھی آگے نہ بڑھ سکا، اس کے بعد میں نے سرکار ﷺ کو وہ پیش کر دیا پھر حضور ﷺ اس کے ایک ایک نقش کو اپنے لعاب سے مٹانے اور یہ ارشاد فرمانے لگے: ان لوگوں کی بات نہ مانو، یقیناً یہ لوگ حیران و سرگرداں ہیں۔ بالآخر آپ نے اس کا آخر حرف تک مٹا ڈالا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل کتاب سے کسی بھی چیز کے بارے میں مست پوچھو، کیوں کہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ وہ تمہیں سچی بات بتائیں اور تم انہیں جھٹلاؤ، یا وہ تمہیں جھوٹی بات بتائیں اور تم ان کی تصدیق کر بیٹھو۔ تمہارے اوپر قرآن کی پیروی لازم ہے۔ بے شک اس میں تمہارے اگلوں اور بعد والوں کی خبریں ہیں اور تمہارے باہمی معاملات کا واضح بیان موجود ہے۔ (ابن عساکر)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے کہا: اہل کتاب عبرانی زبان میں توریت پڑھتے تھے اور مسلمانوں کے لیے عربی میں اس کی تفسیر کرتے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل کتاب کی نہ تصدیق کرو اور نہ ان کو جھٹلاؤ، بلکہ کہو، ہم اللہ تعالیٰ پر اور اس قرآن پر ایمان لائے جو ہماری جانب اتارا گیا۔

یہ حکم اس وقت ہے جب ہمارے دین کی علانیہ مخالفت نہ ہوتی ہو اور اگر ہمارے دین کی کھلم کھلا مخالفت ہوتی ہو تو ان کی تکذیب ہم پر واجب ہے۔ اور اگر ہمارے دین کی بظاہر موافقت ہوتی ہو تو اس صورت میں ہم ان کی تصدیق کریں گے۔

توریت و انجیل وغیرہ پڑھنے کا حکم بیان کر کے میں اس خاتمہ کو مکمل کرتا ہوں۔

شہاب خفاجی نے ”شرح الشفاء“ کے شروع میں عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی وہ روایت نقل کی ہے جس میں توریت سے متعلق عطاء بن یسار کی جانب سے پوچھے گئے سوال کے

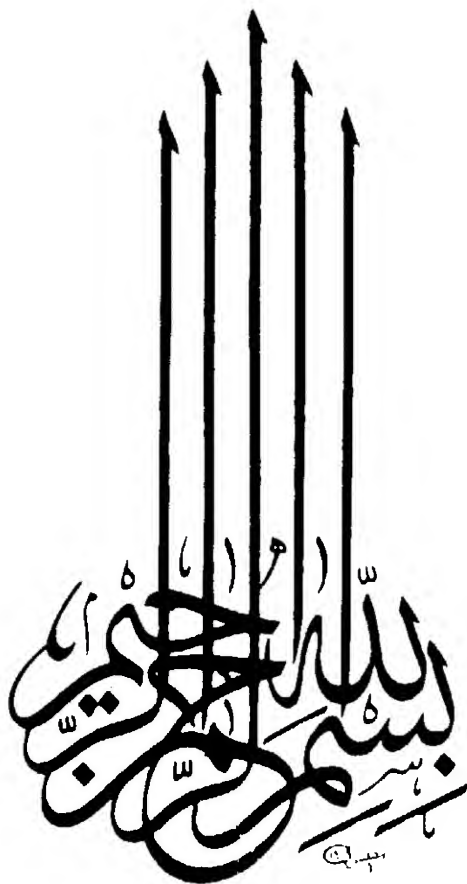
جواب میں نبی کریم ﷺ کی کیفیت کا بیان ہے۔ اس کے بعد شہاب خفاجی نے بیان کیا: اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ قریشی اور عربی تھے، لہذا ان سے توریت وغیرہ کتب قدیمہ کے بارے میں پوچھنا مناسب نہ تھا اور فقہانے بیان کیا ہے کہ ان کا پڑھنا جائز نہیں ہے۔ تو اس کا کیا جواب ہوگا؟

میں کہتا ہوں: اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ توریت پڑھتے تھے اور اسے لکھتے بھی تھے، اور برہان طبری نے متقی میں ذکر کیا ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ توریت زبانی یاد کرتے تھے، اور بزار نے بروایت ابن لہیعہ عن وہب بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ ان کے ایک ہاتھ میں شہد ہے اور دوسرے میں گھی۔ اور وہ دونوں کو چاٹ رہے ہیں، جب صبح ہوئی تو انھوں نے نبی کریم ﷺ کے سامنے اپنا خواب بیان کیا۔ حضور ﷺ نے ان سے ارشاد فرمایا: تم توریت اور قرآن دونوں کی تلاوت کرتے ہو۔ اور وہ واقعی دونوں کی تلاوت کیا کرتے تھے۔

اور جہاں تک توریت کی قراءت سے ممانعت کی بات ہے، تو اگرچہ فقہانے اس کو صراحتاً بیان کیا ہے لیکن یہ حکم اپنے اطلاق پر نہیں ہے؛ اس لیے کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم توریت پڑھتے تھے، اور سرکار علیہ الصلاۃ والسلام نے انھیں منع بھی نہیں فرمایا، لہذا اثابت ہوا کہ یہ حکم اس شخص کے ساتھ مقید ہے جو اس کے منسوخ اور تحریف شدہ احکام میں فرق و امتیاز نہ کر سکے۔ اور اس میں مشغول ہو کر اپنا وقت برباد کرے لیکن جو شخص ایسا نہ ہو اس کے لیے توریت پڑھنا منع نہیں ہے بلکہ رجم وغیرہ جن احکام کے یہود منکر ہیں ان میں ان پر الزام کے لیے توریت کا پڑھنا مطلوب ہے۔

پھر خفاجی نے کہا: بعض شروح میں مصنف وغیرہ پر اعتراض کیا گیا ہے جو توریت اور دوسری تحریف شدہ آسمانی کتابوں سے زیادہ نقل کرتے ہیں۔ حالانکہ فقہانے ان کا پڑھنا اور ان میں غور و فکر کرنا حرام قرار دیا ہے۔ کیوں کہ ان میں تحریف و تبدیلی کر دی گئی ہے۔ اور بعض فقہانے مباحثہ سے کام لیتے ہوئے کہا: توریت کے اوراق سے استنباط کرنا جائز ہے، لیکن یہ نہایت ہی نا مناسب حکم ہے جس کو زبان پر لانا بھی مناسب نہیں ہے۔

شرح تجانی میں ہے، اگر ان کتابوں میں کوئی ایسی بات موجود ہو جس میں تحریف نہ ہونے پر نظر جمی ہو اور اس میں بر کرنے سے کسی مقصد شرعی کا حصول ہو تو ہوتا ہو تو بعید نہیں کہ اس میں غور کرنا اور مشاہدہ کرنا ہونا جائز ہو۔



هذا كتاب ارشاد الحيارى في تحذير المسلمين
من مدارس النصارى تأليف العالم الفاضل
الشيخ يوسف ابن اسماعيل النبهاني
رئيس محكمة الحقوق في
بيروت حالا أطلال
الله بهاء
آمين

قال في نفع الطيب قال أبو محمد عبد الحق الاشيلي رحمه الله تعالى
لا ينجذ عنك عن دين الهدى نفر * لم يرزقوا في التماس الحق تأييدا
عمى القلوب عروا عن كل فائدة * لانهم كفروا بالله تقليدا

(طبع برخصة نظارة المعارف في الاستانة العلية المؤرخة
١٠ محرم سنة ١٣١٩ و ١٦ نيسان سنة ١٣١٧ نمرة ٥٩)

(طبع بالمطبعة الحميدية المصرية سنة ١٣٢٢)

﴿بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ﴾

الحمد لله على جميع نعمه ولا سيما نعمة الايمان والاسلام * والصلاة والسلام على سيدنا محمد سيد الرسل الكرام * وأفضل من هدى الله به الانام * وعلى آله وأصحابه الائمة للاعلام ﴿﴿﴾ أما بعد ﴿﴿﴾ فان من أعظم المصائب على الملة الاسلامية * والامة المحمدية * ما هو جار في هذه الايام * في كثير من بلاد الاسلام * من ادخال بعض جهلة المسلمين أولادهم في المدارس النصرانية * لتعلم بعض العلوم الدنيوية واللغات الافرنجية * وفي ضمن ذلك يتعلمون الديانة المسيحية * ويشاركون أولاد النصارى في عباداتهم الدينية * بما هو كفر صريح * لا يرضى به الله تعالى ولا محمد صلى الله عليه وسلم ولا المسيح * مع انه تنفى عن تلك المدارس التي افتتحها النصارى والافرنج في البلاد الاسلامية لاغواء أولاد المسلمين وغيرهم المدارس الاسلامية * الكثيرة التي تزيد على المئات والالوف التي افتتحها في سائر انحاء ممالكه المحروسة خليفة العصر حضرة سيدنا السلطان الاعظم أمير المؤمنين السلطان الغازي عبد الحميد خان الثاني * أعز الله به الاسلام والمسلمين * وأدام له النصر العزيز والفتح المبين * فقد فتح بعون الله تعالى وحسن توفيقه وأمداد روحانية نبيه الاعظم * صلى الله عليه وسلم * من المدارس في دار خلافته القسطنطينية * وسائر ممالك دوله العلية العثمانية * حرسها الله من كل

بلیۃ * ماینبی المسلمین عن التطلع الی مدارس النصاری فی علم من العلوم
الدنیویۃ والاخریۃ * أولفۃ من اللغات الشرقیۃ والغربیۃ کل فذلک حرصا
منہ علی سلامة دینہم ودنیاهم فهو لصرہ اللہ * وحرصہ وحماء * بحکم
الاب الشفوق لجميع المسلمین * بل هو أحرص منہم علی حسن نزیۃ
أولادہم بالصفۃ المشروعة الی تجمیع بین سعادۃ الدنیا والدين * وسلامة
عقائد المسلمین * والمحمد للہ رب العالمین * فلما رأیت ذلک كذلك *
وعلمت یقینا ان کل من أدخل ولده من المسلمین الی تلك المدارس
النصرانیۃ فقد ألقى نفسه ولده فی أعظم المہاک * وصرفت انہ لا یجوز
لی بل ولا لغيری من أهل الملة الاسلامیۃ * السکوت علی هذه المنکرات
التي هی علی الملة والامة أعظم بلیۃ * ألفت هذا الکتاب النافع لكل من
یقبلہ وبقبل علیہ * من اخوانی المسامین المحتاجین الیہ * منذرآ بہ کل
من یلنہ منہم فی سائر الاقطار * مینا فیہ طریق الجنة وطریق النار
* حتی لا یكون عذر من الاعذار * عند اللہ تعالی الواحد القہار * ان
یفعل هذا المنکر أویسکت علیہ مع القدرة علی انکارہ بوجہ من وجوہ
الانکار وسمیتہ (ارشاد الحباری * فی تحذیر المسلمین من مدارس
النصارى) ورتبتہ علی مقدمة وأربعین فصلا وخاتمة وأسأل اللہ تعالی
أن یجملہ خالصا لوجہہ الکریم * وأن ینفع بہ النفع العمیم * بحجاء نبیہ
سیدنا محمد الرؤف الرحیم * علیہ وعلى آلہ وأصحابہ أفضل الصلاة
والتسليم * (تبیہ) * قد رتبت اصول هذا الکتاب الاربعین بحسب
ما ألهنی اللہ تعالی وقت تألیفہا وکتابہا وقد تکرر فیہا قلیل من المعانی
وقت الکتابۃ فابقیہا بحد تمامہا علی وضعہا وقت التألیف ولم أتصرف
فیہا بتأخیر مقدم أو تقديم مؤخر ولا بحذف شیء مما تکرر لان

التكرار فيه قمع وليس في التقديم والتأخير أدنى ضرر (واعلم) قبل
الشروع في المقدمة ان بعض المنكرات لا تحتاج لاقامة دليل يثبت انها
أمر منكر بل بالنظر الى شدة قبحها وظهور شاعتها * يكفي في انكارها
بمجرد حكاية حالها * مثلا اذا زنى رجل بامرأة نهرا في الملاء العام في
جميع الناس فهذا لا يلزمك اقامة دليل لتقبيح فعله بل بمجرد حكاية حاله
هذه القبيحة كاف للانكار والتشنيع عليه ومن ذلك بل أعظم والله من
ذلك ما ارتكبه هؤلاء الفساق المارق من جهلة المسلمين من ادخال
أولادهم في مدارس النصارى ولا سيما على الشروط الآتية فاذا قلت فلان
المسلم أدخل ولده الى مدرسة نصرانية بشرط ان يتعلم دين النصارى
ويدخل الى الكنيسة مع أولاد النصارى ويسجد معهم عبادة النصارى
فهذا الفعل بالنظر لكونه باغ منتهى القباحة والشناعة كما ان فاعله باغ
منتهى الضلال والرقاعة * لا يحتاج لاقامة دليل على اثبات قباحته
وكونه من أنكر المنكرات * وأشنع الشناعات * بل بمجرد حكايته * كاف
لاظهار شناعته * وذنم من ارتكبه من الجاهل * وأهل الفسوق والضلال
ويا ليت شعري اذا كان هذا الجاهل الفاسق أو المنافق المارق لا يخشى
الله ولا يستحي من الله ولا يخاف من العقاب والحساب لم لا يستحي من
جماعته وأهل ملته الذين يعيش هو وولده معهم في طار وشار * بعد
ارتكابه هذه الافعال التي لا يرتكبها الا الاشرار * بل والله انه يسقط
أيضا من عين الكفار * لأنهم يقولون ان هذا الرجل ليس له دين فلا
ينظرونه لظن أمين * لعلمهم انه لا يريد تصير ولده حقيقة بادخاله
مدرستهم على شروطهم وانما يعلمون ان تهاونه في دينه أداه الى قبول
ذلك * غير مبال بما يلحقه وياحق ابنه في دينهما من المهلاك * ومثل

هذا أعظم عذره قول رسول الله صلى الله عليه وسلم (إِذَا لَمْ تَسْجِدْ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ) وهو قد نزع ربة الحياء * وصار عنده الكفر والايان والمدح والذم سواء * وهذا أوان الشروع في مقدمة الكتاب * والحمد لله الهادي الى الصواب

(المقدمة تشتمل على مبحثين البعث الاول في بعض ماورد في النصيحة من الآيات القرآنية والاحاديث النبوية وقد اختصرته كالمبحث الثاني من شرح مسلم ورياض الصالحين الامام النووي وشرحه لابن علان سوى عبارة الشيخ الاكبر فقد نقلتها من كتابه)

قال الله تعالى اخبارا عن نوح صلى الله عليه وسلم عما قاله لقومه (وَأَنْصَحُكُمْ) قال السامى في الحقائق قال بعضهم أنصح لكم أي أدلكم على طريق رشدكم وقال شاه الكرماني علامة النصيحة ثلاثة اغتمام القلب بمصائب المسامين وبذل النصح لهم وارشادهم الى مصالحهم وان جهلوا وكرهوه * وقال تعالى مخبرا عن قول هود صلى الله عليه وسلم لقومه (أَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ) أي فيما أمركم به من عبادة الله تعالى وترك ما سواه (أَمِينٌ) على تبليغ رسالته وأداء النصح * وأما الاحاديث فكثيرة روى مسلم عن أبي رقية نعيم بن أوس الداري رضى الله عنه ان النبي صلى الله عليه وسلم قال (الدين النصيحة) أي هي عماد الدين وقوامه كقوله (الحج عرفة) أراد صلى الله عليه وسلم المبالغة في مدح النصيحة حتى جعلها كل الدين وان كان الدين شتملا على خصال كثيرة غيرها (فَلَمَّا لِمَنْ قَالَ لِلَّهِ) قال الخطابي النصيحة لله تنصرف الى الايمان به ونفى الشريك عنه وترك الالحاد في صفاته وأسمائه ووصفه بصفات الجلال والكمال وتزويه عن جميع أنواع النقائص والقيام بطاعته واجتناب معصيته والحب

فيه والبغض فيه وموالاة من أطاعه ومعاداة من عصاه وجهاد من كفر به والاعتراف بنعمه وشكره عليها والاخلاص في جميع الامور والدعاء الى جميع الاوصاف المذكورة والحث عليها ولتلطاف بالناس وتعليم ذلك لمن أمكنه منهم علمها قال وحقيقة هذه الاوصاف راجعة الى الصديق نصيحة نفسه فانه تعالى غنى عن نصيح التامهين وعن العالمين (وَلِكِتَابِهِ) قال العلماء النصيحة له الايمان بانه كلام الله وتزيله لا يشبهه شئ من كلام الخلق ولا يقدر على مثله أحد منهم وثلاوته حق تلاوته وتحسينه والخشوع عندهما واقامة حروفه في التلاوة والذب عنه تأويل المحرفين والتصديق بما فيه والوقوف مع أحكامه وقضيم علومه وامثاله والاعتناء بمواعظه والتفكر في عجائبه والعمل بمحكمه والتسليم لمتشابهه والبحث عن عمومه وخصوصه وناسخه ومنسوخه وسائر وجوهه ونشر علومه والدعاء اليه والى ما ذكرنا من نصيحته (وَارْسُولِهِ) ونصيحته صلى الله عليه وسلم تصديقه على الرسالة والايمان بجميع ما جاء به وطاعته في أوامره ونواهيه ونصرته حيا وميتا ومعاداة من عاداه وموالاة من والاه واعظام حقه وتوقيره واحياء طريقته وسنته وبث دعوته ونشر أحاديثه واستفادة علومها والتفقه في معانيها والدعاء اليها والتلطف في تعليمها واعظامها واجلالها والتأديب عند قراءتها والامساك عن الكلام فيها بغير علم واجلال أهلها لاتسابهم اليها والتخاق باخلاقه صلى الله عليه وسلم والتأديب بأدابه وعجبه آله وأصحابه وبنض أرباب البدع في السنة والمتعرضين لاحد من الصحابة رضى الله عنهم (وَالْأُئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ) ونصيحتهم بمعاوشتهم على الحق وطاعتهم فيه وأمرهم به وتنبيههم وتذكيرهم برفق ولطف واعلامهم بما غفلوا عنه ولم يبينهم من حقوق المسلمين وترك الخروج

عليهم وتألف قلوب المسلمين لطاعتهم وان لا يفرهم بالثناء الكاذب عليهم
ويدعو لهم بالصلاح هذا كله بناء على ان المراد بهم الخلفاء وغيرهم ممن
يقوم بأمر المسلمين وهذا هو المشهور وحكا الخطابي ثم قال وقد يتأول
ذلك على الائمة الذين هم علماء الدين ونصيحتهم قبول مارووه وتقليدهم
في الاحكام واحسان الظن بهم (وعامتهم) وهم عموم المسلمين ونصحهم بارشادهم
لمصالحهم في دنياهم وآخراتهم واعانتهم عليها بالقول والفعل وستر
عوراتهم وسد خللاتهم ودفع المضار عنهم وجلب المنافع اليهم وأمرهم
بالمعروف ونهيهم عن المنكر يرفق وان يحب لهم كما يحب لنفسه ويكره
لهم ما يكره لنفسه ويذب عن أنفسهم وأموالهم وأعراضهم بالقول والفعل
وحثهم على التخلق بجميع ما ذكرناه من أنواع النصيحة وقد كان في
السلف من تبلغ به النصيحة الى الاضرار بدنياء ولم يبال بذلك قال ابن
بطلان وهذا الحديث يدل على ان النصيحة تسمى دينا واسلاما وان
الدين يقع على القول والنصيحة فرض كفاية يجزى فيه من قام به
ويستقط عن الباقيين وهي لازمة على قدر الطاقة والحاجة اذا علم الناسح
انه يقبل نصحه ويطاع أمره وأمن على نفسه المذكور فاذا خشي اذى
فهو في سعة * وفي الحديث الصحيح المتفق عليه عن جرير بن عبد الله
رضي الله عنه قال (بَابَتْ) أي طأدت النبي صلى الله عليه وسلم (على إقام
الصلاة وإيتاء الزكاة والنصح لكل مسلم) * وفي الحديث الصحيح
المتفق عليه عن أنس رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال (لا يؤمن
أحدكم حتى يحب لأخيه من الخير ما يحب لنفسه) قال ابن الصلاح
وهذا قد يبعد من الصعب المتع وليس كذلك اذ معناه لا يكمل إيمان أحدكم
حتى يحب لأخيه في الاسلام ما يحب لنفسه * وفي الحديث الصحيح (المؤمنون

كَالْجَسَدِ الْوَاحِدِ إِذَا اشْتَكَى مِنْهُ عُضْوٌ وَاحِدٌ تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ
 بِالْحُسْنَى) وَقَالَ سَيِّدِي الشَّيْخُ الْأَكْبَرُ عَمِّي الدِّينُ بْنُ الْعَرَبِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
 فِي أَوَّلِ كِتَابِهِ الْأَمْرَ الْحَكَمَ الْمَرْبُوطَ بِمَا يَلْزَمُ الشَّيْخَ وَالْمَرْبُوبَ مِنَ
 الشَّرْطِ مَا نَصَّهُ لِمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ
 الْأَقْرَبِينَ) دَعَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَابَتَهُ وَوَقَفَ عَلَى الصَّفَا وَأَخَذَ
 يَنْذِرُهُمْ وَيَقُولُ مَا أَمَرُ بِهِ أَنْ يَقُولَ عَلَى مَا ذَكَرَهُ مُسْلِمٌ فِي حَجَّتِهِ وَخَرَجَ
 مُسْلِمٌ أَيْضًا فِي الصَّحِيحِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ الدِّينُ
 النَّصِيحَةُ قَالُوا مَنْ يَأْرُسُ اللَّهَ قَالَ اللَّهُ وَلِرَسُولِهِ وَلِأُمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَتِهِمْ
 وَالْأَقْرَبُونَ أَوْلَى بِالْمَعْرُوفِ فِي حَكْمِ الشَّرْعِ وَالْأَقْرَبُونَ عَلَى نَوْعَيْنِ قَرَابَةُ طَبِيعَةٍ
 وَهِيَ قَرَابَةُ النَّسَبِ وَقَرَابَةُ دِينِيَّةٍ وَالْمَعْتَبَرُ فِي الشَّرْعِ الْقَرَابَةُ الدِّينِيَّةُ قَالِ النَّبِيُّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَتَوَارَثُ أَهْلُ مِلَّتَيْنِ فَلَوْلَا الدِّينُ مَا وَرَثَتْ
 قَرَابَةُ الطَّبِيعَةِ شَيْئًا وَلَقَدْ أَشَارَ شَيْخُنَا أَبُو الْعَبَّاسِ إِشَارَةً بَدِيعَةً وَذَلِكَ أَنِّي
 دَخَلْتُ عَلَيْهِ يَوْمًا فَقُلْتُ الْأَقْرَبُونَ أَوْلَى بِالْمَعْرُوفِ فَقَالَ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى
 وَقَالَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى (إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ) فَذَا ثَابِتُ الْإِيمَانِ كَانَتْ
 الْإِخْوَةُ وَإِذَا كَانَتْ الْإِخْوَةُ كَانَتْ الشَّفَقَةُ وَالرَّحْمَةُ وَلَا مَعْنَى لِنَشْفَقَةِ وَالرَّحْمَةِ
 إِلَّا أَنْ تَنْقُذَ أَخَاكَ مِنَ النَّارِ إِلَى الْجَنَّةِ وَتَقْلَهُ مِنَ الْجَهْلِ إِلَى الْعِلْمِ وَمَنْ الذَّمُّ
 إِلَى الْحَمْدِ وَمَنْ التَّقْصُصُ إِلَى الْكَمَالِ فَانْهَ لَا يَكْمُلُ إِيْمَانُ الْعَبْدِ حَتَّى يَحِبَّ
 لِأَخِيهِ مَا يَحِبُّ لِنَفْسِهِ عَلَى مَا ذَكَرَهُ مُسْلِمٌ فِي مُسْنَدِهِ وَالْمُؤْمِنُونَ يَدُ وَاحِدَةٍ عَلَى
 مِنْ سَوَاهِمِ وَالْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبَنِيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بِمَضَا فَاعْلَمْ أَنَّ الْمُؤْمِنِينَ
 بِهَذَا الْحَكَمِ يَحِبُّ لَصَحْبِهِمْ وَأَنْبَاءِهِمْ مِنَ الْغَفْلَةِ وَابْقَاظِهِمْ مِنْ نَوْمِ الْجَهَالَةِ
 وَانْقَازِهِمْ مِنْ شَفَا الْحَفَرَةِ النَّارِيَةِ الَّتِي هُمْ عَلَيْهَا اتَّهَى كَلَامُ سَيِّدِي عَمِّي
 الدِّينِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَنَفَعْنَا بِرِكَاتِهِ قَالَ جَامِعُهُ الْفَقِيرُ يُوسُفُ النَّبَهَائِيُّ عَفَا

الله عنه فقد ظهر ان النصيحة مطلوبة شرطا طلبا مؤكدا غاية التأكيد
 لجماها نفس الدين بقوله صلى الله عليه وسلم الدين النصيحة
 ومع ذلك فهي على مراتب كثيرة أعلاها ما يتعلق في أمور الدين ولا سيما
 ما يتعلق في أساسه بحيث يخشى على من تلزمك نصيحتة مفارقتة للإسلام
 والعياذ بالله تعالى لتعاطيه أسبابا قد يجهلها فحينئذ تجب نصيحتة وتنبهه
 على تلك الأسباب ويتأكد ذلك على كل من عرفها غاية التأكيد الذي
 مافوقه تأكيد ومن ذلك ما هو واقع في هذه الايام في بعض البلاد من
 ادخال بعض جهال المسلمين أولادهم الى مدارس النصارى فيمكنون
 فيها سنوات عديدة * ويخرجون وقد انحلت منهم في الغالب العقيدة
 * ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم * ونسألك اللهم بحجاء نبيك سيدنا
 محمد الرؤف الرحيم * عليه أفضل الصلاة والتسليم * أن نديم علينا وعلى
 جميع المسلمين * نعمة دينك المين * والهداية الى صراطك المستقيم *
 صراط الذين أنعمت عليهم غير المتضروب عليهم ولا الضالين آمين
 (المبحث الثاني في الامر بالمعروف والنهي عن المنكر) قال الله تعالى
 ﴿وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ﴾ وهو كل ما يرغب فيه من الافعال
 الحسن وقيل كناية عن الاسلام ﴿وَبَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ
 الْمُنْكَرِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ وقال تعالى ﴿كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ
 لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ فمن تحقق في هذا
 الوصف فهو من أفضل الامة * وقال تعالى ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ
 وَغَرِّضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ﴾ وقال تعالى ﴿وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ
 بَعْضٍ﴾ قال السلمي في الحقائق أي أنصار يتعاونون على العبادة ويتبادرون
 البهاوكل واحد منهم بشد ظهر صاحبه ويمنه على سبيل نجاته ألا ترى

ان النبي صلى الله عليه وسلم يقول (الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبَيْتَانِ بَشْدُ بَعْضُهُ
بَعْضًا) وقال صلى الله عليه وسلم الْمُؤْمِنُونَ كَالْجَسَدِ الْوَاحِدِ • وقال أبو بكر
الوراق المؤمن يوالى المؤمن طبعاً وسجية (يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ
الْمُنْكَرِ) ضد وصف المنافقين وقال تعالى (لِئِنْ أَلَدْتُمْ كَفَرْنَا مِنْ
بَنِي إِسْرَآئِيلَ عَلَى لِسَانِ دَاوُدَ وَعِيسَى بْنِ مَرْيَمَ ذَلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا
يَعْتَدُونَ) كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُنْكَرٍ فَعَلُوهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ تَرَى
كَثِيرًا مِنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ أَنْفُسُهُمْ أَنْ سَخِطَ
اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ لَهُمْ خَالِدُونَ وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالنَّبِيِّ وَمَا
أَنْزَلَ إِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوا أَوْلِيَاءَ وَلَكِنْ كَثِيرًا مِنْهُمْ فَاسِقُونَ) وقال تعالى
(وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ) أى الحق ما يكون من جهة الله تعالى لا ما يقتضيه
الهموى (فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُكْفُرْ) أى لا بأبالي بإيمان من آمن
وكفر من كفر وفى الحقائق للسلمى قال ابن عطاء الله أظهر الحق للحق سبيل
الحق وطريق الحقيقة فمن سالك فيه بالتوفيق ومعرض عنه بالخذلان فمن شاء
الحق له الهداية هداية الى طريق الايمان ومن شاء له الضلالة سلك به مسلك الكفر
والضلال البعيد وقال تعالى فَأَصْدَعَ أَى اجهر بِمَا تُؤْمَرُ وقال تعالى (فَلَمَّا
نَسُوا مَاذُكِّرُوا بِهِ أَنْجَيْنَا الَّذِينَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوءِ وَأَخَذْنَا الَّذِينَ
ظَلَمُوا بِعَذَابٍ بَلِيِّسٍ أَى شديد بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ) والآيات فى ذلك
كثيرة وأما الاحاديث فقد روى مسلم عن أبى سعيد الخدرى رضى الله
عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول مَنْ رَأَى مِنْكُمْ
أَى معشر المكلفين القاديين من المسلمين فهو خطاب لجميع الامة حاضرها
وغائبها مُنْكَرًا فَلْيَنْهَهِ يَدَهُ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فليُسَكنِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ
فليُقلِّبِهِ وَذَلِكَ أضعفُ الايمان فهو فرض عين لا يستقطن أحد بحال والرضى

بالتكر من أقبح المنكرات وروي البخاري عن الثعلبان بن بشير رضى الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم قال مثلُ القائمِ في حدودِ الله أى المنكر لها والقائم في دفعها وإزالة أفعالها والمراد بالحدود ما نهى الله عنه وألوازم فيها أى مرتكبها كمثل قَوْمٍ اسْتَهْمُوا عَلَى سَفِينَةٍ أَيْ اقْتَرَعُوا عَلَى أَمْكَنَةِ الْجُلُوسِ فِيهَا فَصَارَ بَعْضُهُمْ أَعْلَاهَا وَبَعْضُهُمْ أَسْفَلَهَا فَكَانَ الَّذِينَ فِي أَسْفَلِهَا إِذَا اسْتَقَوْا مِنَ الْمَاءِ مَرُّوا عَلَى مَنْ فَوْقَهُمْ فَقَالُوا كُنَّا أَنَا خَرْنَا فِي نَصِينَا خَرْقًا وَلَمْ نُؤْذِهِمْ فَوَقْنَا فَأَنْ تَرَ كُؤُومَ وَمَا أَرَادُوا هَلَكُوا جَمِيعًا وَإِنْ أَخَذُوا عَلَى أَيْدِيهِمْ نَجَّوْا وَنَجَّوْا جَمِيعًا وَهَكَذَا إِقَامَةُ الْحُدُودِ تَحْصِلُ بِهَا النِّجَاطُ لِمَنْ أَقَامَهَا وَأَقِيَمَتْ عَلَيْهِ وَالْأَهْلُكَ الْعَاصِي بِالْمَعْصِيَةِ وَالسَّائِكُ بِالرَّضَى بِهَا فَفِي الْحَدِيثِ اسْتِحْقَاقُ الْعُقُوبَةِ عَلَى الْعَصِي بِتَرْكِ الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَاتِّهَابِ عَنِ الْمُنْكَرِ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِي تَقْسِي بِيَدِهِ لَتَا مَرْنٌ بِالْمَعْرُوفِ وَلَتَنَهَوْنِ عَنِ الْمُنْكَرِ أَوْ لَيُوشِكَنَّ اللَّهُ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عِقَابًا مِنْهُ أَيْ بِجُورِ الْوَلَاةِ أَوْ تَسَلُّطِ الْعَدِيِّ أَوْ غَيْرِهِ مِنَ الْبَلَاءِ ثُمَّ تَدْعُونَ فَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ وَفِيهِ أَنَّ الْمُنْكَرَ إِذَا لَمْ يُنْكَرْ عَمِ شَوْمُهُ وَبِلَاؤُهُ فَاعْلَاهُ وَغَيْرُهُ كَمَا صَحَّ فِي الْحَدِيثِ الَّذِي رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ جَمَلَةِ حَدِيثٍ أَنَّهُ لَكَ وَفِينَا الصَّالِحُونَ قَالَ نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الْحَبْثُ وَفَسَدَ الْجُمْهُورُ بِالْفُسُوقِ وَالْفُجُورِ وَمَعْنَاهُ إِنْ الْحَبْثُ إِذَا كَثُرَ فَقَدْ يَحْصُلُ الْهَلَاكُ الْعَامُ وَإِنْ كَثُرَ الصَّالِحُونَ فَقِيهِ يَبَانَ شَوْمُ الْمَعْصِيَةِ وَالتَّحْرِيسُ عَلَى انْكَارِهَا قَالَ جَانِبُهُ عَفَا اللَّهُ عَنْهُ وَإِذَا كَانَ الْهَلَاكُ الْعَامُ يَتَرَبَّ عَلَى شَوْمِ الْمَعْصِيَةِ

وعدم انكارها فما بالک بشؤم الکفر وعدم انکاره کادخال اولاد المسلمين الى مدارس النصارى بالشروط المعلومة المشؤمة التى يترتب عليها كفرهم وكفر آبائهم وأولياتهم الراضين بذلك واعلم انه ليس المراد بالهلاك نزول بلاء على مرتكب الذنب والراضى به يموتون به أو يصابون بأنواع المصائب الدنيوية فقط بل يم ذلك المصائب الدينية بل هي أعظم فى الهلاك ولا سيما اذا بلغت الى درجة الکفر والاشراك واليأذ بالله تعالى والى هنا انتهت المقدمة فلنتشرع فى الفصول

(الفصل الاول)

فى بيان الطريق لتأديب اولاد المسلمين فى أول نشوهم قد جمعت هذا الفصل من كتاب رياضة النفس وتهذيب الخلق من احياء علوم الدين للامام الغزالى وقد ذكر فى تهذيب الصبي ثنائى أخرى فليراجعها من شاءها وانما اقتصرت منها على ما يازم هنا قال رحمه الله تعالى اعلم ان الطريق فى رياضة الصبيان من أهم الامور وأوكدھا والصبي أمانة عند والديه وقلبه الطاهر جوهره نفيسة ساذجة خالية عن كل نقش وسورة وهو قابل لكل نقش ومائل الى كل ما يمال به اليه فان عود الخير وعلمه نشأ عليه وسعد فى الدنيا والآخرة وشاركه فى ثوابه أبواه وكل معلم له ومؤدب وان عود الشر وأهمل أهمل البهائم شقي وحلك وكان الوزر فى رقبة القيم عليه والوالى له وقد قال الله عز وجل يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا أَوْلِيَّكُمْ نَارًا وَمَهَا كَانَ الْآبُ يَصُونُهُ عَنْ نَارِ الدُّنْيَا فَبِأَن يَصُونُهُ عَنْ نَارِ الْآخِرَةِ أَوْلَىٰ وَصِيَّاتِهِ بِأَن يُؤَدِّبَهُ وَيَهْذِبَهُ وَيُعَلِّمَهُ مَخَاسِنَ الْأَخْلَاقِ وَيَحْفَظُهُ مِنَ الْقُرْآنِ وَلَا يَمُودَهُ التَّعَمُّ وَلَا يَجِبُ إِلَيْهِ الزَّيْنَةُ وَأَسْبَابُ الرِّقَاقَةِ فَيَضِيعُ عَمَرُهُ فِي طُلُوبِهَا إِذَا كَبُرَ فِيهِ الْهَلَاكُ الْآبِدُ

بل ينبغي أن يراقبه من أول أمره فلا يستعمل في حضائته وارضاعه الا امرأة صالحة متدينة تأكل الحلال فان الابن الحاصل من الحرام لا بركة فيه فاذا وقع عليه نشو الصبي انزعجت طينته من الحث فيميل طبعه الى ما يناسب الحباثت ومهما رأى فيه تخايل التمييز فينبغي أن يحسن مراقبته وأول ذلك ظهور أوائل العبياء فانه اذا كان يحتشم ويستحي ويترك بعض الافعال فليس ذلك الا لاشراق نور العقل عليه حتى يرى بعض الاشياء قبيحا ومخالفا للبعض فصار يستحي من شيء دون شيء وهذا هدية من الله تعالى اليه وبشارة تبدل على اعتدال الاخلاق وصفاء القلب وهو مبشر بكمال العقل عند البلوغ فالصبي المستحي لا ينبغي أن يُهمل بل يستعان على تأديبه بحياته وتمييزه * ثم يشغل في المكتب فيتم القرآن وأحاديث الاخبار وسكايات الابرار وأحوالهم لينغرس في نفسه حب الصالحين ويحفظ أى يمنع من الاشمار التي فيها ذكر العشق وأهله ومن مخالطة الادباء الذين يزعمون أن ذلك من الظرف ورقة الطبع فان ذلك يغرس في قلوب الصبيان بذور الفساد * ومنع من لغو الكلام وفحشه ومن اللعن والسب ومن مخالطة من يجرى على لسانه شيء من ذلك فان ذلك يسري لا محالة من قرناء السوء وأصل تأديب الصبيان الحفظ من قرناء السوء * ومما يبلغ سن التمييز فينبغي أن لا يسمح في ترك الطهارة والصلاة ويؤمر بالصوم في بعض أيام رمضان ويجنب لبس الحرير والدياج والذهب ويعلم كل ما يحتاج اليه من حدود الشرع ويخوف من السرقة وأكل الحرام ومن الحباثة والكذب والفحش وكل ما يغاب على الصبيان فاذا وقع لشوه كذلك في الصبا فهما قارب البلوغ أمكن أن يعرف أضرار هذه الامور فيذكر له أن الاطعمة أدوية وانما المقصود منها أن يقوي الانسان بها على طاعة

الله عز وجل وأن الدنيا كلها لا أصل لها اذ لا بقاء لها وان الموت يقطع لعبها وانها دار ممر لا دار مقر والآخرة دار مقر لا دار ممر وأن الموت مُنتظر في كل ساعة وان الكَيْتس العاقل من تزود من الدنيا للآخرة حتى تَعظم درجته عند الله تعالى ويتسع ليمه في الجنان فاذا كان النشوصا لما كان هذا الكلام عند البلوغ واقما مؤثرا ناجما ثبت في قلبه كما ثبت النقش في الحجر وان وقع النشوب بخلاف ذلك حتى اُلف الصبي اللعب والفحش والوقاحة وشره الطعام واللباس والتزين والتفاخر بنا قلبه عن قبول الحق نبوة الحائط عن التراب اليايس فأوائل الامور هي التي ينبغي أن تُراعى فان الصبي بجوهره خالق قابلا للخير والشر جميعا وانما ابواه يميلان به الى احد الجانبين قال صلى الله عليه وسلم كُلُّ مَوْلُودٍ يُوَلَّدُ عَلَيَّ الْفِطْرَةِ وَإِنَّمَا ابَوَاهُ يَهُودِيَّةً أَوْ يَنْصَرَانِيَّةً وَيُمَجْسِكَانِيَّةً اَتَهَى كَلَامُ الْاِمَامِ الْغَزَالِي بِاِخْتِصَارٍ فَانْظُرْ رَحِمَكَ اللهُ أَيُّهَا الْمُسْلِمُ الْعَاقلُ الْمَشْفِقُ عَلَى نَفْسِهِ وَوَلَدِهِ كَيْفَ مَنَعَ هَذَا الْاِمَامُ الْكَبِيرُ مِنْ تَعْلِيمِ اَوْلَادِ الْمُسْلِمِينَ فِي حِينِ تَأْدِيبِهِمْ فِي صَغَرِهِمُ الْاَشْهُارَ الَّتِي فِيهَا ذَكَرَ الشَّقَّ وَأَهْلَهُ وَمَخَالَطَةَ أَهْلِهَا خَوْفًا عَلَى قُلُوبِهِمْ مِنْ بَذْرِ الْفَسَادِ فَكَيْفَ رَأَى يَقُولُ فِيمَنْ يَدْخُلُ وَلَدَهُ مَدَارِسَ النَّصَارَى فَيَتَعَلَّمُونَ دِينَهُمْ وَيَدْخُلُونَ كَنَائِسَهُمْ وَيَتَعْبُدُونَ فِيهَا بَعَادَتَهُمْ مَعَ اَوْلَادِهِمْ وَيَخَالِطُونَهُمْ وَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمْ وَيَعِيشُونَ مَعَهُمْ لَيْلًا وَنَهَارًا عِدَّةَ سِنِينَ مَا كَانَ يَخْطُرُ فِي بَالِ أَحَدٍ أَنَّهُ يَأْتِي عَلَى الْمُسْلِمِينَ زَمَانٌ يَقَعُ فِيهِ مِنْ بَعْضِهِمْ مِثْلُ هَذَا الْاَمْرِ الشَّيْعِ وَالْفِعْلِ الْفَظِيعِ وَاذْ قَدْ وَقَعَ ذَلِكَ الْاَنَ فِي كَثِيرٍ مِنَ الْبُلْدَانِ وَجِبَ عَلَيْنَا الْاِنْكَارُ وَتَمَيِّزُ سَبِيلِ الْجَنَّةِ مِنْ سَبِيلِ النَّارِ

(الفصل الثاني)

اعلم انى أقمت فى مدينة بيروت مدة طويلة تزيد الى الآن على خمس عشرة سنة فاطلمت فيها على شئ من احوال هذه المدارس النصرانية التى لا يجوز لكل مسلم أن يدخل اليها ولده أو من له حكم عليه بوجه من الوجوه وبيروت هذه هى أعظم مدن سواحل البحر الشامى وقد صارت فى الازمنة الاخيرة مجتمع الواردين من الافطار البعيدة والقريبة من المسلمين وغيرهم ولذلك كان الافرنج فيها عناية مخصوصة ففتحوا فيها المدارس العظيمة وأنفقوا عليها النفقات الكثيرة وعمموا فيها التعليم وقبول التلاميذ من سائر الملل ولكنهم جعلوا من أهم شروطها تعليم دين النصارى وفعل العبادة النصرانية فى كنيسة المدرسة لكل التلاميذ ولم يفرقوا فى ذلك بين أولاد النصارى وأولاد المسلمين فأولاد المسلمين ماداموا فى تلك المدارس هم نصارى كأولاد النصارى من غير فرق وهأنا اسوق لك العبارة التى كنت قبل سنوات كتبها على ظهر كتابى أفضل الصلوات على سيد السادات صلى الله عليه وسلم ثم أنكلم بدها بما يفتح الله به وهى (بلاء عظيم بحجب التيقظ له) ان مدارس الافرنج التى يفتحونها فى البلاد الاسلامية يجمعون من أهم الشروط لدخولها تعليم التلميذ ولو كان مسلماً دين النصرانية ودخوله فى جملة التلاميذ النصارى الى الكنيسة فى كل يوم الى العبادة وفعله معهم الافعال الدينية ومن لا يقبل هذا الشرط لا يقبلونه ويوجد فى بيروت جملة من هذه المدارس وفيها بعض أبناء المسلمين منها المدرسة اليسوعية ومدرسة المطران المارونية وهم لا يلبأون على ذلك لانهم يفعلون فى مدارسهم ما يوافقهم ويبينون شروطهم ولا يجبرون أحدا على الدخول وانما اللوم العظيم على المسلم الذى يرضى بدخول ولده الى هذه المدارس ينال ويقوم ويدخل الكنيسة على الشرط المعلوم والذى أقوله ان المسلم الحقيقى لا يدخل ولده

هذا المدخل الخطير الالجله بشرطهم المذكور أو لجله بالحكم الشرعی فی ذلك أما شرطهم فها هو نمته لعلمه كل احد وأما الحكم الشرعی فی ذلك فهو شائع فی كتب الشریعة الفراء ولا یحیی علی أحد من العلماء وها أنا أقصر علی نقل عبارة الامام القاضی عیاض فی كتابه الشفاء الشریف لعل حکم ذلك كل أحد ولا یبقی عذر بعده لمسلم قال رحمه الله تعالى فی أواخر كتابه المذكور بعد أن ذکر أشياء كثيرة من المكفرات وكذلك نكفر بكل فعل أجمع المسلمون انه لا یهدر إلا من كافر وان كان صاحب مصر حابا لاسلام مع فعله ذلك الفعل كالسجود للصنم أو للشمس والقمر والصایب والنار والسمی الی الكنائس والبیع مع أهلها والتزی بزهر من شد الزنایر وقصص الرؤس فقد أجمع المسلمون أن هذا لا یوجد إلا من كافر وأن هذه الافعال علامة علی الکفر وان صرح فاعلمها بالاسلام انتهت عبارة بحروفها وبعد نشر عبارة هذا الامام ومعرفة الحكم الشرعی فی دین الاسلام واعلان شرط الدخول فی هذه المدارس لم یبق عذر لمن یدعی الجهل فی ذلك من المسلمین فاذا بقی أحد منهم بعد هذا ولده فی تلك المدارس وأمثالها فما هو الا من فقد الیقین وعدم المبالاة بأمر الدین نعوذ بالله من غضب الله انھا لا تعمی الأبصار و لکن تعمی القلوب الّتی فی الصدور و حینئذ یجب علی الحكومة اخراج أولئك المساکین رغما عن أولیائهم * الذین هم أصل بلائهم * و وضعهم فی مدارسها السکافة بتعلیمهم وتهذیبهم * وتدریبهم وتأدیبههم مع السلامة من كل عذور خدمة للدولة والدین * وحامیها سیدنا أمیر المؤمنین نصره الله تعالى

(الفصل الثالث)

وانظر أيها المسلم العاقل رحمك الله * وأرشدك إلی ما فیہ رضاه * الی

اجتهاد الدول الافرنجية في فتح المدارس في بلاد الاسلام * وانفاقهم عليها
 النفقات الكثيرة على عمر الشهور والاعوام * واعتنائهم بشؤونها الاعتناء
 التام * أترأهم يا أخى يفعلون كل ذلك شفقة منهم على ابنك المسلم الذي ليس هو
 من ملتهم ولا من دولتهم وحرصا على نجاحه كلاً والله لم يفعلوا ذلك
 الا لمقاصد مهمة * وفوائد لهم كثيرة جمة * تقابل نفقاتهم واتعابهم أضعافا
 مضاعفة وهي كلها عليك وعلى ابنك وعلى دينك وأهل ملكك دواهي
 عظمى * ومصائب كبرى * يعلم ذلك جميع العقلاء * ولا يخفى الا على
 الجهة الانغياء * فن فوائدهم أهم يخرجون هؤلاء الصبيان الذين
 يتعلمون في مدارسهم من دين الاسلام اخراجا حقيقيا بقلوبهم وان
 بقوا في الظاهر مسلمين ويستجلبون محبتهم لهم محبة ممتزجة بلحمهم
 ودمهم ينشؤون عليها ويعيشون عليها وذلك بتعليمهم لغاتهم وعوائدهم
 وكتبهم وأحوال مشاهيرهم وتراجهم يروبوها لهم المعلمون باجمل الروايات
 وفي ضمن ذلك يذمون لهم عقائد الاسلام ومشاهير المسلمين وأئمة
 الدين حق ربما يتجاوزون الى سيد المرسلين * وحبيب رب العالمين
 صلى الله عليه وعلى آله وصحبه أجمعين وتكرر هذه الامور على سمع
 الصبي المسلم في عدة سنين فلا يخرج من المدرسة الا وقد تجرد بالكلية *
 من دينه وحيته الاسلاميه * وسارت تلك الدولة الممددة للمدرسة التي
 تعلم فيها أحب اليه من دولته وجنسيته أحب اليه من جنسيته * معتقدا
 فيها وفي رجالها الكدال وهو لم يتعلم شيئا من دين الاسلام * وسيرة
 نبيه سيدنا محمد عليه الصلاة والسلام * ومناقب أصحابه الهداة المهديين
 وفضائل أئمة دينه الميين * وأحوال خلفائه الراشدين * ومن بعدهم من
 السلاطين * والامراء العاديين * بل روى له عنهم شياطين أولئك المعلمين

(۲ - ارشاد)

عکس اوصافهم الجميلة * ومناقبهم الجليلة فاعتقد فيهم خلاف الكمال الذي اعتقده على خلاف الحقيقة في أعداء دينه ودولته وهؤلاء التلاميذ يكبرون ويمشون في الظاهر من حجة المسلمين * وفي الحقيقة هم أعداء للدولة والدين * وقد اشربت قلوبهم الزندقة والضلال المين * وترى الواحد منهم لا يجد خلوة مع من يشاكله في ضلاله * وسوء حاله * الا ويتذاكر معه في الاعتراضات على دين الاسلام * ودولة الاسلام * وعوائد المسلمين ويمدحون تلك الدولة صاحبة المدرسة التيكملوا فيها دروس الضلال * وتجردوا من الدين والكمال * ولا يزال يخرج من هؤلاء الزنادقة في كل سنة من هذه المدارس النصرانية عدد كثير فيجتمع منهم في عدة سنين العجم الغفير جلهم أو كلهم على هذا الحال * قد جعلوا الحق وراءهم ظهريا وما بعد الحق الا الضلال * ومما يؤيد ماقلته من مقاصد الافرنج في فتح هذه المدارس ما ذكره الفاضل محمد أقندي طلعت المصري في أوامير كتابه تربية المرأة نقلا عن مجلة سماها صاحبها مجلة العالمين لاحد مشاهير كتاب الافرنجيين فيها ما يبذله قومه من المساعي والاموال في سبيله تقيم النصراني في الشرق وغرس حجة دولته في أفتنتهم ليكونوا لها مصانع واحزابا ثم قال ومع ذلك فهذه المساعي لم تلنح تمام الغاية المقصودة منها لتباين الطوائف النصرانية فمن الضروري اذا جمع شتات هذه الفرق حتى لا يماكس بعضها بعضا ومتى صاروا فرقة واحدة تمكنوا من مقاومة المسلمين والاعتلاء عليهم وفي كلامه على المدارس النصرانية التي اتخذوها سبيلا الى خيانتهم المنكرة شطريه القلم فأظهر ما تكنه صدور القوم من العداوة والبغضاء لدين الله تعالى قائلا ان من الواجب على الامم النصرانية أن تعاكس الاسلام

في كل طريق وتحارب أهله بكل سلاح ثم رأى أن مقاومة الاسلام بالقوة لا تزيد الا انتشارا وأن الوساطة الفعالة لهدم أركان الاسلام وتقويض بنيانه على ما قال هي تربية بنيه في المدارس النصرانية والقاء بذور الشك في نفوسهم من عهد النشأة فتفسد عقائدهم الاسلامية من حيث لا يشعرون وان لم يتصر منهم احد فانهم يصيرون لا مسلمين ولا نصارى مذبذبين بين ذلك قال وأمثال هؤلاء يكونون بلا ارياب أضر على الاسلام وبلادهم ما اذا اعتنقوا الديانة النصرانية وتظاهروا بها ولما انتقل الى ذكر تربية بنات المسلمين نفص كل ما في جرابه فقال ان تربية أولاد المسلمين في المدارس النصرانية وان كان لها من التأثير ما يناء فان تربية البنات في مدارس الراهبات أدعى لحصولنا على حقيقة القصد ووصولنا الى نفس الغاية التي ورامها لسمى بل أقول ان تربية البنات بهذه الكيفية هي التربية الوحيدة للقضاء على الاسلام من يد أهله ثم ذكر ما يترتب على دخول بمدارسهم من تغيير أخلاق المرأة المسلمة حتى تغلب على زوجها ثم قال ومتى تغلبت المرأة هكذا تغير نظام العائلة بالمرء وأصبح الرجل في قبضة تعرفها قوؤز في عقيدته وتبعده عن الاسلام وتربي أولادها على غير دين أبيهم وفي اليوم الذي تغذي الام فيه أولادها بلبان هذه التربية تكون قد تغلبت على الاسلام نفسه فتلك هي أقرب الطرق وانجح الوسائل لمحاربة الاسلام بأهله دون جلبة ولا ضوضاء وهي لا شك أدعى لنوال المآرب وبلوغ المرام فليس لنا الا اتباعها أما السعي جهارا في عاجة المسلم فانه يوقظ عوامل التعصب الكامنة في نفسه الساكنة بين جوانحه فلا يمكن تذليله وهذا ليس من الحزم في شيء انتهى كلام الكاتب المذكور قال بعده محمد أقدي

طلعت هذه فئات مصدوراً كتنى بالاشارة اليها دون تعليق عليها وأرجو ان تكون عبرة للآباء وذكري للامهات والابناء اه فليعتبر الماقلون وانا لله وانا اليه راجعون

(الفصل الرابع)

ان المدارس المذكورة على ما فيها من هذه الاحوال والاهوال التي يأياها كل من في قلبه مقدار ذرة من الايمان من أهل الاسلام صارت محطاً نظر الفساق والمراق من جهة المسلمين في الجهات القريبة والبعيدة يرسلون اليها أولادهم بقصد تعليمهم اللغات الاخرنجية ولا يبالون بما يُضَيِّعُونَهُ من دين الاولاد وما يلحق عقائدهم الصحيحة من الفساد ولا شك ان الحامل لهم على ذلك مع شدة رغبته في الدنيا وأسباب الوصول اليها هو جهلهم بما يطرأ على أولادهم في تلك المدارس من المفساد وخلل العقائد * هذا اذا لم يكن ذلك الاب هو نفسه مختل العقيدة مستهزاً بالدين * لا يجمعه الا مجرد الاسمية وظاهر الجنسية مع المسلمين * وهذا لم يختزلولده المسكين الا ما اختاره لنفسه من الضلال المين * الذي هلك فيه منذ حين * أما الجاهل فيمكن تعليمه وارشاده فقي عرف الحق واهتدى الى الصواب يرجى رجوعه الى ذلك وانقاذ نفسه وولده من هذه المهالك * ومن ذلك اني كنت لصحت مسلماً من أهل بيروت وضع ثلاثة أولاد له في احدى هذه المدارس فطلبت منه اخراجهم ورضههم في مدارس المسلمين * الاميرية أو الاهلية فكلها متكفلة بتعليمهم ما يحتاجون اليه من أمور الدنيا والدين مع السلامة من تلك المفساد المحقق وقوعها في عقائدهم في غير مدارس المسلمين * فقال لي انه أمين على ان أولاده لا يصيرون نصارى بدخولهم في مدارسهم

لان دينهم ظاهر البطلان ولذلك نرى معظم أهله الذين نشؤا عليه وورثوه عن آبائهم وأجدادهم لا يعتقدون صحة لمسا فيه من المناقضات والمخالفات التي يأبأها كل ذي ذوق سليم * وعقل مستقيم * فقلت له صدقت ولكن الاولاد * اذا دخل على عقائدهم الفساد * فقد صاروا كفارا سواء دخلوا في دين التصاري أو لم يدخلوا ولم أزل أراجعه في ذلك حتى فهم الحقيقة وعرف الحق فاخرجهم وأدخلهم في مدارس المسلمين * والحمد لله رب العالمين

(الفصل الخامس)

يدخل الولد من أولاد المسلمين الي هذه المدارس النصرانية وهو سليم للمباعدة - جازم بوحدة الله تعالى ورسالة رسوله محمد صلى الله عليه وسلم مؤمن بأن الدين عند الله الاسلام وان الاديان كلها سواء باطلة لا يقبل الله تعالى شيأ منها ليس في عقيدته هذه أدنى رب لانه فتح عينيه على ذلك * ورأى أن والديه وأقاربه وأهل ملته كذلك * وتعلم من معلمه القرآن ومبادئ العقائد الاسلامية فلو دام على ذلك وحاش عليه لبقى من أهل الاسلام * وانتهى به الامر الى دخول الجنة بسلام * ولكنه قبل ان تثبت في قلبه العقائد الاسلامية الثبوت الذي لا يتزلزل يدخل المدرسة من هذه المدارس النصرانية فتصير ظاهرا بقبوله الدخول مع أولاد التصاري الى الكنيسة وعبادته مثاهم ويتعلم أحكام دينهم فيريه معلموه على ذلك والمرء على ماري والتعليم في الصغر كالتقش في الحجر وهو صغير لم ترسخ بعد في قلبه عقائد الاسلام تمام الرسوخ ولم يعرف من أحكام دينه دين الاسلام الا القليل فحينما يستمر مدة على هذا الحال ينتث الشيطان وأعوانه المعلمون واخوانه التلاميذ الضالون احتمال

حجة دين النصارى الذى هو اذذاك مشغول بتعلمه والتعب به فنه من حصل له ذلك ووقع في قلبه احتمال حجة دين النصارى يخرج الايمان من قلبه ويصير كافراً ظاهراً وباطناً والعباد بالله تعالى

(الفصل السادس)

كلما دام التلميذ المسلم في تلك المدارس تزلزل عقيدته فساداً ويزداد هو بعداً عن الله تعالى ورسوله صلى الله عليه وسلم ودين الاسلام وتقدير هذا البعد يكون قربه من الشيطان وأهوانه وتوغله في الكفر درجة درجة ولا يزال يتقدم في الزندقة والاحاد خطوة خطوة وتدخل عليه الشكوك في العقائد الاسلامية واحدة واحدة حتى يفارق الدين ويصير من جملة الكفرة الملمونين * ولا يحتاج في خروجه من المسلمين ودخوله في زمرة الكافرين * الا الى الشك في عقيدة واحدة من عقائد دين الاسلام كالشك في حجة شىء مما هو معلوم من الدين بالضرورة مما جاء به سيدنا محمد سيد الانام * عليه الصلاة والسلام. كأن يشك في حجة آية واحدة من القرآن أو البت بعد الموت والحساب والجنة ونعيمها الدائم الذى لانهاية له للمؤمنين * والنار وعذابها الدائم الذى لانهاية له للكافرين * ففى دخل عليه أدنى شك فى شىء من ذلك فقد صار كافراً مستحقاً للخلود فى النار والعباد بالله تعالى ومتى استمر في تلك المدارس على هذه الحالة التعيسة يصير يترقى في مراتب الكفر والشقاوة والزندقة والاحاد شيئاً فشيئاً وهو بذلك فى كل لحظة يهوى فى دركات جهنم الى ان يصل الى الدرك الاسفل من النار * وبشئ القرار والغالب فيمن يدخلون هذه المدارس بالشروط المذكورة الا من سلمهم الله ونليل ما هم انهم يصيرون بعد فساد عقائدهم الاسلامية منافقين

زنادة لا يتقدون دينا من الاديان * وهم في الظاهر من أهل الاسلام يشهدون أن لا اله الا الله وأن محمداً رسول الله صلى الله عليه وسلم ويعيشون بين المسلمين مع فساد القلوب وقد يصلى بعضهم ويصوم وجاء من الناس ثلاثا يسقط من عبونهم اذا عرفوه وليس هو في الباطن من أهل دينهم الا ان هداه الله وأرجعه بفعله وكرمه الى مبتداء * وهذا أقل القليل * وحسبنا الله ونعم الوكيل

(الفصل السابع)

حينما يتعلم التلميذ المسلم في هذه المدارس أحكام دين النصارى يراها كما يراها أهلها غير معقولة ولا مقبولة يناقض بعضها بعضا واذا اعترض هو أو أحد التلاميذ النصارى على حكم من أحكامها وجعلها بل كما معترضة وسأل عنه المعلم ينهره ويقول له أسكت الدين فوق العقل لان المعلم هو أيضا يعلم ان ذلك معترض ولكن لا جواب عنه وقد سمع من معلمه قبله هذه الجملة الدين فوق العقل لسد باب الاعتراضات على دينهم فانه باب واسع عندهم ولا يمكن سده باجوبة محيطة ولا يزال التلميذ كلما ترقى في معرفة أحكام دين النصارى يرماد نفورا منه وجرما بسد محته ولكنه مع ذلك ينتقل ذبجه الى عدم صحة جميع الاديان وَيُفَضِّلُ عليها الزندقة وعدم التزام دين منها ويحسن له ذلك ويرغب فيه عدم التكاليف الدينية من فعل المأمورات كالصيام والصلاة وسائر العبادات وترك المنهيات كالزنا والحمر والربا والقمار وما أشبه ذلك مما تستحليه نفوسهم من المباح في هذا مما يرغبهم في عدم التدين بدين من الاديان كما عليه أكثر الافرنج وان كانوا في الظاهر نصارى

(الفصل الثامن)

اعلم ان الايمان الذى تترتب عليه النجاة الاخرية هو التصديق الجازم بأن لا اله الا الله وحده لا شريك له وانه تعالى متصف بجميع صفات الكمال منزّه عن جميع صفات النقص وان سيدنا محمدا عبده ورسوله وانه صلى الله عليه وسلم أمين صادق في جميع ما بلغه وجاء به عن الله تعالى من القرآن والسنة ومن ذلك أحكام دين الاسلام المألومة من الدين بالضرورة كالصلاة والصيام والحج والزكاة والبعث بعد الموت والحشر والعصا والجنة والنار وكتحريم الزنا والربا وشرب الخمر وما أشبه ذلك وغير ذلك مما أخبرنا به صلى الله عليه وسلم عن الله تعالى فانه كله حق وصدق لا شك فيه ولا ريب ومتى دخل القلب أدنى شك في وجود الله تعالى أو في اتصافه عز وجل بجميع صفات الكمال أو تنزّهه تعالى عن جميع صفات النقص أو في أمانة النبي صلى الله عليه وسلم وصدقه في جميع ما أخبر به عن الله تعالى فقد خرج من دين الاسلام وصار كافرا مستحقا للخلود في النار وبش القرار وقد علمت أن من يدخل هذه المدارس النصرانية من أولاد المسلمين لا تسلم عقيدته هذه الاسلامية الصحيحة من دخول النساد عليها بالشكوك والالوهام فمن أحب الله ورسوله ودينه لا يدخل ولده في هذه الاخطار العظيمة والسلام

(الفصل التاسع)

اعلم ان أسباب الشكوك في الدين يدخل على قلب الصبي في هذه المدارس شيئا فشيئا وتزداد وتتراكم على عمر الايام والسنين التي يقضيها الصبي في المدرسة ومن ذلك تعلمه العلوم الطائمية ومخالطة الذين تزندقوا قبله من المعلمين والتلامذة وقد يطلع على كتب زنادقة الافرنج التي يهزؤون فيها بالاديان عموما ودين النصارى خصوصا الذى لشوا عليه في سفرهم

واطلعوا على عيوبه فيصير التلميذ المسلم مثلهم يظن ان كل الاديان حتى دينه هكذا غير معقولة كدين النصارى لانه حينما رماه أبوه في هذه البلية الكبرى والرزية العظمى كان خالي الذهن ولم يعرف من أحكام دينه دين الاسلام الا انه يشهد أن لا اله الا الله وأن سيدنا محمدا رسول الله صلى الله عليه وسلم وأحكاما قليلة سمعها من أبيه وأمه ومن معلمه المسلم في طفولته ولم يطلع على حقيقة هذا الدين المبين حتى يعلم انه أصح الاديان على الاطلاق وانه الدين الحق الذي لا يمتريه شيء من الاباطيل التي عمت الاديان الاخرى وليس في عقائده وأحكامه شيء من المناقضات والمخالفات التي رآها في غيره وانه دين الله الصحيح الوحيد على وجه الارض وكل ما عداه من الاديان فهو باطل فالصبي المسلم قبل ان يتمكن ذلك في قلبه وبرسخ كال الرسوخ مع كون قلبه في غاية الصفاء مثل المرأة المجلوة تقابله تلك الاباطيل الفاسدة * والمقائد الكاسدة * فتشطب فيه فينشأ على الكفر ويستحق الامنة والخلود في النار مع من رضى له بذلك * والقاء في هذه المهالك وفي كل يوم مادام في تلك المدرسة هو في ازدياد * من ذلك الكفر والفساد * الى ان ينطمس قلبه * ويذهب دينه ولبه * فلا يخرج من المدرسة بحد كمال مدتها الا وقد انمى من قلبه دين الاسلام ورسمه * ولم يبق منه منه الا اسمه * ويعيش بين المسلمين مسلما في الظاهر زنديقا لادين له في الباطن الى ان يموت كافرا غلوا هو ومن رضى له بالكفر في السمر * وبئس المصير * الا من سلمه الله تعالى منهم * وقليل ما هم

(الفصل العاشر)

ممن خرج التلميذ المسلم من المدرسة بعد اقامته فيها خمس سنوات أو أكثر

أوأقل ليلا نهارا وانحلال عقيدته بالكلية وتبديلا بالكفر والزندقية يبق
 في الظاهر مسلماً يشهد ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله ومتى خلا
 بلحد بمن هو على شاكلته يذآكره سرأ بما انطوى عليه قلبه الحرب من
 الضلال والالحاد ويستخفي بذلك عن أمه واية وغيرهما من المسلمين
 ويميش على ذلك زنديقا منافقا كافرا بالله ورسوله واليوم الآخر لا يستقد
 يشا ولا نشورا ولادينا من الادبيلن واذا جاءه أولاد يريهم على ملهو
 عليه من الضلال والتفاق الا ان يتداركه الله برحمته فيعيد اليه مانقده
 من دين الاسلام وذلك انما يكون باجتنابه أسباب الضلال ومعاشرة أهله
 مع مباشرة صلحاء المسلمين * والعمل باحكام الدين * وملازمة الصلاة
 والسيام * وعبادات الاسلام

(الفصل الحادى عشر)

ان هذه المدارس يخرج منها أولاد التصارى أيضا فضلا عن أولاد
 المسلمين فاقدين دينهم لانهم يطلعون حينما يتعلمون وتكبر عقولهم على
 عيوبه ومناقضاته وترسخ في نفوسهم الاعتراضات القوية على التي لا جواب
 عنها ويزدادون بما يقرؤنه من العلوم العقلية نفورا منه واعتراضا عليه
 فيخرجون من المدارس طيبيين مجردين من الدين وهم في الظاهر
 نصارى ومعلوم ان أولاد المسلمين يختلطون بهؤلاء ليلهم ونهارهم فننتقله
 اخلاقهم هذه من عدم التدين بدين اليهم فضلا عما يكتسبونه هم من
 ذلك بقراءة تلك العلوم وسماع ما يسمعون من معلمهم الذين هم بهذه
 الحالة أيضا فتترآكم على التلميذ المسلم أسباب كثيرة للشك في صحة الادبان
 عموماً وبعد كل هذا كيف يخرج من المدرسة وعقيدته سليمة حاشا
 وكلا ثم حاشا وكلا وماذلك الا كن يزعم انه يزعمى بعدة مدافع ويبقى

حیا فہذا خارج حادۃ عن الامکان والله المستعان (الفصل الثانی عشر)

یقول بعض جہال المسلمین الفساق المراق انا نضع اولادنا فی مدارس
التصارى وقبل هذه الشروط التي تخالف دين الاسلام لتلا بعث
اولادنا جهالا فنقول لهم ان مدارس المسلمين هي كافية لتعليم اولادهم
ما يريدونه من اللغات والعلوم الدنيوية مع حفظ دينهم دين الاسلام
وزيادته يتعلم احكامه وعقائده والمحافظة على الصلوات والعبادات
والآداب الاسلامية ونحن لاشك اعرف منهم قائم انما يقودهم الشيطان
يرمى زمام جهلهم وزمام حرصهم على الدنيا واسبابها ويلقيهم
هذه الحجج الواهية وعلى فرض صحة ماقلوه نقول لهذا الاب الجاهل
أيها أحب اليك ان يكون ولدك طالما باللغات الاجنبية والعلوم الدنيوية
التي تريدها ويكون مع ذلك كافرا مغذيا في جهنم أو الاحب اليك ان
يكون ابنك جاهلا بجميع اللغات والعلوم الدنيوية وهو مع ذلك مسلم
مغذ في الجنة فان أجاب بالاول فهو كافر لا كلام معه وان أجاب بالثاني
فهو المطلوب * ويتوب الله على من يتوب * وربما لقته الشيطان ان
يجاب بان أنه يتعلم في تلك المدارس على تلك الشروط ولا يكفر بهذا
الجواب مكابرة بعد ان شرحنا حال هذه المدارس وان التلميذ بمجرد
دخوله الكنيسة وعبادته معهم فقد كفر ثم يسدرج في الكفر درجة
بعد درجة الى ان ينطمس قلبه بالكلية والعياذ بالله تعالى

(الفصل الثالث عشر)

يرغم بعض آباء الاولاد الذين يدخلونهم الى هذه المدارس ان اولادهم
لا تخل عقائدهم ولا يزالون محافظين على دينهم دين الاسلام لانهم نجباء

أذ كءاء لا بدخل عليهم الفس في دينهم فنقول لمن يزعم ذلك ان كلامه
مردود من وجهين الاول ان الحلل في دين ابنه ودينه أيضا بذلك واقع
ولا بد فانه بمجرد ادخال ابنه الى احدى هذه المدارس على شرط
دخوله الكنيسة مع أولاد النصارى وعبادته منهم مثل عبادتهم من غير
فرق يحكم عليه بالكفر ويحكم على من أدخله أيضا الرضاه بذلك والراضى
بالكفر كافر والوجه الثانى ان ذكاء ابنه لا يمنع من دخول الشكوك في
عقيدته ولو كانت أمورا محسوسة ظاهرة لجاز ان ذلك الولد بذكائه
ونجاسته يحترز منها ويتقى دخولها على قلبه ولكنها أمور مضموية وخطرات
شيطانية تخطر في القلب متى حصلت أسبابها سواء شاء الولد أو أبى وسواء
كان ذكيا أو بليذا وما مثل من يدعى معها السلامة مع وجوده في هذه
المدارس الا كمن التى ولده الى سباع ضاريات جائمات وزعم انه يسلم منها
(الفصل الرابع عشر)

ماعى يترى الفوائد التى حصلها ابنك أيها المسلم في تلك المدارس
النصرانية في مقابلة تضييع دينه وشرفه وحيته وغيره على ملته ودولته
وبعد صيرورته بقلبه عدوا لآخواته المسلمين وأوليائه الموحدين * بل
عدوا لأبائهم وأجدادهم الذين مضوا ناهيين حائزين لشرف هذا الدين
المبين * كما صار صديقا محبا لاعداء دينه وملته وجنسيته ودولته ينشر
مناقبهم * وَيَسْتُرُ مَنَالِهِمْ * وَيُبَحْسُنُ قِيَامَهُمْ * ويقدم على مصالح ملته ودولته
مصلحتهم * فالفائدة التى حصلها في مقابلة ذلك الاخذى اللغات الافرنجية
وشبثا قليلا من مبادئ العلوم التى علمه به المخرج عن كونه جاهلا مع امكان
تعلمها وأكثر منها باتقان وسلامة ايمان في مدارس المسلمين وما مثلك
أيها الاب الجاهل في اضاعتك دين ابنك وشرفه واستمواضه عنهما بما

استعوضته عما ذكر الا كمن أضع أعظم الجواهر نفاسة وقيمة حتى استفاد عوضها فلوساً قليلة أترى ذلك يُعدّ ناقلاً كلا والله بل هو مجنون قد ابتلى بأعظم بلاء * ومجدوم أصيب بأقبح داء * بل ما فقد أعظم من الارض والسماء وما وجد أقل من الذر والهباء * ولا يخفى ذلك على كل فرد من أفراد المسلمين المقلاء * وان حنى على أولئك الجهلة الفساق المراق الاغبياء * الذين قد فعلوا بأولادهم * ومَعَجَّ اكبادهم * في ادخالهم الى هذه المدارس ما لا يفعل أكثر منه الاعداء بالاعداء

(الفصل الخامس عشر)

أيها المسلم ماذا رأيت من الخبر على من تعلم اللغات الافرنجية * وعلوهم الدينوبة حتى خاطرت بدينك ودين، ولدك هذه المخاطرة العظيمة * وأوتيت نفسك وابنتك في هذه المراتع الوخيمة * اذا كانت معرفة اللغات الافرنجية متكلفة بسمة الرزق ورفعة الحياء وعلو المنزلة والعز والشرف في الدنيا فلم نرى هؤلاء المعلمين الذين يتعلم منهم ولدك في المدرسة هم من أفقر الناس وأذلهم وأشقاهم وأتبعهم في معيشتهم لم يحصلوا شيئاً من رفعة الحياء وعلو المنزلة والعز والشرف في دنياهم مع كونهم ماهرين في هذه اللغات وولدك انما يأخذ بعض ما عندهم منها فلم يتجج ولدك في دنياه بالقليل الذي يأخذونه ويتلقاه عنهم وهم لم ينجحوا بالكثير الذي أنفوا في تعلمه أمصارهم وناية ما حصلوه من فوائد ذلك ان صاروا معلمين في المدارس يشتغلون طول النهار بمحاضات قليلة لا تنفعهم مع عيالهم الا بقدر الضرورة وخير من معيشتهم وأوسع وأهنأ وأتق معيشة أقل عوام الناس المتسبيين بنحو البيع والشراء كما هو مشاهد هناك جماعة ممن يعرفون هذه اللغات في أسوأ حالة من الاحتياج لا يتيسر لهم ان يكونوا معلمين *

وهم من أحوج الفقراء والمساكين * فلو كانت معرفة هذه اللغات متكفلة
 بسعة الرزق وكثرة المال * لما كان هؤلاء في أضيق مميشة وأسوأ حال *
 وأيضا النظر الى اغنياء المسلمين تجدهم من التجار أهل البيع والشراء *
 والاخذ والمطاء * وجلهم أو كلهم لا يعرفون هذه اللغات وهم في كمال
 الرفاهية ورفعة الجاه وعلو المنزلة وسعة الميش مع حفظ الدين والدنيا
 فالرزق اذن والجاه لا يتوقف واحد منهما على معرفة هذه اللغات
 فقد ظهر انها غير متكفلة بسعة الرزق وعلو المنزلة في الدنيا بل الغالب
 عكس ذلك فيمن مهر وافيها * وصرفوا أكثر أوقاتهم في تعلمها *
 والتوسع فيها * لان هذه الاوقات الطويلة التي صرفوها في سبيلها لو
 صرفوها بالشغل في التجارة وأسباب الكسب لربما حصلوا من المال
 ما استغنوا به عن ان يكونوا معلمين في المدارس أو كتابا عند بعض
 التجار بماشات قليلة فاعلم ذلك وإياك ان تفضل ولديك إياك والله يتولى هداك
 (الفصل السادس عشر)

أيها المسلم ان كنت مسلماً حقاً يلزمك التصديق بقول الله تعالى قُلِ اللَّهُمَّ بَالِكِ
 الْمُلْكِ اِلٰى قَوْلِهِ (وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِتَبَرِّ حِسَابٍ) ويقول رسول الله صلى الله عليه
 وسلم (ان رُوحَ الْقُدُسِ نَفَثَ فِي رُوعِي أَنَّهُ لَنْ تَمُوتَ نَفْسٌ حَتَّى تَسْتَوْفِيَ
 رِزْقَهَا وَأَجَلَهَا فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَجْمِلُوا فِي الْطَّلَبِ) فإذا كنت مؤمناً بذلك فسترجع
 في دنيائك وآخرتك فان الآية القرآنية بينت ان الله تعالى يرزق من يشاء
 بغير حساب فلم يتوقف ذلك على تعلم هذه اللغات والحديث النبوي صرح بأن كل
 نفس لا بد من وصولها الى رزقها وأجلها المقدرين لها ولا عذر في ذلك
 للمكسالى الذين يتركون السعى في طلب الرزق بالكلية ويمشون بأسفل
 حالة من الاحتياج أو يكونون عيالاً على غيرهم مع اقتدارهم على الكسب

فان النبي صلى الله عليه وسلم قال أَجْلُوا فِي الطَّلَبِ وَلَمْ يَقُلْ لَا تَطْلُبُوا
وَمَعْنَى أَجْلُوا فِي الطَّلَبِ أَيْ اطْلُبُوا الرِّزْقَ بِرَفْقٍ وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى (فَامْتَرُوا
فِي مَتَاكِهَاهُمْ وَكُلُوا مِنْ رِزْقِهِ) وَقَالَ (فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي
الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ) فَقَدْ أَمَرَ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى بِطَلَبِ الرِّزْقِ
وَالنَّظَرِ قَوْلَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (لَوْ تَوَكَّلْتُمْ عَلَى اللَّهِ حَقَّ تَوَكُّلِهِ
لَرَزَقَكُمْ كَمَا يَرْزُقُ الطَّيْرَ تَغْدُو خِمَاصًا وَتَرُوجُ بِطَانًا) فَجَعَلَ مَعَ
التَّوَكُّلِ السَّعْيَ فِي طَلَبِ الرِّزْقِ حَيْثُ قَالَ تَمَدُّوْا أَيْ تَسْرَحْ
صَبَاحًا فِي طَلَبِ رِزْقِهَا وَهِيَ جِيَاعٌ فَتَرْجِعُ مَسَاءً وَهِيَ شَبَاعٌ وَلَمْ يَقُلْ
تَبْقَى فِي أَوْكَارِهَا فَإِنَّهَا الرِّزْقُ بِنَيْرِ سَعْيٍ وَالْحَاسِلُ أَنَّ طَلَبَ الرِّزْقِ
وَالسَّعْيَ لَهُ مَطْلُوبٌ شَرْمًا وَلَكِنْ بِرَفْقٍ وَبِدُونِ أَنْ يَضُرَّ ذَلِكَ بِالْدِّينِ
لَا بَارَكَ اللَّهُ فِي دُنْيَا بِلَا دِينَ فَإِنَّ الْمُؤْمِنَ رَأْسُ مَالِهِ هُوَ دِينُهُ فَيُلْزِمُهُ الْحِفَاظَةُ
عَلَيْهِ فَايَةُ الْحِفَاظَةِ وَمَهْمَا رَأَى مِنْ أَسْبَابِ الدُّنْيَا سَبَابًا يَخْلُ بِدِينِهِ فَلْيَحْتَبِ
وَيَتَعَاطِ الْأَسْبَابَ الَّتِي لَا تَخْلُ بِالْدِّينِ وَرِزْقَهُ الْمَقْدَرُ لَهُ أَنْ كَانَ وَاسْمًا أَوْ
خَفِيًّا لَا بُدَّ أَنْ يَصِلَ إِلَيْهِ هَذَا فِي الْأَسْبَابِ الَّتِي تَخْلُ بِالْدِّينِ وَلَا تَهْدِمُهُ
مِنْ أُسَاسِهِ بِالْكَلِيَّةِ كَالْمَحْرَمَاتِ الْمَنْعُوعَةِ شَرْمًا مِثْلَ الرِّبَا فَإِنَّ كَثِيرًا مِنْ
التَّجَارِيقِ يَقْدُمُونَ عَلَيْهِ لِتَوَهُّمِهِمُ الرِّيحَ الَّذِي يَتَرْتَّبُ عَلَيْهِ وَهُوَ يَخْلُ بِدِينِهِمْ
غَايَةَ الْإِخْلَالِ حَتَّى أَنَّهُ يَخْشَى عَلَى مَنْ دَاوَمَ عَلَيْهِ وَلَمْ يَتَبَّ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى
أَنْ يَحْتَمَّ لَهُ بِجَهَنَّمَ الشَّقَاوَةُ وَيَمُوتَ عَلَى الْكُفْرِ وَالْيَاذُ بِاللَّهِ تَعَالَى كَمَا قَالَ
الْعُلَمَاءُ مِنْهُمْ الْإِمَامُ ابْنُ حَجَرٍ فِي تَحْفَتِهِ شَرَحَ الْمَهَاجَ قَالُوا وَلَمْ يَذْكُرِ اللَّهُ
تَعَالَى فِي الْقُرْآنِ ذَنْبًا هُوَ حَرْبٌ لِمَالِهِ غَيْرِ الرِّبَا وَهُوَ مَعَ ذَلِكَ وَكُونُهُ مِنْ
أَكْبَرِ الْكِبَايِرِ وَأَعْظَمِ الذُّنُوبِ أَقْلَ خَطَرٍ أَعْلَى الدِّينِ مِنْ ادْخَالِ الْمُسْلِمِ أَوْلَادَهُ
فِي هَذِهِ الْمَدَارِسِ النَّصْرَانِيَّةِ فَإِنَّهَا عَلَى دِينِ الْأَوْلَادِ أَعْظَمُ صَاعِقَةً وَأَكْبَرُ بَلِيَّةً

﴿ فَاتَّقُوا اللَّهَ عِبَادَ اللَّهِ لِأَحْصُوا وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ ﴾

(الفصل السابع عشر)

اعلم أيها المسلم الجاهل ﴿ والمجنون لا العاقل ﴾ الذي خاطر بدين ولده فوضعه بهذه المدارس اتى والله الذي لا اله الا هو وأعطيت الدنيا بمخافيرها على ان اختار لنفسى أو لولدى الكفر لأفعل وهكذا كل مسلم واذا لم يكن كذلك لا يكون مسلماً وقد اخترت أنت الكفر لنفسك وولدتك مَجَانًا على وهم ان ولدك يحصل له شيء من المال والجاه بسبب ما يتعلمه في هذه المدارس النصرانية ﴿ من اللغات الافرنجية والمعلوم الديوبية ﴾ مع انك اذا نظرت لظفر تحقيق لم تر من كل مائة شخص من هؤلاء التلاميذ خمسة أشخاص حصل لهم العز والجاه والمال بسبب هذه المدارس وترى أكثر من هذا العدد بكثير يحصلون المال الكثير والجاه الكبير بدون هذه اللغات والعلوم ومع ذلك تكذب مشاهدة بصرك وعلمك الصحيح وتصدق الشيطان واخوانه وشركهم نفسك التى بين جنبك فيما يسولون لك من هذه الاوهام التى أضعت بها منك ومن ولدك دين الاسلام الذى لا يعادله شيء من الدنيا وما فيها من الحكم واذا لم يؤثر فيك أيها الجاهل هذا الكلام فلا لوم علينا اذا قلنا انك لست من ذوى الاحلام ﴿ وعلى من اتبع الهدى لا عليك السلام ﴾

(الفصل الثامن عشر)

اعلم أيها المسلم ان ادخالك ولدك الى هذه المدارس النصرانية أمر عظيم وبلاء جسيم لا أقدر أصف لك عظمتة وجسامته ومن ذلك انك ربما تكون بوضعك ولدك فيها على الوجه المذكور سبياً لكفره وكفر ذريته من بعده ويحتمل ان يخرج منه من الذرية ألوف كثيرة فتكون أنت

السبب في ضلالهم وعلبك فوق ائمتك مثل ائمتهم اجمعين قال رسول الله صلى الله عليه وسلم (مَنْ سَنَّ سُنَّةً سَيِّئَةً فَهَلَكَنَ اِثْمُهَا وَاِثْمُ مَنْ عَمِلَ بِهَا اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ) والتسبب بالحير كعاعله والتسبب بالشر كعاعله وكيف ترضى لنفسك ذلك وان تكون جد قوم كثيرين كلهم اهل كفر وضلال ولكن لاغرابة في رضاك لهم بذلك اذا رخصت به لنفسك فسلكت بها اقبح المسالك وأوردتها شر المهالك * ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم

(الفصل التاسع عشر)

فان قلت ان للتصاري مدارس لم يشترطوا فيها تعليم أولاد المسلمين دين النصرانية ودخولهم مع أولاد التصاري الى الكنائس بل يعلمون في هذه المدارس اللغات والعلوم الدنيوية فقط فكيف الحكم في هذه فاعلم انه لا يجوز دخول أولاد المسلمين وتربيتهم في هذه المدارس أيضا لانهم يتركون الصلوات والآداب الاسلامية ولا يتعاملون شيئا من عقائد دينهم وأحكامه التي هم في غاية الاحتياج اليها في أول عمرهم بل يضيعون ما تعلموه منها فاذا ربوا في هذه المدارس يتعلمون الآداب النصرانية نحو عدم الاستنجاء والتضمخ بالنجاسات وتمضي عليهم السنوات العديدة لا يسمعون فيها كلمة التوحيد وتدخل في محادثاتهم ومحاوراتهم مع أولاد التصاري والمعاين منهم جمل كثيرة تُخل بمبادئهم ادراجا في أثناء العبارات وهم لا يشعرون بذلك لانهم صغار لم يعرفوا ما يخل بالدين وما لا يخل فترسخ في نفوسهم تلك المعاني المضرة وتكرر هي وما أشبهها على اسماعهم يوما فيوما وشهرا فشهرًا وستة فسنة فلا يخرجون من المدرسة الا وقد رسخ في نفوسهم من الاعتراضات على الدين والمعاني الخلة في عقائدهم شيء كثير فيسترونه عن المسلمين ظاهرا وهم مصررون

(۳ - ارشاد)

عليه باطنا وقد علمت ان دخول الشك على المسلم في محبة عقيدة واحدة من عقائده الاسلامية موجب لكفره وخلوده في النار والى اذ بالله تعالى وهذا بحسب الغالب في اولاد هذه المدارس والافتد يسم الله تعالى من اراد سلامته ولكن ليس الخاطر محمودا وان سلما

(الفصل العشرون)

ومن هذه المدارس مدارس مخصوصة بالاناث افتتحها بعض طوائف النصارى من الافرنج وخصوصا البروتستانت في البلاد الاسلامية وصاروا يجلبون لها بنات المسلمين بكل حيلة ووسيلة ويمسنون اليهن بانواع الاحسان ولا سيما بنات الفقراء فيكسونهن ويعطونهن الدراهم والدقيق ونحو ذلك فامتلات مدارسهم من هذه البنات وهم يعلمونهن فيها احكام دين النصارى فلا تخرج البنت بعد انتهاء مدة المدرسة الا وهى نصرانية او زنديقة لادين لها ولم يبق في قلبها من العقائد الاسلامية شىء لانها حينما دخلت الى المدرسة كانت صغيرة غير عارفة باحكام الدين وهكذا تعيش بعد خروجها من المدرسة وتربي اولادها وهى بحسب الظاهر مسلمة وفي الحقيقة لادين لها ولا حول ولا قوة الا بالله العلى العظيم

(الفصل الحادى والعشرون)

انت تدرف ايها الانسان قلبك وما انطوى عليه من العقائد الدينية فان كنت تعلم نفسك غير مسلم وغير معتقد عقائد الاسلام فالى ملك كلام لانك زنديق منافق وقد اخذت لولدك من الزندقة والتفاق ما اخترته لنفسك فانت وهو اذا اتبعك على ضلالك في الدرك الاسفل من النار * وبس القرار * وان كنت مسلما حقيقة معتقدا عقائد الاسلام وهذا هو ظننا فيك * والله يهدينا ويهديك فما بالك تفرط في دين ابنك هذا

التفريط العظيم * بل تفرط في دين نفسك أيضا وترجع أنت وابنتك في هذا المرتع الوخيم * فان كان قد حسن لك الشيطان وأعوانه هذا الاسر القبيح * فها أنا وأمثالي نوضح لك تبحة ووباله غاية التوضيح * فلم تطيعهم وتصينا ونحن ندعوك الى الجنة وهم يدعونك الى النار * ونحن تسبب بنجاحك ونجاتك وهم يسيبون لك بالهلاك والدمار مع معرفتك يقينا أنا أعرف منك فيما يصلح الدين وما يفسده * وما يقرب الانسان من الله وما يبعده فاقه الله اتق الله في نفسك وولدك ولا حول ولا قوة الا بالله

(الفصل الثاني والعشرون)

قد ينفت انشيطان وأعوانه المعلمون في هذه المدارس وبعض التلامذة من أولاد النصارى في قلب التلميذ المسلم ان دين النصرانية هو الدين الصحيح وقيمون له دليلا على ذلك كثرة النصارى وقوة دولهم واتشارهم في الدنيا ومعرفتهم العلوم الدينية وتقدمهم في الصنائع الغريبة والاكتشافات المعجينة واستيلائهم على كثير من أقطار الارض فيخالطون التلميذ المسلم ويقولون له هل يمكن ان يكون هؤلاء كلهم على الدين الباطل ولا يخفك ان هذه المغالطات الواهية لا تروج على صغار العقول فضلا عن غيرهم لان الآخرة والدنيا خزانان وصفات كل منهما تباين صفات الاخرى وأمور الدين غير أمور الدنيا وقد اتفقت أهل الملل والنحل على ان الكفار في جميع الاعصار هم أكثر من المؤمنين أضفامضاعفة لان كل ملة تعتقد انها هي المؤمنة الناجية وحدها وما عداها من سائر الملل كفارهاكون فلو بحثت هذه المغالطة لابطلت الاديان جميعها فقد تبين ان مجرد الكثرة لا تدل على ان دين أصحابها هو الحق وكذلك

القوة ومعرفة العلوم الدنيوية فان كل ملة أيضا سلم انه يوجد في الملل الكافرة باعتقادها من هو أقوى واعلم بالعلوم الدنيوية من كثير من أهلها فاذا مجرد القوة والغنى وهذه العلوم والصنائع لا تدل على حقيقة دين أصحابها فان صحة الدين لها دلائل أخرى وقد ظهر ظهور الشمس عند المخالفين فضلا عن الموافقين ان دلائل دين الاسلام * وحجج ملة سيدنا محمد عليه الصلاة والسلام * أظهر وأوضح من دلائل جميع الاديان * وأقوى وأرجح من حجج كل الملل والتحلل في جميع الامكنة والازمان * والحمد لله ولي الاحسان *

(الفصل الثالث والعشرون)

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم في الحديث الصحيح (كُلُّ مَوْلُودٍ يُوَلَّدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يَهُودَانِيَه وَيَنْصَرَانِيَه وَيُمَجَّسَانِيَه) واصديق قول النبي صلى الله عليه وسلم ظاهر للبيان ومصديق بالتجربة الكثيرة التي لا تحصى ومعناه ان المولود يكون قلبه وهو صغير في غاية الصفاء وعلى الفطرة وهي فطرة الله التي فطر الناس عليها أي الخلق التي خلقهم عليها من الاستعداد لقبول الدين ثم أبواه يتسببان في تهوده ان كانا يهوديين وتنصره ان كانا نصرانيين وتمجسه ان كانا مجوسيين وانما خص صلى الله عليه وسلم هؤلاء لانهم الغالب في أهل الاديان وقتئذ والا فكل أبوين يريان ولدهما على دينهما سواء كانا من هؤلاء أو غيرهم من أهل الاديان الاخرى ومثل الابوين المعلمون فانهم يتصرفون بدين الصبي كيفما يشاؤون فيخرج الصبي من تحت أيديهم على الدين الذي ربوه عليه لاسيما اذا طالت مدة التعليم فان قلب الصبي يكون مثل المرآة الصقيلة ينطبع فيها ما يراها فاول شيء يلقنه الصبي ويتكرر عليه حتى يثبت في قلبه

یستمر فیہ لاسیما اذا أقام علی ذلك سنین كثيرة كما هو حاصل فی هذه المدارس فلا يخرج الا علی دین المعلمین من النصرانية أو الزندقة والدهرية ولا عجب من الیهودیین الاذین یهودان ابنهما أو النصرانیین أو المجوسیین وانما المعجب من حالک أیها المسلم الجاهل فانک تنصر ابنک فی وضعه فی هذه المدارس وتسلیه الی هؤلاء المعلمین ولست نصرانیاً وتجعلہ زنديقاً دهریاً ولست كذلك ألیس هذا بالمعجب والامر الغریب * کل ذلك علی وهم انه ینجح فی دنیاه فانق الله فی نفسک وولدک والا فما قبضتک وطاقته الربال والفرق فی ظلمات الکفر والضلال

(الفصل الرابع والمشرعون)

اعلم أیها المسلم فلعله ینفعلک العلم ان ابنک حین ما دخل هذه المدارس النصرانية. کان قلبه کالجوهره الصافية فلم یزل یتراکم علیه الظلام بترك العبادات الاسلامیة واحتلال عقیدته الایمانیة. وتعلم الدیانة النصرانیة فی مدة تلك السنین * الی یقیمها فی المدرسة مخالطاً لاولاد النصارى والمعلمین * سامعاً منهم فی کل یوم اشیاء جدیدة بما یمخالف دین المسلمین ویثبت ذلك فی قلبه شیئاً فشیئاً الی ان تمی بصیرته بتراکم الظلام * ولا یتقی فیها شیء من نور دین الاسلام * هذا هو الغالب والمأمول حصوله لكل من دخل الی تلك المدارس ومن زعم ان ابنه یسلم من هذه الاخطار * فهو کمن یقول انه یلقیه فی النار ولا تحرقه النار * وهذا لا یمکن الایمانیة مخصوصة من الله کما لی لبعض اصفیائہ الذین سبقتم لهم منه الحسنى فلو خرج ابنک علی تلك الحالة المشؤمة المذمومة وفرضنا انه بعدھا یتعلم احکام دین الاسلام یمثل بالطاعات * ویلازم الصلوات والعبادات * ویخالط الصالحاء والعلماء من المسلمین مدة طویلة یرجى له الخیر

وان يكشف الله عن بصيرته تلك الظلمات التي تراكت عليها بانوار الاسلام ونعم عليه بانوار الدين التي فقدّها وتزداد معه شيئاً فشيئاً بملازمة العبادات والطاعات * والاذا كار والصلوات * الى ان ينتهي أجله على أحسن حال ولكن هذا أندر من الكبريت الاحمر فاننا لم نر من خرج من تلك المدارس ورغب بعدها في الطاعات والعبادات ولازم الصيام والصلوات الا القليل النادر والنادر لا حكم له

(الفصل الخامس والشنرون)

ومن العجائب انما نرى طوائف النصرى على الاطلاق لا يضعون أولادهم في مدارس المسلمين مهما كانت ناجحة بل لاتضع طائفة منهم أولادها في مدارس طائفة أخرى لثلاثين عقائدهم فان كل طائفة منهم تكفر الاخرى وكذلك اليهود مع قتلهم وذلتهم فتحوا لأولادهم مدارس مخصوصة بهم لثلاثين يحتاجوا في تعليمهم الى وضعهم في مدارس المسلمين أو النصرى كل ذلك من هذه الطوائف لحرصهم على أديان أولادهم وفي حال مشاهدتنا ذلك منهم نرى كثيرا من فساق المسلمين غير حريصين على دين أولادهم فيضعونهم في مدارس أى طائفة من طوائف النصرى بل وفي مدارس اليهود أيضا ويخاطرون بدينهم غاية المخاطرة ليتعلموا شيئا من اللغات الافرنجية و بعض العلوم الدنيوية حالة كونها يمكن تعلمها في مدارس المسلمين وفي غير المدارس أيضا بان يستأجر أبو الصبي معلما مخصوصا لولده يعلمه اللغة التي يريدّها فانظر أيها المؤمن حرس هؤلاء على أديانهم الباطلة وعدم حرصك على دينك الحق وتوجب من نفسك ان كان يتفكك العجب وأما قولك اني لأخشى على ولدي اتباع أديانهم لانها ظاهرة البطلان * فهذا يأخى من قبولات

النفس ووساوس الشيطان * لان ولدك متى احتلت عقيدته الاسلاميه
فدخوله في دينهم وعدم دخوله بيان * وها أنا اجتهدت في نصحتك
واقه المستعان *

(الفصل السادس والعشرون)

وها أنا أذكرك يا أيها المسلم المعتقد عبارة الولي الكبير والقطب الشهير سيدي
عبد العزيز الدباغ في شأن من يخالط الفساق فضلاً عن يخاطب الكفار
وما في ذلك من الخطر العظيم على الدين قال تديذه ابن المبارك في
الباب الثالث من كتاب الابريز لما اختلف علينا كلام الشيخ الخطاب
وكلام الشيخ المواق رحمهما الله تعالى في دخول الناس الحمام مكشوفين
لايسترون فقال الشيخ الخطاب يحرم الدخول ويجب عليه التيميم ان خاف
من الماء البارد وقال الشيخ المواق يدخل ويسترو بفض عينيه ولا حرج
عليه فقال سيدي عبد العزيز رضى الله عنه الصواب مع الشيخ الخطاب
وأما ما ذكره الشيخ المواق ففيه آفة بعد فرض المستر محترذا الى الغاية
وفارا من النظر في عورة غيره الى النهاية وهى أي الآفة ان المعاصي
ومخالفة أوامر الله تعالى لا تكون الا مع الظلام الذي بين ظلام
جهنم خيوط واتصالات يحصل له الشقاء من جهنم بسببها ولا أحد أعرف
بذلك من ملائكة الله تعالى فاذا اجتمع قوم تحت سقف حمام مثلاً على
مصيبة وظهرت المصيبة من جهمهم عم الظلام ذلك الموضع فتفتر الملائكة
عنهم واذا فترت الملائكة جاء الشيطان وجنوده فعمروا الموضع فتصير
أنوار ايمانهم أي المصاة حينئذ كالصايح التي جامتها الرياح العاصفة من
كل مكان فتري نورها مرة يذهب الى هذه الجهة ومرة الى هذه الجهة
ومرة ينعكس الى أسفل حتى تقول انه انطفأ واضمححل ولهذا كانت

المعاصي يريد الكفر والاباط بالله تعالى فاذا كان الحام وأهله على هذه الحالة التي وصفنا وفرضنا رجلا خيرا دينيا قاضيا متحرزا جاء ودخله واسترقاه يقع لنور ايمانه اضطراب بالظلام الذي وجدته في الحام لان ذلك الظلام ضد الايمان فضطرب ملائكته لذلك أيضا قطع فيه الشياطين وتصل اليه وتشهي اليه النظر في العودة وتقويه فلا يزال معهم في قتال وهم يقوون عليه وهو ينفذ بين أيديهم حتى يستحسن الشهوة فيه. تتخذ النظر للعودة لسأل الله السلامة قال رضى الله عنه ولو فرضنا جماعة يشربون الخمر ويستلذون به ويظهرون المعاصي التي تكون معه ويفسحون فيها ولا يتحرزون من أحد ولا يخشونه ثم فرضنا رجلا جاءهم وفي يده دلائل الحريات فجلس بينهم وجعل يقرؤها وأطال معهم الجلوس وجلس معهم اليوم الى آخره وهو على قراءته وهم على معاصيهم فانه لا يذهب عليه الليل والنهار حتى ينقلب اليهم ويرجع من جلهم لليلة التي ذكرناها ولهذا نهى عن الاجتماع مع أهل الفسوق والمصيان لان الدم والشهوة والغفلة فينا وفيهم الامن رحمه الله وقيل ما هم والله تعالى اعلم انتهت عبارة الابريز وفيها عبرة وأى عبرة لمن كان له الى الحق نظرة فاعتبر بها أيها المسلم ولا تخاطر بدين ولدك فتدخله في مدارس النصارى يمشي معهم فانه لا تذهب عليه الايام والليالي حتى يصير منهم أو تختل عقيدته الاسلامية ويقع بسبب سوء رأيك وتديرك من الكفر في أعظم بلية فاياك من هذه المدارس اياك والله يتولى هداى وهداك

(الفصل السابع والعشرون)

اعلم ان في وضع ولدك أيها المسلم في مدارس النصارى تكثيرا لسوادهم فضلا عما يترتب عليه من الاخلال بعقيدته وذلك منتهى عنه شرعا قال

البخارى في كتاب التعبير حدثنا عبد الله بن يزيد المقرئ حدثنا حيوة وغيره قالا حدثنا محمد بن عبد الرحمن أبو الاسود قال قُطِعَ عَلَى أَهْلِ الْمَدِينَةِ بَحْثٌ فَأَكْتَتَبْتُ فِيهِ فَلَقِيتُ عِكْرَمَةَ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَأَخْبَرَنِي فَهَانِي عَنْ ذَلِكَ أَشَدَّ التَّهْمَى ثُمَّ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ أَنَسًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ كَانُوا مَعَ الْمُشْرِكِينَ يَكْذِبُونَ سَوَادَ الْمُشْرِكِينَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَنِّي السَّهْمُ يَرْمِي بِهِ فَيَصِيبُ أَحَدَهُمْ فَيَقْتُلُهُ أَوْ يَصِيبُ فَقَتْلُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ (إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمُ الْآيَةَ) قَالَ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ فِي شَرْحِهِ قَتَعَ الْبَارِي وَغَرَضُ عِكْرَمَةَ أَنَّ اللَّهَ ذَمَّ مِنْ كَثَرِ سَوَادِ الْمُشْرِكِينَ مَعَ أَنَّهُمْ كَانُوا لَا يَرِيدُونَ بِقُلُوبِهِمْ مُوَافَقَتَهُمْ أَه

(الفصل الثامن والعشرون)

أَيُّهَا الْغُلَامُ الْمُسْلِمُ الَّذِي يَرِيدُ أَبَوَهُ أَنْ يَهْدِمَ دِينَهُ بِإِدْخَالِهِ هَذِهِ الْمَدَارِسَ لِتَوْحِيهِ تَعْمِيرِ دُنْيَاهُ أَمَّا لِحَبْلِهِ وَأَمَّا لَكُونُهُ زَانِعٍ الْعَقِيدَةَ لَيْسَ مِنْ أَهْلِ الْإِسْلَامِ فِي الْبَاطِنِ وَإِنْ كَانَ فِي الظَّاهِرِ مُسْلِمًا إِيَّاكَ أَنْ تَطِيعَهُ فِي هَذَا الْأَمْرِ الْعَظِيمِ الَّذِي طَائِبَتُهُ عَلَيْكَ الْكُفْرُ وَالضَّلَالُ وَالْهَلَاكُ وَالْوَبَالُ فَالْمَكْتُفَى غَيْرُ مَكْتَفٍ بِطَاعَتِهِ إِلَّا إِذَا أَطَاعَ اللَّهَ تَعَالَى وَأَنْتَ تَعْلَمُ بِالْمُشَاهَدَةِ أَنَّ دُخُولَكَ فِي هَذِهِ الْمَدَارِسِ النَّصْرَانِيَّةِ مُضَرٌّ بِدِينِكَ فَظَاهِرُ الْأَضْرَارِ وَأَنَّكَ إِنْ أَقَمْتَ فِيهَا خَرَجْتَ مِنْ دِينِ الْإِسْلَامِ سَوَاءً أَرَدْتَ ذَلِكَ أَمْ لَمْ تُرِدْ لِأَنَّ سُمَّ الْكُفْرِ بَدْخُلٌ عَلَى قَلْبِكَ نَدْوِجًا شَيْئًا فَشَيْئًا حَتَّى لَا تُعِيسَ بِنَفْسِكَ الْإِسْلَامَ وَقَدْ خَرَجْتَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَصَرْتَ فِي زُمَرِ الْكَافِرِينَ وَحِينَئِذٍ يَكُونُ خِلَاصُكَ مُتَعَذِّرًا أَوْ مُتَعَسِّرًا قَالِيكَ ثُمَّ إِيَّاكَ أَنْ تَضِيْعَ نَفْسُكَ النَّفِيسَةَ وَتَوَافِقَ عَلَى نَقْلِهَا مِنَ السَّعَادَةِ الْإِبْدِيَّةِ إِلَى الشَّقَاوَةِ السَّرْمَدِيَّةِ وَخَالَفَ بِذَلِكَ أَمَّكَ وَأَبَاكَ وَكُلَّ مَنْ أَرَادَ لَكَ الْهَلَاكَ * وَمَهْمَا عَمِلَ فَيْكَ مِنْ أَعْمَالِ الْقِسْوَةِ وَالشَّدَةِ

ليحملك على طاعته في هذه المحبة العظمى والداية الكبرى فلا تبطئه
 فان الضرر الذي يترتب على دخولك في هذه المدارس في دينك لو قطعت
 لاجله اربا اربا حتى تتخلص منه لما كان ذلك كثيرا ولا شك ان اباك
 الجاهل أو الزنديق المتافق اذا رأى منك الجهد في الامتناع بضعك في
 مدارس المسلمين الحالية من هذه الاخطار فتكون انقذت نفسك
 من النار *

(الفصل التاسع والعشرون)

الواجب عليك أيها المسلم ان تربي ولدك على دين الاسلام وتضعه مع
 اولاد المسلمين في مدارسهم يتعلم معهم أمور دينه ودنياء ويحافظ على
 الصلوات ويتألف من صفه مع اولاد المسلمين فينشأ على محبتهم ويزيد
 ايمانه بمخالصتهم والنظر اليهم ويستمر به ذلك الى نهاية عمره وقد قال
 سيدنا عبد القادر الجيلاني رضى الله عنه ان النظر في وجوه المؤمنين
 يزيد في الايمان وبكس ذلك ما اذا وضعت في مدارس النصارى وقد قال الله تعالى
 ﴿بَشِّرِ الْمُنَافِقِينَ بِأَنَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا الَّذِينَ يَتَّخِذُونَ الْكَافِرِينَ
 أَزْوَیَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ أَتَيَتُنُونَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا﴾
 وقال تعالى ﴿لَا تَحْدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَدُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ
 وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَمَلَهُمْ﴾ وقال تعالى ﴿يَا أَيُّهَا
 الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَهُم بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ
 كَفَرُوا بِمَا جَاءَكُمْ مِنْ الْحَقِّ﴾ وقال تعالى ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا
 الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَاِنَّهُ مِنْهُمْ﴾
 وقال تعالى ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَكُمْ هُزُواً
 وَلَعِبًا مِنْ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكَفَّارَ أَوْلِيَاءَ وَاتَّقُوا اللَّهَ

ان كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ) وغير ذلك من الآيات فهل الصبي الذي ينشأ في هذه المدارس مع أولاد التصاري ومعلميهم ويعبد عبادتهم ويتعلم دياتهم ويأكل ويشرب وينام ويقوم معهم عدة سنين ليلا ونهارا يمكنه ان يعمل بهذه الآيات القرآنية التي يتوقف صحة ايمانه على العمل بها حاشا وكلا وكيف يمكنه ذلك وقد صار معلمو المدرسة كأبائه وتلامذتها كاخوته وجميعهم بحكم مائلته فضلا عن فساد عقيدته * وعدم معرفته شيئا من ديانته * ثم لو فرضنا ما هو كالمستحيل من خروجه منها بعد سنوات وهو غير مختل العقيدة فانه يكون جاهلا في أحكام دينه ولا يعرف من الاسلام ما يعرفه أقل الدوام ولا يتعلم وقتئذ لانه يكون قد ذهب وقت التعليم وصار مشغولا بالكسب والجد في الدنيا ويكون تاركا للصلاة والصيام وعبادات الاسلام لانه لم يعتد عليها من صغره بل ولم يتعلم أحكامها فتكون عليه قتيعة كما نشاهده من جلّ أوكل من يخرجون من مدارس التصاري فانهم يكونون تاركين للصلاة والصيام وسائر العبادات الاسلامية ويميشون على تلك الحالة التيمية الى نهاية آجالهم * على أقبح أحوالهم الامن سلمه الله وقليل ما هم

(الفصل الثلاثون)

ان كنت أيها المسلم تحت حكم غير المسلمين مجبوراً على وضع ولدك في مدارسهم فاما ان تكون قادراً على الهجرة الى بلاد الاسلام التي تحت حكم المسلمين أو غير قادر على الهجرة وقد بين الله تعالى في كتابه العزيز حكم ذلك في الحالتين فقال في سورة النساء (ان الذين تَوَنَّمُوا الْمَلَائِكَةَ ظَالِمِينَ اَنْتَقِمِمْ قَالُوا فِيمَ كُنْتُمْ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْاَرْضِ قَالُوا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللَّهِ وَاَسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا فَأُولَئِكَ مَأْوَاهُمْ

جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ
الَّذِينَ لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا فَأُولَئِكَ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَعْتَمِدَ
عَنْهُمْ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا غَفُورًا وَمَنْ يَهَاجِرْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَجِدْ فِي الْأَرْضِ
رُغْمًا كَثِيرًا وَسَعَةً وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ
لَمْ يُذِرْكُمُ الْمَوْتَ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا
قال الامام البيضاوى في تفسيره في الآية دليل على وجوب الهجرة من
موضع لا يتمكن الرجل فيه من اقامته به قال وعن النبي صلى الله عليه وسلم
(مَنْ قَرَّ يَدَيْهِ مِنْ أَرْضٍ إِلَى أَرْضٍ وَإِنْ كَانَ شِرْبًا مِنْ الْأَرْضِ وَجَبَتْ
لَهُ الْجَنَّةُ وَكَانَ رَفِيقَ أَبِيهِ إِبْرَاهِيمَ وَنَبِيِّهِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ)
اه وقال عتبه الشهاب الحفاجي والهجرة من بلاد الكفار وبلاد لا يقام بها
شعائر الاسلام واجبة كما نقله ابن العربي المالكي رحمه الله قال وكذا البلاد
الوثية اه وقال الحافظ ابن حجر في فتح الباري شرح البخارى واستنبط
مسيد بن جبير من هذه الآية وجوب الهجرة من الارض التي يعمل
فيها بالمعصية اه

(الفصل الحادى والثلاثون)

فان قلت ان قوة الافرنج هذه التى تغلبوا بها على كثير من البلاد انما
هى بسبب ما تعلموه من العلوم الدينية * والصنائع الجزئية والكلية * حتى
اخترعوا من الآلات الحربية ما لم يسبق نظيره في العصور السابقة
وتاجروا بمصنوعاتهم في سائر جهات الارض قاصيها ودانيها وسلبوا بها
وبسياساتهم وقواتهم أموالها وتغلبوا على كثير من أهلها * فاذا لم
تدخل مدارسهم لا يمكن ان تعلم تلك الصنائع ولا عمل الادوات الحربية
كالبارود والبنادق والمدافع وقد قال الله تعالى (وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ

مِنْ قُوَّةٍ) فيلزمنّا ان تتعلم في مدارسهم تلك العلوم والصنائع حتى يمكننا اعداد القوة التي أمرنا الله بها أقول لاضرورة الى دخول مدارسهم على الوجه السابق المذموم المشؤم الذي يذهب بالدين بالكلية أو يخل به اخلاقاً فاحشاً نكون طاقته الوبال * والانتقال من الهدى الى الضلال * قانا لو فرضنا ان أولئك الغلمان الذين ترأبوا في مدارسهم وضيعوا دينهم صاروا من أعلم العلماء بالعلوم الدنيوية والصنائع الافرنجية بحيث يفوق الواحد منهم على جميع أهل عصره لم يوف ذلك بما ضيعوه من الدين ويمكن تعلم الصنائع والعلوم الدنيوية التي لا نخل بدینهم بعد کبرهم وتریتهم في مدارس المسلمين وروسخ دين الاسلام في قلوبهم وحينئذ يتقلون الى بعض مدارسهم ان تحقق يقينا انه لا يضر في دينهم الانتقال ولا يُخشى عليهم تبديل الهدى بالضلال

(الفصل الثاني والثلاثون)

اعلم ان من جهال المسلمين من يتقرب الى قلوب النصارى والافرنج بوضع ولده في مدارسهم ويتودد اليهم بذلك حتى يحبوه ويقولوا فلان ليس عنده عصية دينية فيأبها الجاهل الفاسق لاي شيء أنت تعبر من نسبتك الى المصنعية الدينية وتسترها عنهم وهم يفتخرون بها ويظهرونها بعدم وضع أولادهم في غير مدارسهم مع ان دينهم من أبطال الباطل الذي ينهى ان يتعبر به حقيقة ودينك من أحق الحق الذي يفتخر به حقيقة أما أنت منسوب لدين الاسلام الذي هو خير الاديان * وأفضل ما عبد به الرحمن * بل هو الدين الحق الوحيد الذي ماعلى فضله وكاله في السابقين واللاحقين من مزیده * نحن والحمد لله لنا كل الفخر في هذه النسبة الشريفة التي لا أشرف منها

أنا ابن دارة معروفًا بها نسي * وهل بدارة بالناس من طار
ويألت شرى ما هي الصيغة الدينية هل هي الا ان تمسك بدينك
وتحل ما أحل الله وتحرم ما حرم الله وتعب في الله وتبغض في الله وهل
الدين غير هذا وأنت تعلم ان دين الاسلام قد بنى على الاعلان والاظهار
* لا على التكمم والاستتار

والستردون الفاحشات ولا * يلقاك دون الخير من ستر
أما ترى الله تعالى كيف شرع الاذان في كل يوم خمس مرات وبنوا
لذلك المآذن وأعلنوه غاية الاعلان وأظهروه غاية الاظهار على رؤس
الاشهاد * في جميع البلاد * أستره أنت أيها الجاهل الفاسق بتوهك
أن اظهروه عليك عار * وانك بذلك تستجاب مودة الكفار * أفلك
من مسلم ساقط الهمة * عديم التخوة * هل سمعت قط ان عاقلاً يجتهد
في ستر شرفه الذي لا شرف مثله ويتعبر باعلانه بين أعدائه واخوانه
* ومن أعجب ما سمعت في هذا الباب ان رجلاً من أكابر المسلمين
وهو من المحافظين على الصلاة والصيام وأنواع العبادات وبعد من
صاحبه الجهال حضر في دعوة بعض أكابر النصارى فحينما وضعوا الخمر
على المائدة وهو جالس عليها تناول كأساً وشربه خوفاً من ان يقولوا
متعصب في دينه وظن بجهله ان هذا الحاطر الشيطاني يكون عذراً له ولا
يخل بطاعته * فانظر الى الجهل وآفاته

(الفصل الثالث والثلاثون)

يجب ويفترض على كل مسلم له قدرة على اخراج بعض أولئك الاولاد
المسلمين من المدارس النصرانية ان يخرجهم بما يقدّر عليه اما بأن يكون
والد ذلك الصبي أو وليه صديقاً له فينهاه ويلج عليه بالترهيب والترغيب

واما ان يكون له مناسبة مع بعض أصدقائه فيحيلهم عليه واما بأن يبلغ أمره الى أحد من ينفذ عليه أمرهم من حاكم وغيره واما بأن يعطيه مالا ان كان الحامل له على ادخال ولده الفقر والحاجة كما هو حاصل في مدارس البنات التي افتتحها البر وتست في بيروت وغيرها والحاصل انه يجب على كل مسلم بكل حيلة وكل وسيلة تمكنه ان يخرج ذلك العنصر أو الصبية واذا قدر على ذلك ولم يفعله فهو آثم مستحق للعقاب من الله تعالى هذا اذا كان غير راض بقلبه بذلك وأما اذا رضى بدخول أحد أولاد المسلمين وكفرهم على الوجه المذكور فهو كافر مثل من أدخلهم وهو راض بذلك فان الرضا بالكفر كفر والله الهادي * وعليه اعتادي

(الفصل الرابع والثلاثون)

روي عن سيدنا عثمان رضي الله عنه انه قال ان الله لينزع بالسمعان مالا يزعم القرآن وكتابي هذا وان اشتمل على بيان عدم جواز دخول أولاد المسلمين المدارس النصرانية المذكورة بل كفر الداخلين منهم الى كنائسها مع أولاد النصارى وعبادتهم مثلهم وكفر آبائهم أيضا وأولائهم الراضين بذلك وهذا لاشك يؤثر في نفوس كثير من المسلمين الموقفين الذين كانوا يجهلون الحكم الشرعي في ذلك فاذا عرفوه بعد الآن يطعمون الشرع ويخرجون أولادهم ومن ولوا أمرهم ويتوبون الى الله تعالى ولا مؤثر ذلك فيمن طمس الله على بصائرهم من النفاق والمراق * وأهل الزندقة والتفارق * فهو لا يجب على ولي الامر ان يمنهم من ادخال أولادهم ومن تولوا أمورهم من صبيان المسلمين الى هذه المدارس النصرانية شفقة عليهم واحتياطاً لسلامة أديانهم ولا هاد

الا لله ولا حول ولا قوة الا بالله

(الفصل الخامس والثلاثون)

فان قلت انا نرى بعض اكابر المسلمين يضعون اولادهم في هذه المدارس وهؤلاء لا بد ان يكون عندهم معرفة في امور دينهم ودنياهم فلو علموا ان في ذلك ضررا لما وضعوا اولادهم اقول كونهم من اكابر الدنيا لا يمنع فسقهم وجهلهم في امور الدين وهم انما يصلحون قدوة لامثالهم الفساق الجبال للمسلم يهيمه اجتناب الحرام واتباع الحلال وهؤلاء وان كانوا بحسب الظاهر من الاكابر فان نفوسهم من الاسافل الاساغر

وما ينفع الاصل من هاشم اذا كانت النفس من باطله والا فلو كان هذا من اكابر المسلمين حقيقة لكان من اعظمهم محبة لدينه وملكه واكثرهم غيرة على جنسيته ودولته ولو كان كذلك لما ادخل ولده في المدارس النصرانية فانه لا يخرج منها الا وقد انسلبت منه كل هذه المتاقب الجليلة والصفات الجميلة فبالله عليك ايها المنصف هل يعتد من هذه حالته من اكابر المسلمين او من اساغره بل هو والله من اصغر اساغره واسفل اسافلهم ويشهد بذلك نفس النصارى والافرنج الذين يضع ولده في مدارسهم ولذلك لم يختاروا هذه الحالة لانفسهم فانا نرى مدارس المسلمين مهما كانت ناجحة لا يضع النصارى اولادهم فيها بل لا يضمونهم في مدارس طائفة اخرى منهم كل ذلك بحافطة منهم على دين اولادهم فانظر وتمجب لهذا الرجل المخذول الذي يوضع ولده في المدارس النصرانية على الوجه المذكور قد عادى ربه وبنيه ودينه ودولته وأهل ملكه بل عادى نفسه التي بين جنبيه وسقط بذلك من عين أعداء دينه الذين وضع ولده في مدارسهم قائم

لا يتقون به بعد ذلك كمال الوثوق لانهم يعلمون ان من لادين له لا امانة له وأما كون بعض من يضعون أولادهم من المسلمين في مدارس النصارى هم من أكابرهم لا ينافي ذلك كونهم من أكثرهم جهلاً * وأقلهم في أمور دينهم عقلاً * وان كانوا بحسب الظاهر من ذوي الاجلام * وأكابر الالام * فقد قال الله تعالى في الكفار (يَعْلَمُونَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْآخِرَةِ هُمْ غَافِلُونَ) وقال تعالى فيهم (إِنَّهُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلَّغَهُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا) وهانحن نراهم بالمشاهدة كذلك قد بلنوا في الدنيا الغاية * وما وصلوا بالدين الى البداية * غافلين عن البحث والنشور * وما تؤل اليه بعد الموت الامور * لا يعرفون الله ولا يؤمنون به ولا بانيائه * ولا بقدره وقضائه * والمتدينون منهم وقليل ما هم يعتقدون تليث الآلهة * وان الثلاثة واحد والواحد ثلاثة ويستقدون الوهبة المسيح عليه السلام مع اعتناهم انه بشر مثلهم يأكل ويشرب * ويرتاح ويتعب * ويمشي ويركب * وَيَقْبَرُ وَيُغْلَبُ * ويقتل على زعمهم ويصلب * ويستقدون في الحيز الذي يقرأ عليه القسيسون في الكنيسة انه يستحيل بتلك القراءة الى نفس جسده فيأكلونه على أنه جسد المسيح عليه السلام وان الحمر الذي يقرؤون عليه يستحيل الى نفس دمه فيشربونه على انه دم المسيح عليه السلام ومن لم يعتقد ذلك منهم فهو كافر في دينهم ليس بنصراني فاذا نظرت الى هذه الاعتقادات الدينية لا تشك في ان معتقدها من أجن المجانين * واذا نظرت الى ما يصدر على يد بعضهم من المهمات الدنيوية لا تشك في انه من أعدل العاقلين * قههم في الدين أكثر اناس جهلاً * وفي الدنيا أكبر الناس عقلاً * ولو كانت عقول هؤلاء في أمور دينهم كمقولهم في أمور دنيائهم لما اختاروا سوى دين الله الحق (٤ - ارشاد)

دين الاسلام الذى اتفقت على حسن عقائده وأحكامه وقواعده جميع ذوى الاحلام * من جميع أفاضل الانام * على اختلاف الاعصار والاقطار والاقوام * ولكن الله تعالى خلق الجنة وخلق لها أهلاً لا يزيدون ولا ينقصون * وخلق النار وخلق لها أهلاً لا يزيدون ولا ينقصون * سبحانه وتعالى لا يسأل عما يفعل وهم يسألون * لو هداهم الله لحبة دين الاسلام * واستعملوا في معرفته ما وهبهم سبحانه من المدارك والافهام * ليتقنوا انه دين الله الحق بلا شك ولا اوتياب * ودخلوا اليه أفواجا من كل باب * ولكنهم صرف الله قلوبهم فصرفوا النظر عن الدين وتوغلوا في الدنيا وعلموها * واستغرقوا أعمارهم بالبحث عن مجهولها ومعلومها * فسترت عقولهم ببرسامها * وأغرقتهم في بحار أوهامها * فهم في الصورة من ذوى الاحلام ولا أحلام * مستيقظون في الظاهر وهم في الحقيقة نيام * وسيتنبهون متى زال عنهم بالوت النمام * ويعلمون ان ما كانوا فيه من زخارفها أضغاث أحلام * سوف ترى اذا انجلى المبار * أفرس تحتك أم حمار

(الفصل السادس والثلاثون)

ومن العجب انا نرى شدة حرص الافرنج على اختلاف أجناسهم على نشر دين النصرانية مع ان أكثرهم لا يستقدون الاديان ولكن يرون سياستهم الاولى تقضى عليهم بانهم لا بد لهم من دين يجمعون عليه شعوبهم وقد انقضوا من صغرهم على دين النصرانية فيرونه أولى من غيره من الاديان بإجماعهم عليه ودعوتهم الشعوب الاخرى اليه فيشكلون لذلك الجمعيات المتنوعة ويجمعون الاموال الكثيرة ويرتبون المعلمين السعاة النعاة ويسمونهم بالمبشرين ويبشرون في أقطار الارض يدعون الناس إلى

منهم ويفتحون المدارس المختلفة في أقصى البلاد وأدانيها في المدن والقرى ويطبعون الكتب الكثيرة الباحثة عن اعتقاداتهم وينفقون عليها النفقات الوافرة وينشرونها في الجهات البعيدة والقرية ومن ذلك مايجريه بعض القسيسين الذين يرسلونهم من تطوافهم في القرى وجمعهم الصبيان والجهال وقراتهم عليهم بعض كتب الديانة النصرانية لاغوائهم هنا زيادة عن فتحهم المدارس في بعض القرى واستجلابهم أولاد المسلمين وغيرهم بكل حيلة ووسيلة فليحذر المسلمون منهم ومن مدارسهم ولا يمكنوا أولادهم وجهالهم من الاجتماع عليهم ولو على سبيل الفرجة لان الأولاد الصغار ربما يطلق في أذهانهم شيء من ضلالتهم التي تخالف دين الاسلام * وعلى آباؤهم وأمهاتهم ومن يلى أمرهم في ذلك الوبال والملام * ويتما نحن نراهم كذلك نرى كثيرا من المسلمين لا يبالون بشر دينهم المين دين الاسلام * ولا ينفقون النفقات كهؤلاء الاقوام * ولا يستنون بدخض مايرد على بلادهم وأولادهم من الشرك والشك والاوهام * أليس هذا من أقبح أنواع الخذلان * وأشد الخسارة وأغنى الجرمان * ولا سيما في هذا الزمان * الذي هجم فيه الكفر على الايمان * وزاد الضلال وتابع العدوان * أقول قولى هذا وأستعين بالله تعالى وهو نعم المستعان * ٩

(الفصل السابع والثلاثون في تحذير المسلمين من مطبوعات اليسوعيين) يوجد في بيروت مطبعة لارهبان اليسوعيين طبعوا فيها كثيرا من الكتب والجواميع الادبية التي جمعوها من كتب المسلمين ولكنهم لعدم أمانتهم في النقل أزلوا من الكتب التي نقلوا منها العبارات التي فيها تأييد لدين الاسلام وتمظيم لرسول الله سيدنا محمد عليه الصلاة والسلام * فمن

ذلك أنهم طبعوا كتاب فقه الائمة فازالوا خطيته بالكلية لما فيها من
 تعظيم الحضرة المحمدية * عليها من الله أفضل صلاة وأكمل تحية * ومن
 ذلك أنهم طبعوا كتاب الالفاظ الكتاتبية فغيروا وبدلوا في عباراته في
 محلات كثيرة فإذا قال كما قال الله تعالى فيرون عبارته به ولهم كما قال القائل
 أو كما قيل وهكذا وجموا مجموعاً كبيراً عدة أجزاء أكثرها من كتب
 المسلمين وحذفوا من عباراتهم ما يتعلق بتعظيم دين الاسلام * وتغنيهم
 حبيب الرحمن سيدنا محمد عليه الصلاة والسلام بل أبدلوا في بعض
 الأحيان عبارات علماء المسلمين الصحيحة المليحة بعباراتهم الفاسدة
 القبيحة * وذلك فيما يتناق بشؤون سيد المرسلين * ودينه المين وصلى
 الله عليه وعلى آله وصحبه أجمعين * فانا أحذر جميع المسلمين من الكتب
 المطبوعة في المطبعة الياسوعية في بيروت ولو كانت من كتب وتأليف
 المسلمين فضلاً عن مجاميعهم التي جمعوها وطبعوها مثل المجموع الذي
 سموه بحافى الادب في عدة أجزاء فانهم لأمانة لهم في النقل يحرفون
 الكلام عن مواضعه * ويمزجون مضاره بمنافعه * ويضمون السم في الدسم
 * ويبدلون الصحة بالسقم * فأياك أيها المسلم أن تشتري شيئاً من كتبهم
 فاني والله ما أخبرتك الا عن علم ويقين * لاعن ظن وتخمين * واذ رأيت
 بعض التقارير باسم بعض علماء المسلمين على بعض كتبهم فلا تبعها
 فانهم اذا ثبت تصرفهم في نفس تلك الكتب بالتحريف والتبديل وحذف
 ما لا يوافق مذهبهم واثبات ما يوافقهم وان خالف دين صاحب ذلك الكتاب
 فما يمنعهم من التصرف في التقارير على حسب هواهم وما يوافق مصلحتهم
 فاحذر من كتبهم الحذر * وهأنا أنذرتك أيها المسلم وقد أعذر من أنذر
 (الفصل الثامن والثلاثون)

ویلزّم مدارس المسلمين أن لاتعلم شیئا مما یخالف عقائد أهل السنة والجماعة ولو كان المقصود من الكتاب المقروء شیئا آخر غیر العقائد ککتاب نهج البلاغة فان بعض المدارس الاسلامیة تقرئه للتلاميذ بقصد تدربهم علی البلاغة والفصاحة فیحشّی علیهم ان یتثبت فی نفوسهم لصنفرهم شیء من معانی التشیع والرفض والاعتراض علی بعض الصحابة رضی الله عنهم أجمعین والمیل الی البعض منهم دون البعض وابدال حب کثیر منهم! والمباذ بالله تعالی بالبغض أما لسبب الكتاب المذكور لسیدنا علی بن أبی طالب رضی الله عنه وکرم وجهه فهی لسبب کاذبة غیر صحیحة قال الحافظ الذهبي فی کتابه میزان الاعتدال کما فی کشف الظنون ومن طالع کتاب نهج البلاغة جزم بأنه مکذوب علی أمير المؤمنين علی رضی الله تعالی عنه فان فیہ السب الصریح والحط علی السیدين أبی بکر وعمر رضی الله عنهما اهـ وهو جمع الشریف الرضی أو الشریف المرتضی کما قاله ابن خلکان وهما من رؤس الشيعة ولاشک ان کثیرا من عبارات هذا الكتاب هی من کلام سیدنا علی رضی الله عنه کما ان کثیرا من عباراته مکذوبة علیه فینبغی لاحد فضلاء أهل السنة والجماعة ان یختصره بحذف سیئاته واثبات حسناته وحینئذ تستحسن قراءته فی المدارس والدروس * وتطیب به الأرواح والنفوس * أما الآن وقد احتلط فیہ الحق بالباطل فلا تجوز قراءته فی المدارس لاولاد المسلمين ألبتة وقد سمعت من رجل من نجباء بیروت کلاما فیہ رائحة التشیع خبیثة عنه وسألتہ من أين أتاه وليس من مذهب أهل بلده فقال لی انه أتاه من قراءة نهج البلاغة فی المدرسة فی صغره فالحذر الحذر من قراءة هذا الكتاب الا بعد اختصاره * باثبات خیاره * وإزالة عواریه

وقد نص العلماء على عدم جواز قراءة فتوح الشام المنسوب للواقدي لما فيه من الأكاذيب مع أن كذبه مدح للصحابه رضى الله عنهم وذكر شجاعتهم وأخبار فتوحاتهم فقرأه بهج البلاغة أولى بدم الجواز لاشتماله على الكذب الصريح بدمهم مما هم منه أبرياء رضى الله عنهم وإنى انصح معلمى المدارس أن لا يقرئوه * وانصح جميع المسلمين أن لا يقتنوه * الأبد الاختصار * بإثبات الصفاء وإزالة الأكدار * ومن المنكر الذى يجب إنكاره ومنه ما يفتله الأجاجم في بلاد العراق من إرسال جماعة من علمائهم موظفين من طرفهم لاغواء المسلمين بيث عقائد الرفض والتشيع بينهم وهم منذسين كثيرة اعتادوا على هذا العمل المضروساروا يطوفون في القرى والمشاثر حتى ترفض بسبيهم جواهر من الأعراب وأهل القرى في بلاد العراق فليخدرهم المسلمون وأهل السنة كل الحذر * فان ضررهم على دين الاسلام من أخش الضرر

(الفصل التاسع والثلاثون)

يا علماء الاسلام * ويا فرسان الكلام * ويا خطباء المجمع والمنابر * ويا صدور المحافل والمحاضر * أين أنتم ما بالكم لاتصحون هؤلاء العوام * الذين هم في أمور دينهم كالانعام * وإن كان بعضهم في دنياه من ذوى الاحلام * ولا مانع من ذلك فقد يكون الانسان قافلاً في أمر دنياه * يحنوننا في أمر أخراء كما قال الله تعالى في الكتاب يعلمون ظاهراً من الحياة الدنيا وهم عن الآخرة هم غافلون وقال فيهم ان هم الا كالانعام بل هم اضل سبيلاً وهانحن لانهم كذلك بلغوا في الدنيا الغاية وما وصلوا في الدين الى البداية * بل أكثرهم غافلون عن البعث والنشور * وما تول اليه بعد الموت الامور * زنادقة لا يتدينون بدين * ولا يعرفون

هكذا بخط المؤلف وهو قد تقدم بهذه العبارة فليتامل

رب العالمين * والمتدينون منهم مع قلتهم هم على العقيدة النصرانية يتقدون تليث الآلهة وان الثلاثة واحد وانه سبحانه وتعالى هو المسيح عليه السلام مع اعتقادهم انه انسان مثلهم يأكل ويشرب وينام ويقوم ويفرط ويبول مع ما ظهر عليه من العجز والضعف والذل والهوان بنصرة أعدائه اليهود عليه وصلبهم اياه على زعمهم وبع ذلك يتقدون انه هور بهم ورب اليهود الذين صلبوه بزعمهم ويعتقدون في الحيز الذي يقرأ عليه القسيس في الكنيسة انه يستحيل بتلك القراءة الى نفس جسد عيسى عليه السلام وان الحجر الذي يقرأ عليه القسيس يستحيل الى نفس دمه عليه السلام فاذا نظرت الى هذه الاعتقادات الفاسدة لانتك ان متفدها من أجن المجانين واذا نظرت الى ما يصدر على يده من المهمات الدنيوية لانتك في انه من أعقل العاقلين ولو كانوا عقلاء في دينهم كما هم عقلاء في دنياهم لما احتاروا سوى دين الله الحق دين الاسلام الذين اتفقت على حسن عقائده وأحكامه وقواعده جميع ذوي الاحلام من جميع أفاضل الانام على اختلاف الاعصار والاقطار والاقوام ولكن الله تعالى خلق الجنة وخلق لها أهلا وهم المؤمنون وخلق النار وخلق لها أهلا وهم الكافرون سبحانه ربك رب المزة عما يصفون

(الفصل الاربعون)

قلت في كتابي حجة الله على العالمين في معجزات سيد المرسلين صلى الله عليه وسلم ومن أجل دلائل نبوته صلى الله عليه وسلم والبراهين الدالة على صحة دينه المين دين الاسلام انه كلما دقق الماقل النظر في * وتوغل في علم معانيه * وتبحر في معرفة أحكامه وفروعه وأصوله *

وطبق بين معقوله ومنقوله * يزيد فيه رسوخا ومحبة وقوة اعتقاد
ولذلك ترى أعقل عقلاء الامة الحمدية * وأفضل فضلاء الملة الاحمدية *
وأعلم علماء الشريعة الاسلامية * هم علماء هذا الدين المين * وخدام
شريعة سيد المرسلين * صلى الله عليه وسلم وهم المحدثون * والفقهاء
والمصوفية والمتكلمون * وكل منهم الوف كثيرة لا يمكن حصرهم وقد
ملأت كتبهم الدينية من تفسير وحديث وعقائد وفقه وتصوف فضلا
عن غير الدينية أقطار الارض حتى ان فضلاء جميع الملل وعقلاء كافة
الدول يفتخرون بالحصول على كتبهم هذه بجميع أصنافها ويتنافسون
فيها غاية التنافس ويستقدونها من أنفس الذخائر وأشرف المطالب فيجمعونها
من سائر البلدان * باغلي الاثمان * حتى صار ما عندهم منها أكثر مما
عندنا معاشر المسلمين فقد أحرزوا منها مئات الوف من المجلدات
افتخروا بوضعها في مكاتبهم العمومية والخصوصية وحكمة
ذلك الباطنة والله أعلم نشر دعوة النبي صلى الله عليه وسلم وزيادة
اقامة الحجة عليهم يوم القيامة ولهذا الحكمة اعتنوا كثيرا بنشر القرآن
الكريم بينهم فطبعوه في بلادهم بفاية الاتقان * وترجموه الى لغاتهم
بكل لسان * * مع ان كتبهم الدينية وتأليف علماء دينهم لم تبلغ عندهم
عشر هذا الاعتبار وهي عندهم مبتذلة كالكتب العادية بل أدنى على انا
لوقابلنا جميع ما ألف في أحد الأديان المخالفة لدين الاسلام لانتاوم في
الكثرة مؤلفات امام واحد من المسلمين * وهم الوف كثيرة من
المتقدمين والمتأخرين * لا يمكن حصر مؤلفاتهم ولو فرض حصرها بلغت
الوف الوف الوف وهكذا الى انقطاع النفس فقد بلغت مؤلفات الحافظ
السيوطي وحده نحو الخمسة مؤلف وكثير منها في مجلدات عديدة

وَأَكْثَرُهَا دِينِيَّةٌ وَقَبْلَهُ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ لَهُ تَأْلِيفٌ كَثِيرَةٌ وَقَبْلَهُ الْإِمَامَانِ
 ابْنُ تَيْمِيَّةٍ وَابْنُ الْقَيِّمِ وَقَبْلَهُمُ الْإِمَامُ النَّوَوِيُّ وَقَبْلَهُمُ الشَّيْخُ الْإِسْلَامُ سَيِّدُنَا
 عَمِّي الدِّينُ بْنُ الْعَرَبِيِّ بَلَغَتْ مَوْلاهُ الثَّمَنُ وَكَثِيرٌ مِنْهَا عِدَّةٌ بِمَجْلَدَاتٍ
 وَكُلُّهَا دِينِيَّةٌ وَقَبْلَهُ الْإِمَامُ الْغَزَالِيُّ كَذَلِكَ وَقَبْلَهُمْ فِي أَعْصَارِهِمْ وَبَسَدِهِمْ
 أُمَّةٌ كَثِيرُونَ كَالشُّعْرَانِيِّ وَابْنِ حَجَرٍ الْمَكِّيِّ وَالْمُتَاوِيَّ وَعَلِيَّ الْقَارِيَّ وَابْنَ
 كَمَالٍ بِأَشَاوُلُو. أَرَدْنَا لِمَدَدْنَا مِنْ أُمَّةٍ دِينَ الْإِسْلَامِ الْوَقْفُ مِنْ عَرَفَانِهِمْ
 فَضْلًا عَنْ لَمْ نَعْرِفَهُمْ وَلَمْ نَسْمَعْ بِهِمْ وَلَمْ نَطْلُعْ عَلَى. مَوْلاَتِهِمْ مِنْ عَهْدِ السَّلَفِ
 الصَّالِحِ إِلَى الْآنَ بِخِلَافِ سَائِرِ الْأَدْيَانِ بَلْ لَا يُقَابَلُ جَمِيعُ مَا لَفَ فِيهَا
 كِتَابًا وَاحِدًا مِنْ مَوْلاَتِهِ بَعْضُ أَكْبَرِ عُلَمَاءِ الْإِسْلَامِ كَتَفْسِيرُ الشَّيْخِ
 الْإِسْلَامِيِّ مَاتَ مَجْلِدٌ وَمِثْلُهُ تَفْسِيرُ ابْنِ تَيْمِيَّةٍ وَمِثْلُهُ تَفْسِيرُ ابْنِ الْقَيِّمِ
 الْمُقَدَّسِيِّ . وَأَعْظَمُ مِنْ ذَلِكَ مَا ذَكَرَهُ سَيِّدِي عَبْدُ الْوَهَّابِ الشُّعْرَانِيُّ فِي
 الْبَابِ السَّادِسِ مِنَ الثَّمَنِ الْكَبِيرِ . أَنَّ أَصْحَابَ الطَّبَقَاتِ قَالُوا أَنَّ ابْنَ
 شَاهِينَ الْحَافِظَ صَنَّفَ ثَلَاثُمِائَةً وَثَلَاثِينَ مَوْلاً مِنْهَا تَفْسِيرُهُ لِلْقُرْآنِ فِي
 أَلْفِ مَجْلَدٍ وَمِنْهَا الْمُسْنَدُ فِي الْحَدِيثِ فِي أَلْفِ وَسِتْمِائَةٍ مَجْلَدٍ وَغَيْرُ ذَلِكَ
 وَأَنَّهُ حَاسِبُ الْحَبَّارِ عَلَى اسْتِجْرَارِهِ مِنَ الْحَبْرِ لِلْكِتَابَةِ أَوْ آخِرَ عَمْرِهِ
 قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ وَثَمَانُمِائَةً رَطُلًا وَحَكَمِيٌّ بَعْضُهُمْ أَنَّ الشَّيْخَ عَبْدَ الْوَهَّابِ الْقُرْصِيَّ
 صَنَّفَ فِي مَذْهَبِ الشَّافِعِيِّ بِأَخْمِيسَ أَلْفَ مَجْلَدٍ وَحَكَمِيٌّ الْجَلَالُ السِّيُوطِيُّ
 أَنَّ الشَّيْخَ أَبَا الْحَسَنِ الْأَشْمُرِيَّ أَلْفَ تَفْسِيرًا سِتْمِائَةً مَجْلَدٍ قَالَ وَهُوَ فِي
 خَزَائِنِ النُّجُومِ بِبَغْدَادٍ ائْتَمَى كَلَامَ الْإِمَامِ الشُّعْرَانِيِّ . وَمَعَ ذَلِكَ فَتِلْكَ
 الْهَيَاكِلُ إِنَّمَا خَدِمُوا فِي الْغَالِبِ الْعَوَامِ أَوْ مِنْهُمْ كَالْعَوَامِ وَلَمْ يُنْقَلُوا فَحَوْلَ
 الْعُلَمَاءِ بِالْأَسَانِيدِ الْمُتَّصِلَةِ كَدِينِ الْإِسْلَامِ قَالَ شَيْخُنَا الشَّيْخُ عَبْدُ الْهَادِي
 الْإِيَّارِيُّ الْمِصْرِيُّ فِي حَاشِيَتِهِ عَلَى مُقَدِّمَةِ شَرْحِ الْبُخَارِيِّ لِلْعَبَّاسِيِّ

قال ابن حزم نقل الثقة عن الثقة يبلغ به النبي صلى الله عليه وسلم مع الاتصال فضيلة خص الله بها هذه الامة دون سائر الملل وأما مع الارسال والاعمال فيوجد في كثير من اليهود ولكن لا يقربون من موسى عليه السلام قربا من محمد صلى الله عليه وسلم بل يقفون بحيث يكون بينهم وبين موسى أكثر من ثلاثين عصرا وأما النصارى فليس عندهم من صفة هذا النقل إلا تحريم الطلاق فقط أما النقل بالطريق المشتملة على كذاب أو مجبول المين فكثير في نقل اليهود والنصارى وأما أقوال الصحابة والتابعين فلا يمكن اليهود أن يبلغوا إلى صاحب نبي أسلا ولا تابع له ولا يمكن النصارى أن يصلوا إلى أعلى من شمعون وبولس اه وقد تلاعبت بذلك الأديان أيدي الجهل والاهواء والاعراض بالزيادة والنقص في العصر السابقة ولم تزل تزداد من ذلك كل حين حتى وصلت إلى حالة عجيبة لا ترضى أهلها فضلا عن سواهم فانشقوا طوائف كثيرة حتى أن القسم الأعظم منهم الآن تركوا ما اتفق عليه جمهور أسلافهم من أحكام أديانهم وخرجت منهم جماهير كثيرة من التدين بالكلية بسبب أن العلوم العقلية كثرت فيهم فصار العقلاء منهم كلما دققوا في أديانهم وتأملوا في عقائدها ومساوئها وتوغلوا في معرفة أصولها وفروعها ووفرها ووفرها * . ينقص اعتقادهم بمسحتها شيئا فشيئا إلى أن اتضح من قلوبهم أثر الديانة جملة واحدة ولم يبق فيها ذرة من الاعتقاد وصارت كلها مملوءة بالاعتراض والانتقاد * والفوا في تزيفها الكتب الكثيرة حتى صارت علامة الماثل عندهم أن لا يكون من أهل الدين وهم لا يمدون رؤساء دينهم في زمرة العقلاء والعلماء وإنما خصصوهم لأقامة المراسم الدينية على اصطلاحاتهم لتجتمع بواسطتهم العامة على الدين ثلاثين

أمر الديانات بالكلية وهو لا يوافق المصلحة العمومية وقد اطلع بعض عقلائهم على بعض محاسن الديانة الإسلامية فاتبها وصار يدعو الناس إليها في بلادهم فاتبه كثير منهم لما استأروا بأنوارها وعلموا بعض أمرها وقد أقر كثير من فضلائهم بكمال فضائها وترجيحها على سائر الأديان وقال بعضهم في كتبه ببيان زيف جميع الديانات ورجعها إلى كونها متدينا بدين من الأديان لما اخترت الأديان الإسلام ولا يخفى أنه لا يلزم من معرفة الحق اتباعه فقد نرى كثيرين يكابرون برفض الحق وتمسكون بالباطل عناداً والله يفعل في خلقه ما يشاء ومحكم ما يريد قال تعالى (إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ) وقال عز وجل (وَأَوْشَاءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَا يَزَالُ الْمُخْتَلِفِينَ الْأَمَنَ رَحِمَ رَبُّكَ وَلِلَّهِ خَلْقُهُمْ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْغِيَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ) ومن دلائل نبوته ومحة دينه عليه الصلاة والسلام أن صحاء أمته صلى الله عليه وسلم المواطنين على الطاعات المجتئنين للمعاصي يظهر على وجوههم من البهجة والثور والانس ما يشاهده كل أحد ويقربه الكافر فضلاً عن المؤمن ولا نرى ذلك في أحد من الناس غير صلحاء المسلمين بخلاف الفساق النهمكين في المعاصي فقد تظهر على وجوههم كآبة وظلمة تزول بالتوبة النصوح وأشد منهم في ذلك أهل البدع الزاعمون أنهم من أهل الإسلام وقد خرجوا منه بيدعتهم وأخلوا بكثير من شروطه وأشد منهم في ذلك كما هو ظاهر من قضا حياتهم في الكفر بجميع أنواعه فإنه يظهر عليهم ولا سيما في آخر أعمارهم من الظلام والقنم ما لا يخفى على من في قلبه ذرة من نور الإيمان وبالجملة فإن الدلائل على وحدة الله تعالى لا تحصى ولا تحصر ولا تعد ولا تعد وفي كل شيء له آية تدل على أنه واحد

وكذلك الدلائل على صحة رسالة سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم وصحة دينه دين الاسلام أشهر من أن تشهر وأكثر من أن تحصر كما قلت في قصيدتي التي وازنت بها بابت سعاد

لم يمجّد الله لم يمجّد نبوته الاغم عن طريق الرشد ضليل

فكل ذرات كل الخلق شاهدة ان لا اله سوى الرحمن مقبول

وان أحمد خير الرسل رحمة لالمسلمين ففيها الكل مشمول

ولذلك لم يزل هذا الدين المين * منذ بعثه سيد المرسلين صلى الله عليه

وسلم الى الآن في انتشار وازدياد * في سائر البلاد * حتى أنا نرى الناس

في كل زمان ومكان من سائر الملل والنحل العرب والمجم يتحدون

بأنواره ويدخلون فيه أفواجا أفواجا من تلقاء أنفسهم بلا رغبة ولا رهبة

بمخلاف سواء من الاديان قائما فضلا عن كونها لا يدخل فيها الا الشاذ

النادر من الجهلة الطغام مع كثرة التفنقات وأنواع الترهيبات والترهيبات

نرى أهلها يخرجون منها أفواجا أفواجا بمضم الى هذا الدين المين *

وبعضهم الى مذهب الدهرية حيث لا اعتقاد ولا دين * لما يشاهدونه

في أديانهم من المناقضات التي يأبأها كل ذى عقل سليم ومن يتمسك

به منهم ظاهرا قائما هو للعصبة الجنسية التي ينشأ عليها صغيرا فالحمد لله

الذي جعلنا من أهل دينه دين الاسلام * وأمة نبيه محمد عليه الصلاة

والسلام * انتهت عبارة كتابي حجة الله على العالمين (موعظة حسنة

وحكمة مستعسنة) أنصحك أيها القارىء اذا كنت من الكافرين

وأدعوك للإيمان بسيد المرسلين صلى الله عليه وسلم

واذا لم تر الهلال فسلم لانس رأوه بالابصار

خذ قيل هذا في الهلال فما بالك بشمس الوجود * المستضى بنورها كل

موجود * فوالله الذی لا اله الا هو لنبوة سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم
لذوى العقول السليمة والقلوب البصيرة * أظهر من الشمس في وقت الظهيرة
* وكما أن هذه قد يحول دونها حائل سحاب ونحوه يمنع من رؤيتها أو
لا يكون دونها حائل ولكن في الابصار عى منعها من رؤيتها كذلك شمس
الهداية وهى النبى صلى الله عليه وسلم قد يحول بين قلب المرء وبينها حائل
دقيق كالمعاصى فانها تظلم القلب فلا يرى شمس هدايته صلى الله عليه وسلم
حق الرؤية ولا يعرفها حق المعرفة كما ينبغي ان تعرف وكلما كثرت
المعاصى تراكم الظلام على القلب فيغلف الحجاب ويزداد جهله بالنبى
صلى الله عليه وسلم وحينئذ اما أن يرفع الله تعالى بالتوبة التصوح والافتلاع
عن الذنب والاشتغال بالطاعات فينجلى القلب ويستتير فزول جهله
بالنبى صلى الله عليه وسلم على قدر ذلك الانجلاء، ومهما عرف النبى عليه
الصلاة والسلام فقد عرف الله تعالى ومهما جهله صلى الله عليه وسلم فقد
جهل الله تعالى لان معرفة النبى هى الطريق لمعرفة تعالى واما أن
يزداد الظلام ويتراكم بترك الطاعات وازدياد المعاصى ودوام الاصرار
عليها ومعاشرة الكفار والفاسق ومحبته واستحسان أحوالهم حتى يجره
ذلك والعياذ بالله تعالى الى عمى القلب جملة واحدة فيكون منهم ولذلك قال
الله تعالى (وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَاِنَّهُ يَفْعَمُ) ومن هنا ورد ان المعاصى يربد
الكفر ومعنى البريد الرسول أى ان المعاصى تتقدم الكفر لنهى* له محلا
فيتبعها وذلك يكون اذا زادت ودام الاصرار عليها فلا يزال الفاسق
تزداد ظلمة قلبه يوما فيوما من المعاصى الذاتية وليس له طاعات تكفرها
ونحوها ويتمادى أيضا فوق ظلمة معاصيه من ظلمة معاصيه من
الكفار والفاسق ويبقى في غلله هذه وهو في كل لحظة يزداد من الكفر

قربا ومن الايمان بعدا وقلبه فارق في بحر الظلمات المحيط به من كل الجهات حتى ينطمس بالكلمة ويسمى عن رؤية أنوار شمس الهداية الحمديدية فيصير ولى الشيطان ويدخل بالكفر ويخرج من الايمان نسأل الله العافية وقد يكون قلب المرء لم يسبق له ابصار وانما كان وهو ضئير خيه القابلية للابصار والمعنى فلو قبض الله له من أرشده الى الايمان لا يبصر فلما لم يقبض له ذلك المرشد بل قبض له من طاش معهم في ظلمة الضلال الكشيفة من أول نشأته كالأب والام والاخ والاخت والقريب والصاحب والمعلم وكلهم عمى القلوب نشأ مثلهم معاموس البصيرة أعمى القلب لم يسبق له قبل ذلك ابصار ولا عهد له برؤية الانوار وهذه حالة الكفار أبناء الكفار وهم كل من عدا المسلمين المؤمنين بسيدنا محمد المصطفى المختار قال صلى الله عليه وسلم كل مولود يولد على فطرة الاسلام وأبواه يهودانه أو ينصرانه أو يمجسانه فأسمى المماضى التي جرت الى الكفر كان مبصرا فأتاه العمى تدريجا بخلاف هذا الذي نشأ على للكفر فانه لم يسبق له ابصار أصلا وابتلى بمعنى القلب دفعة واحدة ولا فرق بينهما سوى ان الاول أفصح لانه عرف الحق ثم أنكره أما الثاني فلم تسبق له معرفة للحق بالكلمة وانما خلق في الباطل واستمر فيه وكلاهما في كل لحظة في ازدياد من العمى والظلام وبعد عن مشاهدة أنوار الاسلام فعمل يمكن لمن هذه حالته رؤية شمس النبوة الحمديدية مهما أسفرت أسفارا * وملأت الدنيا أنوارا * وليس المانع من جهة هذه الشمس لانها ظاهرة السفور باهرة النور * بل المانع من جهة ذلك القلب الأعمى قال تعالى (إِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَكِنْ تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ) وقال تعالى (وَمَنْ لَمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَا لَهُ مِنْ نُورٍ) فان أعمى

البصر يعلم انه أعمى ويصدق بوجود شمس النهار ويسلم أن المانع له من رؤيتها حاصل من جهته لا من جهتها بخلاف أعمى القلب فإنه لا يتعقل عمى قلبه ولا يسلم ونكر وجود شمس النبوة بالكلية مع كونها أظهر من شمس النهار إذا علمت هذا يفاهرك جلياً معنى الآية الكريمة من أن العمى الحقيقي إنما هو عمى القلوب لا عمى الأبصار ولا تستغرب حينئذ انكار الكفار * شمس نبوة سيدنا محمد المختار * مع كونها دائماً الاسفار * وقد ملأت الدنيا بالانوار *

(الحاتمة في لزوم الجماعة واتباع ما جاء به رسول الله صلى الله عليه وسلم من الكتاب والسنة واجتنب ما عدا ذلك من كتب أهل الكتاب وغيرها وقد أخذت ما فيه من الاحاديث من الترهيب والترغيب لله افظ المنذري وترتيب الجامع الكبير للحسام الهندي)

روى مسلم وغيره عن جابر رضى الله عنه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا خطب أحمررت عيناه وعلا صوته واشتد غضبه كأنه منذر جيش يقول صبحكم ومساءكم ويقول بعثت أنا والساعة كهاتين يوقرن بين أصبعيه السبابة والوسطى ويقول أما بعد فإن خير الحديث كتاب الله وخير الهدي هدي محمد وشر الأمور محدثاتها وكن كل بدعة ضلالة ثم يقول أنا أول ما يكلن مؤمن من نفسه من ترك ما لا فلاح له ومن ترك ديناً أو ضياعاً فإلى وعلى (وروى مسلم أيضاً عن عائشة رضى الله عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم) من عمل عملاً ليس عليه أمرنا فهو رد (وروى الحاكم وصححه عن ابن عباس رضى الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم) (خطب الناس في حجة الوداع فقال إن الشيطان قد بئس أن يعبد بأرضكم ولكم

بِرَفْعِي أَنْ يُطَاعَ فِيمَا سِوَى ذَلِكَ مِمَّا تَعَارَفُونَ مِنْ أَعْمَالِكُمْ فَاحْذَرُوا
 إِلَيَّ قَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا إِنِ اسْتَعْصَمْتُمْ بِهِ فَلَنْ تَضِلُّوا أَبَدًا كَتَابَ اللَّهِ
 وَسُنَّةَ نَبِيِّهِ) وروى البيهقي عن ابن عباس رضي الله عنهما عن النبي
 صلى الله عليه وسلم قال (مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِي عِنْدَ فَسَادِ أُمِّي فَلَهُ أَجْرُ
 مِائَةِ شَهِيدٍ) وروى الطبراني عن معاذ رضي الله عنه قال قال رسول الله
 صلى الله عليه وسلم (الشَّيْطَانُ ذَنْبُ الْإِنْسَانِ كَذَنْبِ الْغَنَمِ يَأْخُذُ الشَّاةَ
 الشَّاذَّةَ وَالْقَاصِيَةَ فَعَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَالْأَلَةِ وَالْعَامَةِ وَالْمَسَاجِدِ
 وَإِيَّاكُمْ) * وروى الحاكم عن ابن عمر وابن عباس رضي
 الله عنهم قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم (لَا يَجْمَعُ اللَّهُ عَزَّ
 وَجَلَّ أُمَّرَأَتِي عَلَى ضَلَالَةٍ أَبَدًا اتَّبِعُوا السَّوَادَ الْأَعْظَمَ يَدُ اللَّهِ عَلَى
 الْجَمَاعَةِ مَنْ شَذَّ شَذَّ فِي النَّارِ) * وروى الطبراني وغيره عن أسامة
 ابن شريك رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
 (يَدُ اللَّهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ نَازًا شَذَّ الشَّاذُّ مِنْهُمْ أَخْطَفَهُ الشَّيْطَانُ كَمَا
 يَخْطِفُ الذِّئْبُ الشَّاةَ مِنَ الْغَنَمِ) * وروى ابن عساکر عن أبي
 هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم (أَتَيْنَا
 خَبَرَ مِنْ وَاحِدٍ وَثَلَاثَةَ خَيْرٍ مِنْ اثْنَيْنِ وَأَرْبَعَةَ خَيْرٍ مِنْ ثَلَاثَةٍ فَمَلِكُمْ
 بِالْجَمَاعَةِ فَإِنْ يَدُ اللَّهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ نَأَمَ يَجْمَعُ اللَّهُ تَعَالَى أُمَّتِي إِلَّا
 عَلَى هُدًى وَاعْلَمُوا أَنَّ كُلَّ شَاذٍ فِي النَّارِ) * وروى الديلمي عن ابن
 عمر رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم (مَنْ تَرَهُ
 أَنْ يَسْكُنَ بُخْبُوحَةَ الْجَنَّةِ فَلْيَأْزِمِ الْجَمَاعَةَ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ الْوَاحِدِ
 وَهَرَمٍ مِنَ الْإِثْنَيْنِ أَبْعَدُ) * وروى الحاكم عن ابن عمر رضي الله عنه
 قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم (مَنْ فَارَقَ أُمَّتَهُ أَوْ عَادَى

أَعْرَابِيَا بَعْدَ مِجْرَتِهِ فَلَا حُجَّةَ لَهُ) * وروى الديلمي عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم (إِنْ أَحَقَّ الْحَقُّ وَاضِلَ الضَّلَالُ قَوْمٌ رَغِبُوا عَمَّا جَاءَ بِهِ نَبِيُّهِمْ إِلَى نَبِيِّ غَيْرِهِمْ أَوْ إِلَى أُمَّةٍ غَيْرِ أُمَّتِهِمْ) وروى أبو يعلى وابن المنذر وابن أبي حاتم وابن أبي منصور ونصر المقدسي والعقيلي عن خالد بن عرفطة قال كنت جالسا عند عمر اذ أتى رجل من عبد القيس فقال له عمر انت فلان العبدى قال نعم فضربه بقناة معه فقال الرجل مالى يا أمير المؤمنين قال اجلس فجلس فقرأ (بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ الرِّبَا آتَاكِ الْكِتَابَ الْمُبِينِ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا) الى قوله آمِنَ الْكَافِلِينَ فقرأها عليه ثلاثا وضربه ثلاثا فقال له الرجل مالى يا أمير المؤمنين قال أنت الذى نسخت كتاب دانيال قال مررت بي بامرئ أتبعه قال اطلق فأمنه بالحميم والصوف ثم لا تقرأه ولا تقرئه أحدا من الناس فلتن بلغنى هنك انك فراته أو أقرأته أحدا من الناس لأنك كنت عقوبة ثم قال انطلقت أنا فانسخت كتابا من أهل الكتاب ثم جئت به في أديم فقال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم (مَا هَذَا فِي يَدِكَ يَا عَمْرُؤُ فَلْتِ يَا رَسُولَ اللَّهِ كِتَابٌ نَسَخْتُهُ لِنَزْدَادِيهِ عِلْمًا إِلَى عِلْمِنَا فَغَضِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَحْمَرَتْ وَجْهَاهُ ثُمَّ نُوذِيَ بِالصَّلَاةِ جَامِعَةً فَقَالَتْ الْأَنْصَارُ اغْضِبْ نَبِيَّكُمْ السِّلَاحَ السِّلَاحَ فَبَجَاؤُا حَتَّى أَحْدَقُوا بِنَبِيِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي قَدْ أَوَيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَخَوَانِيحَهُ وَأَخْتَصِرُ لِي اخْتِصَارًا وَلَقَدْ آتَيْتُكُمْ بِهَا يَفَاءً تَقِيَةً فَلَا تَنْهَوْا كَوَا، ومعنى التهوؤ التهويل، وَلَا يَنْزِعْكُمْ الْمُنْتَهَى كَوْنُ فَقُمْتُ فَقُلْتُ رَضِيتُ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِكَ

(— ه — ارشاد)

رَسُولًا ثُمَّ نَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ * وَرَوَى الدارِمِيُّ عَنْ
عمر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (أُمْتَهُوَ كُونَ
فِيهَا يَا ابْنَ الْخَطَلَبِ قَوْلَ الَّذِي بَعَثَهُ بِالْحَقِّ نَبِيًّا قَدْ جِئْتَكُمْ بِهَا يَنْضَاءُ
نَفِيَّةً وَالَّذِي بَعَثَنِي بِالْحَقِّ نَبِيًّا لَوْ أَنَّ مُوسَى كَلِمَ اللَّهُ كَانَ فِي زَمَنِي
مَأْرُومَةً إِلَّا أَنْ يَشْرَعَنِي) وَأَمَّا خُصَّصَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوسَى عَلَيْهِ
السَّلَامُ مَعَ أَنْ عِيسَى وَسَائِرُ النَّبِيِّينَ عَلَى نَبِينَا وَعَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ
كُلُّهُمْ كَذَلِكَ لَوْ أَدْرَكُوا زَمَنَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاتَّبَعُوهُ وَكَانُوا مِنْ جِلَّةِ
أُمَتِهِ لِأَنَّ سَيِّدَنَا مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ هُوَ الَّذِي أَنْزَلَتْ عَلَيْهِ التَّوْرَةُ وَفِيهَا
شَرَعَ اللَّهُ الَّذِي نَسَخَهُ بِشَرْعِهِ الْمُحَمَّدِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَّا سَيِّدُنَا
عِيسَى فَجَاءَ مُقَرَّرًا لِشَرِيعَةِ التَّوْرَةِ وَلِذَاكَ لَمْ يَكُنْ فِي الْإِنْجِيلِ أَحْكَامٌ وَأَمَّا
قُصَصٌ وَمَوَاعِظٌ وَالدَّلِيلُ عَلَى أَنَّ النَّبِيِّينَ كُلَّهُمْ لَوْ أَدْرَكُوا زَمَنَهُ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاتَّبَعُوهُ قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى وَهُوَ أَصْدَقُ الْقَائِلِينَ (وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ
مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَّا آتَيْنَاكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ
مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَضْتُمْ وَآخَذْتُمْ
عَلَى ذَلِكُمْ إِعْرَافًا قَالُوا أَأَقْرَضْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ)
وَقَدْ وَرَدَ ذِكْرُ غَيْرِ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي حَدِيثٍ آخَرٍ فَقَدْ رَوَى الْبَيْهَقِيُّ
وَعَبْدُ الرَّزَاقِ عَنِ الزُّهْرِيِّ مَرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
(وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ أَنَّكُمْ يُوسُفُ وَأَنَا بَيْنَكُمْ فَأَتَّبَعْتُمُوهُ
وَبَرَكْتُمْ لِي لَضَلَلْتُمْ) * وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ
سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (هَنْ تَعْلَمُ التَّوْرَةَ قَالَ لَا تَعْلَمُهَا
وَتَعْلَمُوا مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ وَآمِنُوا بِهِ) * وَرَوَى أَبُو لَيْسٍ فِي الْحَلِيقَةِ عَنْ
عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ انْطَلَقْتُ فِي حَيَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى

أَتَيْتُ خَيْبَرَ فَوَجَدْتُ يَهُودِيًّا يَقُولُ قَوْلًا فَأَعْجَبَنِي فَقُلْتُ هَلْ أَنْتَ مُكَرِّي
مَا يَقُولُ قَالَ نَعَمْ فَأَتَيْتُهُ بِأَدِيمٍ فَأَخَذَ بِمِطْلِي صَلَّى فَلَمَّا رَجِمْتُ قُلْتُ يَا رَسُولَ
اللَّهِ إِنِّي لَقِيتُ يَهُودِيًّا يَقُولُ قَوْلًا لَمْ أَسْمَعْ مِثْلَهُ بِدُكِّ فَقَالَ لِمَلِكٍ كَتَبَتْ
مَنْهُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اتَّبِعْ بِهِ فَإِنِ اطْلُقْتُ فَلَمَّا أَتَيْتُهُ قَالَ أَجْلِسْ أَقْرَأْ فَقَرَأْتُ
سَاعَةً وَنَظَرْتُ إِلَى وَجْهِهِ فَادَّاهُو يَتَلَوْنُ فَصِرْتُ مِنَ الْفَرَقِ لَا أَجِيزُ
حَرَفًا مِنْهُ ثُمَّ دَفَعْتُهُ إِلَيْهِ ثُمَّ جَعَلَ يَتْبَعُهُ رِسْمًا رِسْمًا يَهْخُوهُ بِرِيقِهِ وَهُوَ يَقُولُ
لَا تَسْبِعُوا هَؤُلَاءِ فَإِنَّهُمْ قَدْ تَبَّهَوْا كُؤَا حَتَّى مَحَا آخِرَ حَرْفٍ * وَرَوَى
ابْنُ عَسَاكَرٍ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (لَا تَسْأَلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ عَنْ شَيْءٍ فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ
يُخَيِّرُوكُمْ بِالصَّدَقِ فَتُكَذِّبُوكُمْ أَوْ يُخَيِّرُوكُمْ بِالْكَذِبِ فَتُصَدِّقُوكُمْ
عَلَيْكُمْ بِالْقُرْآنِ فَإِنَّ فِيهِ نَبَأًا مِنْ قَبْلِكُمْ وَخَبَرًا مَا بَعْدَكُمْ وَفَصْلًا مَا
بَيْنَكُمْ) * وَرَوَى الْبُخَارِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ
أَهْلُ الْكِتَابِ يَقْرَءُونَ التَّوْرَةَ بِالْمِصْرَانِيَّةِ وَفُسِّرُونَهَا بِالْعَرَبِيَّةِ لِأَهْلِ
الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (لَا تُصَدِّقُوا أَهْلَ الْكِتَابِ
وَلَا تُكْذِّبُوكُمْ وَقُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا مِنَ الْآيَةِ) وَهَذَا فِيمَا لَمْ
يَكُنْ ظَاهِرَ الْخِلَافَةِ لَدَيْنَا فَهَذَا يَجِبُ عَلَيْنَا تَكْذِيبُهُمْ فِيهِ وَكَذَلِكَ مَا كَانَ
ظَاهِرَ الْمَوَاقِفَةِ لَدَيْنَا فَتُصَدِّقُهُمْ فِيهِ

وَلَتُخْتِمَ هَذِهِ الْحَاقَّةُ بَيَانَ حُكْمِ مِطْلَةِ التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ وَمِنْهُمَا
قَالَ الشَّهَابُ الْحَفَاجِيُّ فِي شَرْحِ الشَّفَاءِ فِي أَوَائِلِهِ عِنْدَ ذِكْرِ قَوْلِ عَبْدِ اللَّهِ
ابْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا صَفَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ
التَّوْرَةِ فِي جَوَابِ سَائِلٍ سَأَلَهُ ذَلِكَ وَهُوَ عَطَاءُ بْنُ يَسَارٍ قَانَ قُلْتُ
عَبْدُ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَرِيشِي عَرَبِي فَلَا يَنْسَبُ سَوْأَلُهُ عَمَّا فِي التَّوْرَةِ

والتوراة وغيره من الكتب القديمة قال الفقهاء لا تجوز قراءته فما وجه هذا قلت ان عبس الله كان يقرأ ويكتب كما مر وقال البرهان الحلبي في المفتي انه رضى الله تعالى عنه كان يحفظ التوراة وقد روى البزار من حديث ابن لميعة عن وهب ان عبد الله بن عمرو بن العاص رضى الله تعالى عنهما رأى في المنام في احدى يديه عملاً وفي الاخرى سمناً وهو يلعبهما فلما أصبح ذكر ذلك لثعلب بنى صلى الله عليه وسلم فقال له اقرأ الكتابين التوراة والقرآن فكان يقرأهما ذكر هذا الحديث بعض شيوخي وأما الذهبي عن قراءتها وان صرح به الفقهاء فليس على اطلاقه لوقوعه في زمن النبي صلى الله عليه وسلم لكثير من الصحابة رضى الله عنهم من غير انكار فهو مقيد بمن لم يميز المنسوخ والمحرّف منها ويضيع وقته في الاشتغال بها واما غيره فلا يمنع منه بل قد يطلب لزامهم فيما انكروه منها كما في قصة الرجم ثم قال بعد نحو كراس واعلم ان في بعض الشروح الاعتراض على المصنف وغيره ممن اكثر النقل من التوراة وغيرها من الكتب المنسوخة وقد حرم الفقهاء قراءتها والنظر فيها فانها محرقة مبدلة وبالنسبة لبعض الفقهاء فقال يجوز الاستنجاء باوراقها وهذا مما لا ينبغي التلفظ به قال رحمه الله تعالى وفي بشر اذا وجد فيها ما يقوم النظر على عدم تبديله وافاد النظر فيه شرعياً فلا يبعد ان يباح النظر فيه والاشتغال به قال وهو كما انتهى كلام الشهاب

(تم الكتاب بمونه تعالى وحسن توفيقه)

الانتصار والترجيح للمذنب الصحيح

قرآن وحدیث سے مذہب صحیح

مذہب حنفی کی تائید وترجیح

تصنیف

محدث فقیہ ابوالمظفر جمال الدین یوسف بغدادی رحمہ اللہ

معروف بہ سبط ابن جوزی (ت ۶۵۴ھ)

تقدیم و تحشیہ

شیخ محمد زاهد الکوثری

ترجمہ

تحقیق، تصحیح، تقدیم

شہزادہ فقیہ ملت

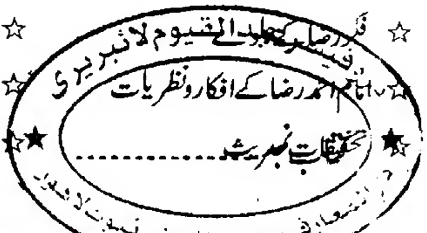
عالمہ مفتیہ محترمہ شگفتہ نسرین امجدیہ
(زوجہ مفتی ازہار امجدی)

مفتی ازہار احمد امجدی مصباحی
فاضل جامعہ ازہرہ سر

کتاب محل

ادارے کی شائع کردہ پینڈ کتب

- | | |
|--|--|
| ☆ تاریخ الدولة المکیة | ☆ رسول اللہ ﷺ |
| ☆ مذہب حنفی کی تائید و ترجیح (مترجم) | ☆ فقہائے احناف اور فہم حدیث |
| ☆ الشیخ احمد رضا خان الہمدی البریلوی (عربی) | ☆ انعام مکرمے مبارک ﷺ |
| ☆ کتاب العقل | ☆ تحقیق الترویج (مترجم) |
| ☆ تہافت الفلاسفہ (مترجم) | ☆ بہاد مزاحمت اور بغاوت |
| ☆ احادیث توسل و زیارت (مترجم) | ☆ تنوین حدیث پر جدید ذہن کے اشکالات |
| ☆ معارف اصول حدیث | ☆ دعوت اسلامی (فکر اور تنظیم کار) |
| ☆ الجمع فی تصوف (مترجم) | ☆ مایہ دارانہ نظام ایک تعارف |
| ☆ کشف المحجوب (مترجم 2 کمر) | ☆ اسلام یا جمہوریت |
| ☆ ملفوظات شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ (مترجم) | ☆ اسلام اور جدید سائنس |
| ☆ روح تصوف | ☆ یہودی، مغرب اور مسلمان |
| ☆ فصوص الحکم (مترجم) | ☆ فتنۃ المجاہدین (متن و ترجمہ) |
| ☆ بستان العارفین (مترجم) | ☆ مشنری سکول (متن و ترجمہ) |
| ☆ مناقب ابن عربی (متن و ترجمہ) | ☆ Rejecting Freedom & Progress |
| ☆ شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ | ☆ مابعد جدیدیت اور اسلامی تعلیمات |
| ☆ زبدۃ المقامات (مترجم) | ☆ فلسفہ اور سامراجی دہشت گردی |
| ☆ افکار الصدرین | ☆ نیچریت (متن و ترجمہ) |
| ☆ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ | ☆ کمپنی کی حکومت |
| ☆ وحدۃ الوجود (متن و ترجمہ) | ☆ مقالات جامی |
| ☆ ہندوستان کی جنگ آزادی میں مسلمانوں کا حصہ | ☆ غزوہ ہند |
| ☆ امام غزالی اور امام احمد رضا کی علمیات کا تقابلی جائزہ | ☆ عاجزہ سید خورشید احمد گیلانی کی مکمل کتابوں کا بیٹ |
| ☆ قصیدۃ بانۃ سعاد (متن و ترجمہ) | ☆ فکر و اصلاح کے لیے فیوم لائبریری |
| ☆ اصول جرح و تعدیل | ☆ امام احمد رضا کے افکار و نظریات |
| ☆ غیر مسلم خود کش حملہ آوروں کی تاریخ | ☆ تحقیقات نمبر 1 |




مطالعہ افکارِ مغرب سیریز

☆	سرمایہ دارانہ نظام ایک تعارف	ڈاکٹر جاوید اکبر انصاری
☆	اسلام یا جمہوریت	ڈاکٹر جاوید اکبر انصاری
☆	اسلام اور جدید سائنس	ظفر اقبال
☆	اسلام اور جدیدیت کی کشمکش	ظفر اقبال
☆	تحفۃ المجاہدین	شیخ زین الدین المعمری
☆	مشغری سکول	علامہ اسماعیل مہبانی
☆	منٹ	لارڈ میکالے
☆	مابعد جدیدیت اور اسلامی تعلیمات	پروفیسر ڈاکٹر احمد ندیم
☆	فلسفہ اور سامراجی دہشت گردی	عمران شاہد بھنڈر
☆	نیچریت	سید جمال الدین افغانی
☆	کمپنی کی حکومت	باری علیگ
☆	مقالات جامی	سید خالد جامی
☆	Rejecting Freedom & Progress	ڈاکٹر جاوید اکبر انصاری

کتاب محل

در بار مارکیٹ لاہور 0321-8836932

 kitaabmahal786@gmail.com

 kitabmahal  03004827500